Text cut book only to Damage book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222465
UNIVERSAL
LIBRARY

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

از نتائج افکار طبع وقاد و ذہن نقاد نازک خیالاں علامۂ اہل کمال کلام معجز نظام مسیح کلام

زمانہ فائق جناب مولوی محمد اقبال حسین صاحب عاشق دہلوی وکیل معتمد راج بیکانیر

الموسوم بہ

اسرار عاشق

ملقب بہ

دیوان عاشق

cked 1973

باہتمام کارپردازان حی راجی غفران مآب سادات ملبوس محمد عبد القدوس قدسی

مالک و اڈیٹر اخبار صحیفۂ قدسی دہلی گلی امام ضیہ نیچے جامع مسجد

در مطبع قدوسی دہلی گلی امام ضیہ طبع شد

Checked 1978

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ فارسی اسرار عاشق

حمدے کہ جہان جہان وقتش شانہ کش طرۂ بیان۔ وسپاسے کہ عالم عالم فسحتش شیرازہ بند عجز تبیانش شد آفریدگاری را سزاست کہ ہر ذرہ از ذرات موجودات در ادائے شکر موہبتش سوسن آسا صد زبان و ثنا لیتی کہ فلکش باعتراف نارسائیش مدار گوشۂ دامان گردیگانہ دادار زیباست کہ خطان کرو بیان بتوضیح ستایش صنع بیچونش ہمہ تن رطب اللسان است۔ مالک الملکوتے کہ از فیض سرمدے گوہر شاہوار نطق کہ جوہر بست روحانی در درج طینت بشری ودیعت نہادہ۔ و مبدع البحر ولی کہ از الطاف ازلی شاہد دلربائے سخن را کہ آئینہ دار زینت افزائے بزم جاودانی در مجالی خواطر دانش پژوہان جلوہ دادہ۔ واجب الوجودے کہ چون نور بصر در مردمک چشم جائے وار چشم ظاہر بینان نہان و خالق العبادے کہ نطق تسا در ضمیر ہر موجود منضم وار نظر کوتہ اندیشان نہان است ٥

آنکہ بجز او نبود غیر او	گر دو جہان جملہ شود غیر جو
خود نشود غیر ز خود گر کسے	آئینہ اش جلوہ کند رو برو

و نعتے کہ روایح اخلاصش مشام قدسیان را از نکہات نکات معطر و ستایشے کہ فنوا بیان حقایق تبیانش دیدۂ روحانیان منور دارد در خور خاتم النبیین است کہ لولاک لما خلقت الافلاک در شان حضرتش ہدایتیست کافی و آیۂ وافی برائے سبحان الذی اسرے بعبدہ عروج معراجش را شاہد لیست وافی۔ رحمۃ للعالمینے کہ انا افصح العرب والعجم از زبان فیض ترجمان او است و شافع المذنبینے کہ اول ما خلق اللہ نوری شعشہ بیان صداقت توامان او ٥

محمد عربی قہرمان روز جزا	مضی شمع رسالت شفیع ہر دو سرا
شہے کہ کون و مکان از وجود او است عیان	شہے کہ چرخ و فلک از برائے او ست بپا

و درود نامحدود و تحیات نامحصور نثار ارواح پر انوار اصحاب کبار او که بنای شریعت غرا را رکن رکین و اولاد اطهار او که شهر بند ملت را حصن حصین اند باد ٭

اما بعد چون این خوشه‌چین خرمن ارباب کمال و ذکا ـ ذره ربای خوان دانش پروردن اطهر از بدو تمیز همیشه در هوای شیرین و شان سخن که فرهاد ناطقه در بیستون افکار گرم جوی خوردش می دارند بیقرار و عشق لیلی معانی اشعار ابکار که مجنون سامعه را در بادیه اصغای نکات دل نشین در تکاپوی بیقراری آرد از دل و جان خواستگار بوده و چون نبود می دنباشمی که زیبا شاهدان مضامین شیرین بیک جلوه شود از نهاد طبع سخن وران بر آرند و دلربا پرده‌گیان استعارات رنگین به نیم عشوه دل از کف نکته سنجان ربایند ـ بار غرض ازین همه هرزه درایی آنکه این هیچمدان را گاه گاهی که از کثرت مشاغل دنیوی که اکثر اوقات عموم ناس را مصروف دارند اندک فرصتی روی نمود و دایه طبع نوخواستگان مضامین را در منظر فکرت جلوه می داد ـ به تصنیف و تزئین ابیاتی چند مبادرت می رفت ولی بمقتضای آنکه ظهور آوان شباب طبع بشر را از قیود اعتناد پروا متخلص میدارد هر نظم و غزلی که از نتیجه فکرت بوجود آمد بدست بی اعتنائیش بباد فقدان دادی هر قطعه و رباعی که رخ نمود برافراختن انامل با دامن نقاب نسیان و تلف بر عارضش وجود انداختی تا درین هنگام هوس تدوین دیوانه بخاطر فاتر خطور نمود چون اوراق طبیعیه دهر سر تلف و انعدام نهاده بود امعان نظر فرموده پیوست اگر چه اکثری زان نوباوه‌گان حدایق فکرت شکسته خاک عدم گردیده بود و باقیمانده بقدری غازه وجود بر چهره نمود داشتند که دیوانی ترتیب توان داد لیکن بحکم ما لا یدرک کله لا یترک کله عزم ترتیب و انطباع او پیش نهاد خاطر ساخته و این مختصر ارمغان را به امید عفو زلات هدیه ناظرین با کمال نمود امید که نظر بر الانسان مرکب من السهو والنسیان فرموده هر جا که خطا و سهو رفته باشد از شیوه پاک منشی با کزلک عفو قلم نسخ کشند و اگر چه کلام استاتذه ذی کمال درج ما تلامذه حال را از گوهر خوشاب معانی و مضامین مالامال نموده و ... معاذ آنکه ـ ع اندرین راه جو طاوس بکار است مگس ٭ اگر از شیمه و شیوه کرم نظری بر زخرفات انداز نداز فتوت بعید نخواهد بود لیس برین مصرعه اختصار نمود که ـ ع مبین به جنس من و کن نظر به جوهر خویش

وما توفیقی الا باللہ ـ علیه توکلت و هو

نعم المولی و نعم النصیر

دیباچہ اسرار عاشق

منظور جو حمد ... ہے +

خامہ الف اد ... ھے +

اے جل جلالہ نیرنگی قدرت باری کی چمن آرائیاں کچھ ایسی نہیں ... کہ مشتاقان ازل کی سمجھ میں آسکیں۔ وا ے
جل شانہ صنعت پروردگار کی جلوہ پیرائیاں کچھ ایسی نہیں ہیں جن و ملک و انسان کی بے شمار انگلیاں انکی
بے انتہا پوروں پر گنی جاسکیں تشنہ لب نہروں کو ٹھنڈا پانی دیا۔ کہ تموز آفتاب سے صورت ماہی تلملا نہ جائیں
حسینوں کو لطف جوانی دیا۔ کہ عالم پیری آیندہ زمانہ میں بھول بھلا نہ جائیں۔ گلوں کو خوشبو عطا کی کہ دماغ بلبل انکار
نہ کرسکیں بلبلوں کو گرمجوشی بخشی کہ نغمہ دلپذیر سے سکوت اختیار نہ کرسکیں درختوں کو پھول دیئے کہ پھلیں۔ پھولوں کو پھل
عنایت فرمائے کہ موسم پر چلیں۔ نرگس کو آنکھ دی کہ چمن قدرت کی بہاریں دیکھے مزہ اڑائے۔ سوسن کو زبان عطا فرمائی کہ ورد سے
کی سے اپنی سنائے۔ سبزہ کو فرش میں بنایا کہ سروسان چمن کی پاؤں میں کانٹے نہ چبھیں کھٹکیں خاروں کو دامن دیا کہ گل ہیں ... صبا
کہ اونچی چولی دا دامن نہ جھٹکیں اور ہمیں تو سبھی کچھ دیا اور دیتا ہے (اللہ دے اور بندہ لے) اسکی حمد محال ہے رشتہ تقریر گویا زبان
کا جال ہے۔ ہاں اے توسن خامہ گلشن نعت احمدی کی سیر کو جانے والا ہو جولانیاں تو کر۔ ہاں اے شہباز فکر گلزار وصف محمدی کے
کچھ پھول لانے والا ہو ذرا تیزیاں تو کر مرحبا حسن بلا کہ آفتاب عالمتاب گرد ان سیدہ سے بھی کم ہو۔ اور وصل علی مرتبہ اعلے
کہ فلک ہفتم زیر قدم ہو۔ باعث ایجاد عالم و عالمیان محبوب خدا او نبی جان احمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مہر انوار ذرہ آستان کسب
ضیا کرتا ہے ماہ منور کہ جسے اپنی گول چہرہ چاندسی صورت پر ناز ہے روضہ فلک اشتباہ کے نور ہی سے گنبد عالی پر دل و جان فدا کرتا ہے وہ سب کے لیے
اور سب انکے لیے۔ سبحان اللہ تعالی شانہ ہی زبان قلم کہ سلسلہ جنبان وصف اصحاب کبار ہوئی وہ بھی دریائے طبع روان کہ موج زن مدح حضرت
ایمہ اطہار ذوالاقتدار ہو۔ صدف قلزم امامت کی چار گوہر فلک عنیا استقامت کی چار اختر طوبائی رضا و تسلیم کی چار ثمر دیوان
کائنات کے چار دفتر وہ کون ابوبکر و عمر عثمان و حیدر اور صحرا طریقت کے رہنما جادہ شریعت کے مقتدا شجر مصطفائی کے
پھول وحی الہی گلستان نزول عنایت باری کے عین غنا ایزدی عین ایک حجاب جناب حضرت امام حسن و سرکار جناب حضرت امام حسین علیہما السلام
والاحتشام +

اما بعد دریائے حیرانی کا نو آموز شناور صحرائے بے ہنری کا تازہ شورید سر غربت قیس کا چراغ جلا ... الا ... محبت کی

لگی سمجھانیوالا۔ کوئی نادانی کا مقیم۔ برزانِ بے جبری کا فقیر بے کلیم مجروحِ بے مرہم ضعفِ طبیعت کا ہمقدم نفاک سرداری ناکامی حسرت انگیز مشہور نافرجامی گلشنِ بے بضاعتی کا مرجھایا ہوا پھول۔ گویا خاک دھول وہ کون میں۔ میں کون محمد اقبال حسین عاشق۔ زمانۂ طفلی نے جب ساتھ چھوڑا۔ اُلفتِ حسینان سے اور میں عین دلچسپیوں نے اپنا بستر اٹھا لیا۔ دکھ درد نے اپنا بنا لیا کبھی اگر قلم ہاتھ آ گیا۔ اور قافیہ پیمائی پر ہمت چلی۔ تو افکار نے کہا ہم تسلیم بجا لاتے ہیں اور اگر کبھی افسردہ دلولوں نے کھوئی ہوئی بلکہ کھوئی ہوئی طبیعت کو گدگدایا اور کاغذ سنبھالا کہ لاؤ کچھ لکھیں غموں نے کہا کہ کوئی ہے تو نہیں ہم بدولت آ گئے ہیں لیجئے وہیں خیالات کا خوان چھن گیا۔ قلم ہاتھ سے چھوٹ گیا کاغذ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کے چلتا بنا کہ یہ حلیہ یا نثر کا خیال ہو کہ جیسے کمرِ معشوق کے الجھے الجھے بال ہوں نظم کی یہ مثال ہو کہ جیسے بودے دھاگوں کے ٹوٹے پھوٹے جال ہوں خیالات کی یہ حالت کہ چلا اور آواز پردہ نشین کی طرح بیٹھ گیا تصور کی یہ نوبت کہ گیا تو پھر نہ آیا مضمون ایسے آشفتہ کہ دور سے دیدے دکھا دیں دوڑ کر پاس ہی نہ آئیں۔ اے میں قربان ہو اس اپنی الجھی ہوئی طبیعت کے کہ جو آتشِ شوق کے بھڑکانے ہی بھڑکے اور دفعتاً بیٹھ گئی نو گرفتار مرغِ دل کے کہ جو قفسِ تن میں پھڑکا کبھی نہ پھڑکے۔ حواسِ خمسہ سپرِ حجۂ پریشانی خاطرِ پژمردہ کی تشدد از سہ خانہ بے کیفی میں مہمانی۔ دریائے طبعِ رواں کی آرزو مند موجیں کہ جو ساحلِ مقصد کے گلے ملنے کو دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئی بڑی چلی آتی ہیں مسند روزہ مہمان ہیں۔ حبابِ فلک کہ جو بار بار سر اٹھا کر کنارِ مطلب کے آئینوں کو دیکھتے ہیں بہت ہی ناتوان ہیں کشتیٔ تصور خسارۂ گرداب کا قتل ہی دل پر آرزو ایک اجڑی ہوئی منزل ہے۔ ناطقہ سر بگریبان والا رہتا ہی قوتِ گویائی کا کچھ اور ہی حال ہو چلا ہے۔ کہتا کچھ ہوں منہ سے نکلتا کچھ ہے آہِ سوزاں کے دھوئیں سے ثابت ہے کہ دلِ پرسوزان جلتا کچھ ہے۔ کبھی کبھی حسرت سرا دل مہمان سرائے شوقِ وصال تھا کہ جس کی بے انتہا تمناؤں کو گنتے گنتے تشنۂ ہجر کی ہچکی بندھ جاتی تھیں کہ جہاں کی تھی اب بھی دلِ ویراں کدہ کس مپرسی ہے کہ جس میں راحت تو راحت مصیبت بھی نہیں آتی حسب کا یہ عالم ہوا کہ جان ہے جہان ہے جو نہ دم میں دم ہو۔ وہ لکھی تو کیا اور سنی تو کیا۔ نہ سر دُھنی تو کیا۔ نہ تنکے چنے تو کیا۔ مگر اس غرض سے کہ دوستانِ یکرنگ جو ضرور ایکدن بچھڑنے والے ہیں اور ہم ضرور ایکدن زمین میں گڑنے والے ہیں۔ کبھی میری ہرزہ درائیوں کو دیکھ کر یاد کر لیا کریں اور فاتحۂ خیر سے روحِ **عاشق** کو شاد کر لیا کریں چند اوراقِ پریشان کہ جو مجموعۂ خواطرِ سرگشتگانِ گیسو سے زیادہ ابتر ہیں یادگار چھوڑے جاتا ہوں۔ اور بچی کھچی مئے جوانی کہ جو ساغرِ حیات میں پی پلا کر تھوڑی سی لگی رہ گئی واسطے ہا میں ڈال کر تشنہ لبانِ مذاقِ سخن کے دہانِ شیرین میں جرعۂ آخری سمجھ کر چھوڑے جاتا ہوں۔ ع چہ کند بے نوا ہمیں دارد

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

از نتائج افکار طبع وقاد و ذہن نقاد و نازک خیال ملاذ اہل کمال معجز نظام سخن سنج کلام شعر آزمان

فائق جناب مولوی محمد اقبال حسین صاحب عاشق دہلوی دیوان معہ معراج بیکانیر موسوم بہ

اسرار عاشق

ملقب بہ

الہام عاشق

باہتمام کارپردازان سعی راجی غفران ارادت ملبوس محمد عبد القدوس قدسی

مالک و اڈیٹر اخبار تحفہ قدسی دہلی گلی امام زیر مسجد جہان نما یعنے جامع مسجد

در مطبع قدسی دہلی گلی امام حلیۂ طبع پوشید

یا معین

۱ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — ۱۳

ہے دلمیں ارادہ تری وحدت کی رقم کا
مطلوب قلم ہے مجھے طوبیٰ کے قلم کا

عادی ہوں ہمیشہ سے تری جور و ستم کا
معکوس ہے قسمت میں مری لفظ اکرم کا

تحریر کروں حال اگر کچھ شب غم کا
سر ہوئی قلم اور جگر چاک قلم کا

کچھ بھی نہیں سمجھی ہیں جو کچھ سمجھے ہوئے ہیں
دنیا تو ہے یہ کھیل تماشا کوئی دم کا

فردای قیامت ہے وہاں وعدہ فردا
اس بت کے نہ پیماں کا ٹھکانا نہ قسم کا

وہ دست نگاریں سے اگر جام پلائے
شربت تر و خوش ذائقہ ہو شہد سی سم کا

سر اوج فلک پر ہے مرا فقر و غنا سے
قارون کے لیئے بار ہو اشوق درم کا

ہے آتش غم ایسی بھری سینہ میں میرے
جو سانس کہ جاتا ہے بن آتا ہے ستم کا

ہے طایر دل دام محبت میں گرفتار
طاقت نہ ٹھہرنے کی ہے نے حوصلہ رم کا

صورت سے ہی ظاہر ہے پریشانی خاطر
کیا پوچھتے احوال ہو مجھ سے شب غم کا

پھر ہے وہی آوارگی و خانہ خرابی
پھر شوق ہوا ہے مجھے اب کوئی صنم کا

مرقد کا مرے ہوئے وہ تعویذ الٰہی
جس سنگ پہ ہو نقش پیمبر کے قدم کا

۲	جاتا ہوں زیارت کو مدینہ کی میں عاشق رستہ یہی سوجھا ہے مجھے باغ ارم کا	۱۱

آگے جلوہ اُس رُخ پر نور کا پنہاں ہوا
اختر و خورشید و ماہ و عرش و کرسی لامکاں
دوزخ و خلد بریں لوح و قلم میزان حشر
آزمایش کے لیے گو راہ میں سب پیدا ہوئے
حور و غلمان و پری و جن و بشر و دیو و ملک
ابر و باد و آب و آتش خاک و برق و کہکشاں
اُسکی ماہیت کو ہرگز کوئی بھی پہنچا نہیں
مدتوں کی ہی عبادت کچھ جو نخوت آگئی
نخل و شاخ و سبزہ و گلہای رنگیں برگ و بار
دو جہاں اُسنے بنائے ہیں محمد کے لیے

مطلع خورشید میرا مطلع دیواں ہوا
اُسکی صنعت کا یہ دیکھو خوب ہی ساماں ہوا
دیکھکر جسکو تحیر میں ہر اک انساں ہوا
فضل سے اُسکے گذرنا تجھکو تو آساں ہوا
آپ ہی اُسنے بنائے آپ ہی نازاں ہوا
واسطے انساں کے کیا کیا نہ کچھ ساماں ہوا
عقدہ مشکل کسی کا بھی نہ یہ آساں ہوا
راندہ درگاہ فوراً دیکھ لو شیطاں ہوا
ایک سے ہے ایک بہتر رونق بستاں ہوا
فیض سے اُسکے مشرف عالم امکاں ہوا

۳	ذکر کس کس کا کرے عاشق کہ ہر شے ہے عجیب جان و دل سے دیکھکر صنعت ہر اک قرباں ہوا	۱۴

مصحف رُخ کا فدائی حافظ قرآں ہوا
گلشن و دیر و حرم میں بھی اُسیکا ہے ظہور
عاشق و معشوق میں رکھا ہے اُسنے سوز و ساز
ابر آتا ہے کبھی اور مینہ برستا ہے کبھی
لیلی و شیریں و عذرا و امق و فرہاد و قیس
ابر نیساں میں یہ دیکھو کیسی کچھ تاثیر ہے
کوہ سے پیدا کیا ہے لعل کیسا منتخب

شکر ہے دنیا میں اگر صاحب ایماں ہوا
ہر جگہ جلوہ ہے اُسکا آپ خود پنہاں ہوا
وصل حاصل ہے کبھی گہ صدمہ ہجراں ہوا
برق و باراں کا تماشا بھی عجوبہ یاں ہوا
عشق کے چکر میں پا اسکو سرگرداں ہوا
کیا عیاں بطن صدف سے گوہر غلطاں ہوا
سب جواہر میں یہ تو خوب ہی تاباں ہوا

... قفس میں کوئی زر کے باعث کوئی ... | ہے گدا کوئی جہان مین اور کوئی سلطان ہوا
... بلبل و گل باغ جہان | ایک کے اک واسطے معشوق و عاشق یان ہوا
ہجر مین کوئی ہے نالان وصل مین کوئی ہے خوش | کوئی تو خندان ہوا اور کوئی یان گریان ہوا
... اسنے صنعت ایسی دکھلائی ... | ایسا یکتا دو جہان مین خالق یزدان ہوا

۴	فصل ... اسکے نظر سے وقت عاشق ہونے کی کام جو دشوار تھا وہ ہی ہمین آسان ہوا	۱۰

تجربہ کاری سے مجھے دلکا یقین تھا | سینہ مین جو ارمان تہا مرے گوشہ نشین تھا
تھا ... دو ہی تفرقہ ... | ... تو دور تھا اتنا ہی قرین تھا
... نمایان ہوا اب چاک گریبان | ... دل ... مطلب زیر زمین تھا
... کام ... ہی ... | ... مین آجاے یہان وہ ہی یقین تھا
تفرقہ چھایا تھا شب ہجر مین ... | جو دم تھا لبون پر نفس بازپسین تھا
... پہونچ کہ ہوا راہ مین حال | ... آپ کہین ہوش کہین پانو کہین تھا
... خیالات صنم تھا شب ہجران | ویرانہ ہمارا ہمین ... حسین تھا
وہ شوخ جوانی مین نہ کیون کعبہ اجاڑے | طفلی کے ہی عالم مین جو غارتگر دین تھا
حسرت جو نہ بڑہتی تو کبہی رات نہ کٹتی | سو صدمے تھے اور اک نفس بازپسین تھا

۵	ہم ڈہنگ یہ عاشق کے ہین یان کہ تا زیست جہگڑے سے جہان کے وہ الگ گوشہ گزین تھا	۱۴

گلہ جور رہا شکوہ بیداد رہا | حاصل عمر غرض نالہ و فریاد رہا
کون سی ایسی ادا مجہہ مین آئی دم قتل | دیر تک ہاتہ کو ملتا مرا جلاد رہا
ناتوانی سے ہوا مجکو قفس ہی صحرا | مین گرفتار بھی ہوکر وہی آزاد رہا
ہر رگ دل سے ہوا خون کا چشمہ جاری | موبمو گریہ مری جان کا فصاد رہا

میرا گھر تیری نگاہوں سے رہا ویران
تیرا کوچہ مری فریاد سے آباد رہا

دشت پُرخار محبت میں ہیں ڈُنو دور کے
اب کوئی دم کو رہا صید کہ صیاد رہا

تیرے کوچہ میں جو کچھ ہوے تو خود کو بھولے
اور اگر یاد رہا کچھ تو تو ہی یاد رہا

دشت میں بھی نہ کھلا عقدۂ وحشت اپنا
گو کہ ہر خار یہاں ناخن فولاد رہا

اُسکے کوچہ میں در و بام سے شور اُٹھتا ہے
ایک میں ہی نہیں ویران بر سر فریاد رہا

وہ مری بالین پہ آے بھی تو محشر لائے
لطف بھی اُنکا سدا شامل بیداد رہا

قطعہ

تیری تصویر کو کھینچا بھی تو آئینہ پر
تجکو حیرت میں مگر دیکھ کے بہزاد رہا

ہو گر رنج کو کب عیش سے راحت موہوم
گو کہ آغوش میں شب وہ ستم ایجاد رہا

وہی جان برق سی بیتاب رہی سینہ میں
وہی کانٹا سا کھٹکتا دل ناشاد رہا

۶	راہ اُلفت میں قدم سوچ کے رکھنا عاشق کہ یہیں قیس رہا اور یہیں فرہاد رہا	۸

کون کہتا ہے کہ مرنا مرا اچھا نہ ہوا
فکر درمان نہ ہوئی رنج مداوا نہ ہوا

واہ اس نالہ پہ اور اتنی عدو کو نہ تپش
بزم میں اور تو کیا حشر بھی برپا نہ ہوا

ایک دم ہی نکگیا ورنہ تو کیا کیا نہ گیا
ایک تو ہی نہ ہوا ورنہ تو کیا کیا نہ ہوا

عار کرتا ہے فقیروں کو پلاتے ساقی
جام جمشید ہوا ساغر مینا نہ ہوا

سیر گلشن سے رہے شاد ولیکن افسوس
اب کے معلوم کچھ احوال قفس کا نہ ہوا

سو گئے سنتے ہی سنتے وہ دل زار کا حال
جبکو ہم سمجھے تھے افسون وہی افسانہ ہوا

شہرت قیس تو ہوتی جو نہ تھی شوکت جم
کچھ بھی قسمت میں مری ہی چند یا نہ ہوا

۷	ربط کچھ داغ و جگر کا تو ہے پنہاں عاشق ورنہ اس دور میں کوئی بھی کسی کا نہ ہوا	۵

مرے دلمیں ہی جلوہ عارض محبوب ٹزنکا
مرا سینہ ہے گویا طور سینا برق ایماں

وہی نور خدا گنجینہ ہے اسرار پنہاں کا
فداہوں ذات محبوب خدا پر یہ تمنا ہے
بتاؤں جلوہ گر کب سی ہوا ہے نور احمد کا

خدا ہے دوست اسکا اور وہ محبوب یزداں کا
مجھے جنت سی کیا عاشق نہیں ہیں حور وغلماں کا
ازل ہی ایک پودا ہے مقرر اسکی بستاں کا

٨

ہوا دل سی جو تو عاشق ہے عاشق نام احمد پر
عجب کیا دل ترا ہو جائے مخزن نور عرفاں کا

١٦

مرے سینہ میں اسم جلوہ گر ہے شاہ جیلاں کا
تصور پانو کے سر آبلہ کو ہے بیاباں کا
کہاں جا چھپ گیا آخر نہ اس گردون گرداں کا
مریض عشق ہوں چارہ ہے میرا وصل جاناں کا
خلش کا کوئی باعث ہی بیتابی نہیں خالی
جراحت پر چھڑکتا ہی نمک کس کسطرح ظالم
تصور سے تری زناکی اس چشم پرخوں میں
تری فرقت میں یہ حالت ہوئی ہی بستر غم پر
ہماری نعش پر آؤ گے مرکر ہم بھی دیکھیں گے
جو اہو ناتوانی کا بٹھایا کس جگہ ہمکو
لگا اک ہاتھ کاری کب تلک میں ہیجاں ٹوٹے
نہ ہوگا نوح کے طوفان سی کم دیکھنا اوعظ
کھلے عقدے ہزاروں کھولے ہیں تو نے نا
تو آج چمن ہوں سے ہوں دل کھول کر اب تو

[illegible]

مزار اپنا نہیں محتاج کچھ شمع وچراغاں کا
پڑا ممنون ہونا مجکو پھر خار مغیلاں کا
یہ اک ادنیٰ کرشمہ ہی ہماری آہ سوزاں کا
عبث ہی چارہ گر اب فکر تمکو میری درماں کا
کوئی سینہ میں ٹکڑہ رہگیا شاید کہ پیکاں کا
سراسر زخم دل ممنون احساں ہی نمکداں کا
ہر اک تار نظر رشتہ ہوا تسبیح مرجاں کا
کہ ہر موئے تن لاغر ہوا کانٹا بیاباں کا
ہمیں بھی آزمانا ہے تمہاری عہد و پیماں کا
رہا دو ہی قدم پر فاصلہ جیب و گریباں کا
مگر تاخیر اسنظار کہ دن ہے عید قرباں کا
اگر دریا ہوا جاری ہماری چشم گریاں کا
کھلا عقدہ نہ تجھسے ایک بھی اس لف پیچاں کا
ذرا ای باغباں دروازہ وا کر دے گلستاں کا

٩

صبا پہونچا دے گر مجھ ناتواں کو اسکی محفل تک
تو طوق گردن عاشق نہ ہو احسان دربان کا

٢٠

٦٩٥٢

حرف دوئی کو لوح سے دل کی مٹا دیا
پردہ حجاب کا تھا یہی سو اٹھا دیا

سر ہمنے بارگاہ پہ تیرے جھکا دیا
تھا معصیت کا داغ جبین پر مٹا دیا

دل کو ہٹا لیا کبھی دل کو ملا دیا
ہشیار کر دیا کبھی مجنوں بنا دیا

گوشہ نقاب کا جو ہیں رخ سے اٹھا دیا
اک دم میں صف کی صف کو زمیں پر لٹا دیا

دل سے غم فراق کو بالکل بھلا دیا
تھوڑا سا وصل کا جو مزا کچھ چکھا دیا

بسمل کی طرح خاک پہ ہمکو لٹا دیا
اس اضطراب دل نے تماشا دکھا دیا

جسکو یہاں پا قصہ غم کچھ سنا دیا
پھر وں ہی اپنے حال پہ اسکو رلا دیا

برصدمہ فراق سے اب جاں لبوں پہ ہے
آفت نے ذائقہ بھی اجل کا چکھا دیا

دلکو کباب کرکے تسلی نہ کچھ ہوئی
اے آتش فراق جگر بھی جلا دیا

اس ناتوانی اور میرے اضطراب نے
گھر سے بٹھا دیا مجھے گھر سے اٹھا دیا

کوئی کسیکے ساتھ نہ جائیگا ہمنشیں
بس ساتھ وہ چلیگا جو ہے کچھ کیا دیا

بیتاب ہے رشک سے محفل میں یہ چلوں
کیوں ورنہ پاس غیر کو میرے بٹھا دیا

تھا کیا شب وصال میں پہلے ہی تھا ہمیں
زنجیر در کو یار کی کس نے ہلا دیا

جور و جفا سہیں گے کہ اللہ نے ہی جب
معشوق تمکو اور ہمیں عاشق بنا دیا

لکھا ہے وصال سے کبھی فرقت نصیب
دونو طرح کا اسنے تماشا دکھا دیا

ہے وصل یار آج مقرر کہ خوش ہے دل
ساقی نے مجکو جام مسرت پلا دیا

شعلے بھڑکتے ہیں نہ کرو ایسی بات بھی
کیوں ذکر غیر کرکے مجھے اب جلا دیا

کرتا تھا سیر عالم رویا میں اور کچھ
مدت میں نیند آئی تھی کس نے جگا دیا

چھینٹا جو خوں کا دامن قاتل پہ جا پڑا
یہ عاشقی کے نام کو دھبا لگا دیا

عاشق پیام وصل پہ اللہ رے شوخیاں
اُس بت نے آئینہ ہمیں لیکر دکھا دیا

جو اشک زمین پر ہے گرا دیدۂ تر کا — گرتی ہے بنا رشک ہے وہ لعل و گہر کا

تفریط مین افراط ہو دریا ہوے پیدا — قطرہ کوئی ٹپکا جو مرے دیدۂ تر کا

اک دم مین ہوئی چرخ و زمین سب تہ و بالا — کیون دیکھہ لیا تو نے اثر آہِ سحر کا

عنقا کہون زیبا نہین غنچہ کہون کیا مُنہ — حیران ہون بیان کیا ہو دہن اور کمر کا

ہے تیر قضا جو کئی دل سیکڑون گہایل — کیا کہنا ہے ظالم تری اس ترچھی نظر کا

تابان ہین تو خود اور اُسے ہے مہر سے تابش — رخسار سے تیرے ہے جگر داغ قمر کا

پہونچا نہین جس جا کوئی اُس جا تئی یہ پہونچا — خالق نے کیا رتبۂ اعلےٰ وہ بشر کا

شاہانِ جہان فخر سے سر کیون نہ جہکائین — جب روحِ امین آپ ہو دربان ترے در کا

اللہ نے کیا کیا تمہین بخشے نہین اعجاز — یہ معجزہ ادنےٰ سا ہے اک شقّ قمر کا

جو نقش قدم تیرا ہوا فرش زمین پر — تعویذ کیا فخر سے پیشانی و سر کا

دنیا سے غرض ہمکو نہ عقبےٰ سے سروکار — تیرا ہی تعلّق ہے ادہر کا نہ اُدہر کا

١١

کیا قتل کا قاتل سے گلہ کیجئے عاشق
لکھا نہین مٹتا ہے قضا اور قدر کا

١٢

عمر بہر عاشق ترا کیون زیست سی بیزار تہا — کوئی تو صدمہ تہا آخر کوئی تو آزار تہا

عمر بہر تم نے نہ پوچہا گرچہ مین بیمار تہا — آج بہی آئے تو حاصل آخری دیدار تہا

چشم دشمن سے رہا دایم غبار اپنا نہان — گو زمین تہا کچہہ تو کچہہ اُسکی تہ دیوار تہا

ایکدن یہ ہے کہ مین سرگوشیان ایک سے — ایکدن وہ تہا کہ مین ہی واقف اسرار تہا

کچہہ نہ بن آئی سو خون جگر ٹپکانے کے — اسطرح کہولے ہوے مُنہ تیر کا سوفار تہا

روتے روتے کردہ و ناکردہ سارا مٹ گیا — نامۂ اعمال کا کاغذ غلط بردار تہا

پڑ گیا تیری نگہہ سے تفرقہ اچہا ہوا — جان مجہسے تہی بہ تنگ اور دل سے مین بیزار تہا

صدمۂ ہجران اُٹہا کر ہو گیا مشکل پسند — کام جو آسان تہا وہ ہی مجہے دشوار تہا

صبح دم گھر سے نکیون گلگون قبا نکلون گی رات
اہرمن معشن پہ میرے دیدۂ خون بار تھا

شب کی شب صنا تھا سو ہم کر گئے آخر بسر
کعبہ تھا یا بتکدہ یا خانۂ خمار تھا

دلکی سب خانہ خرابی اُن نگاہون سے کُھلی
دشمن جان تھا نہان و ظاہر اپنا یار تھا

۱۴ مرکے پردہ رہگیا عاشق کا یہ اچھا ہوا
دربدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا ۱۴

دل تپیدہ کو کب وصل مین قرار آیا
کہ ساتھ غیر کو لیکر وہ گلعذار آیا

نظر سے ملتے ہی بس دلکو لے اوڑی شوخی
ہمیں خبر ہی نہین کہ کس پہ پیار آیا

کھلے ہی جاتے ہین زخم جگر کے پھر ٹانکے
یقین ہے مجکو کہ پھر موسم بہار آیا

ادھر بجھے تو اودھر سے جلے فلک سوبار
ہماری لب پہ اگر نالہ ایک بار آیا

جو گل ہے چاک گریبان تو نالہ زن بلبل
قیامت آئی ہے یا موسم بہار آیا

حباب وار پھرے گا سپہر ہر جانب
گر ایک تار گریبان سر فشار آیا

ہوس ہی بڑھگئی ساقی کی تیز نظرون سے
ابھی تو جام پیا تھا ابھی خمار آیا

عبث ہے قتل پہ تقریب امتحان اپنی
قریب مرگ ہوئے ہم نہ اعتبار آیا

ہوئی بھی کتنی خجالت خیال مژگان مین
کہین جو پانو کے نیچے ہمارے خار آیا

جو آہ سینہ سے سر کھینچے تا بلب تو کیا
یہ نخل وہ ہے کہ جسمین کبھی نہ بار آیا

ہر ایک رنگ ہے آئینہ تیری صورت کا
جہان پہ مرنا پڑا خاک تجھپہ پیار آیا

کسیکو دوست سمجھ لو کسیکو دشمن جان
ہر ایک رنگ مین یہان فرض اعتبار آیا

بچھوڑی قیس نے مر کر بھی پردہ داری عشق
کہ سر پہ ناقہ کے وہ بنکے اب غبار آیا

۱۳ نہ کیونکہ خم مین اُٹھے جوش میکدہ مین شور
جب انکی بزم مین عاشق سا بادہ خوار آیا ۸

پہنچا ہے تا فلک یہ دھوان اپنی آہ کا
ناحق گمان ہے خلق کو ابر سیاہ کا

میں وہ کہ مرتے دم بھی تصور ہے چاہ کا
تم وہ کہ کچھ نہ پاس تمہیں ہے نباہ کا

ہے حوصلہ ہی پست کچھ اپنی نگاہ کا
ورنہ ہر ایک شی میں ہے جلوہ الٰہ کا

لیتے ہی خط شوق کے پرزے اڑا دئے
بس تھا یہی لکھا مری بخت سیاہ کا

محشر میں داغ سینہ کا محضر دکھاؤں گا
خونی کفن گواہ ہے مجھ داد خواہ کا

کیا کیا ملائیں خاک میں ہیں دلکی خواہشیں
یارب برا ہو اس فلک کینہ خواہ کا

نالہ ہمارے دلکا فلک سیر تھا کبھی
دشوار اب ہے ضعف میں لینا بھی آہ کا

١٤ عاشق بتوں سے کرتے محبت تو ہو ولے
پہلے خیال چاہیئے حضرت نباہ کا ٢١

عالم میں ہے حشر یہ بپا کیا
نالہ کا اثر کہیں ہوا کیا

کیا ہمنے کہا کہو سنا کیا
سمجھے ہو ہمارا مدعا کیا

رنجش کا بتوں کی ہے گلا کیا
کیا جانے خدا کی ہے رضا کیا

سمجھائے گا ہمکو ناصحا کیا
اس عشق کا جانے وہ مزا کیا

جان و دل و دیں تو لٹ گئے سب
میں بچ بھی رہا تو پھر بچا کیا

حسن نمکیں کی چاٹ دلکو
دیکھیں دکھلائی گی مزا کیا

دے ساغر مے مجھے بھی ساقی
سمجھا ہے مجھے تو نے پارسا کیا

ہوں بحر غم فراق میں غرق
سمجھائیں گے مجکو آشنا کیا

پوچھو نہ مجھسے منہ چھپاؤ
فرمائیے مینے کی خطا کیا

تنکے چھڑا رہے ہو مجھسے
سمجھا مجھے تمنے کہربا کیا

بیتابی دل سے اپنی ہوں تنگ
اس بت کو کہوں بھلا برا کیا

پوچھو نہیں دوبارہ آنا
یاد آئی نئی کوئی جفا کیا

برباد کی مشت خاک میری
لے باد صبا تجھے ہوا کیا

کیا ڈھونڈتے ہو میرے دلمیں
جز یادِ صنم یہاں رہا کیا

اچھا میں بُرا سہی ولیکن
تم اپنی کہو تمہیں ہوا کیا

سب جانکے لینے کو ہیں تیّار
غمزہ کیا کرشمہ کیا ادا کیا

جان تن میں نہیں نہ لیوی الزام
پھر آکے کرینگی یہاں قضا کیا

پر نوچتا صید کے ہے ظالم
صیاد کریگا اب رہا کیا

یہہ عشق بُرا لپٹ گیا ہے
ہے ہے مری جان کو ہوا کیا

گلگشت چمن کو وہ چلے ہیں
پھر آج کھلے گا گُل نیا کیا

۱۵
عاشق کے جو تن میں یاں لگی آگ
وہاں اُسنے لگائی ہے حنا کیا
۱۱

جو بادہ نوش بزم میں ناکام رہگیا
وہ دلکے آبلہ کا لیئے جام رہگیا

ارمان دلمیں یہہ دلِ ناکام رہگیا
اک شب بغل میں میری نہ گلفام رہگیا

تہا یہ چراغِ گورِ غریباں کہ داغِ دل
اک شعلہ سا بہڑک کے سرِ شام رہگیا

اُسکو نہ مُنہ لگایا کسینے جہان میں
محروم جو لبوں سے ترے جام رہگیا

پیغامبر پہ میرے خدا جانے گزری کیا
لیکر گیا تہا یار کو پیغام رہگیا

کیا آنسوؤں سے آتشِ الفت یہ بجھہ گئی
دل گر ہوا کباب جگر خام رہگیا

اُلٹی نقاب کیا رُخِ انور سے بزم میں
دلکو ہر ایک ہاتھوں سے بس تہام رہگیا

آغاز میں ہی سوچتے انجام عشق کو
پہلے سمجھنا عشق کا انجام رہگیا

جو جو کہ انتخاب بشر تہے وہ نامور
گو اُٹھہ گئے جہاں سے مگر نام رہگیا

مِل جُل کے آؤ پیویں کہ تا ہو نہیں بچا
ایک دورے کا شیشہ میں ہی جام رہگیا

۱۶
گو مرگیا جفائے بتاں سے فراق میں
عاشق کا عشقبازوں میں پر نام رہگیا
۱۰

گریہ و زاری کا اک عالم رہا
دیکھنا اعجازِ الفت بعدِ قتل
شاید آتا ہے وہی پیمان شکن
ہین تصدق مہر و مہ بھی تا بدن
زیست کا آخر نتیجہ ہے فنا
کون تھا ایسا جو ہوتا پھر رفیق
حضرتِ دل تھے وہان بھی ساتھ ہی
رکھوگے یون ہی مصیبت مین مجھے
حشر برپا ہوگیا گزرے جدہر

ہجر کا دن موت سے کیا کم رہا
تیغِ قاتل پر لہو بھی جم رہا
لب تک آکر دم جو میرا تھم رہا
تجھپہ مفتون ہین ہی کیا عالم رہا
گو زیادہ یان رہا یا کم رہا
مونس اپنا غم تھا سو پیہم رہا
بعد مرنے بھی وہی ماتم رہا
حضرتِ دل آپکا گر دم رہا
ایک عالم درہم و برہم رہا

۱۵

بارِ الفت کا لیا عاشق اٹھا
سب سے برتر اسلیے آدم رہا

۱۶

قاصد یہ تجھسے کام بنایا نجائیگا
گر وقت نزع آپ سے آیا نجائیگا
زخمون کا کچھ مزا بھی اٹھایا نجائیگا
یون رنگ مین تو رنگ ملایا نجائیگا
شرمندہ آفتاب نہ ہو ویگا یون کبھی
اٹھین گے حشر کو بھی نہ آوازِ صور سے
دعوائے انتقام ہی قاتل سے جب نہین
جلکر تمہارے سامنے پروانہ کی طرح
محمل کے آگے تڑپے گا یون مرغِ دل مرا
ہم منزلِ مراد کو گویا پہنچ گئے

افسانہ میرے غم کا سنایا نجائیگا
ہمسے تو پھر قضا کو ہٹایا نجائیگا
جب تک کہ تیر سم مین بجھایا نجائیگا
جب تک دوئی کا حرف مٹایا نجائیگا
جبتک کہ داغِ دل کا دکھایا نجائیگا
قم جبتک اُنکے منہ سے سنایا نجائیگا
پوچھین گے حشر کو تو بتایا نجائیگا
جون شمع ہمسے تمکو رولایا نجائیگا
ناقہ سے اک گام اٹھایا نجائیگا
گر بیخودی سے آپ مین آیا نجائیگا

گھٹ گھٹ کے خون ہوگا جگر ضبط آہ سے ‌ ‌ ‌ اب ہم سے راز عشق چھپایا نجائیگا
اُٹھہ جائینگے جہان سے ہم آج ہی ‌ ‌ ‌ پر صدمہ فراق اُٹھایا نجائیگا
کھالینگے زہر ہم تو خوشی سے فراق مین ‌ ‌ ‌ کیا غم رقیب کا ہے کہ کھایا نجائیگا
اعمال اپنے اپنے چلینگے ہر اک کے ساتھ ‌ ‌ ‌ کوئی کسی کے ساتھ نہ آیا نجائیگا

۱۸ ‌ ‌ ‌ عاشق کی نعش دامن مجنون اُٹھائینگے
اورون سے بار عشق اُٹھایا نجائیگا ‌ ‌ ‌ ۱۷

چرخ ہوگا نہ زمین ہوگی نہ انسان ہوگا ‌ ‌ ‌ ایک تو ہوگا فقط اور ترا فرمان ہوگا
کوچۂ یار مین اک حشر کا سامان ہوگا ‌ ‌ ‌ کوئی بسمل کوئی بیجان کوئی نالان ہوگا
توسن ناز اگر اُسکا خرامان ہوگا ‌ ‌ ‌ تو بگولہ کیطرح چرخ بھی گردان ہوگا
پھر مزاحم جو ہمارا یوہین دربان ہوگا ‌ ‌ ‌ سر شوریدہ و سنگ در جانان ہوگا
پھر بہار آئی جنون کا وہی سامان ہوگا ‌ ‌ ‌ پھر وہی گل کیطرح چاک گریبان ہوگا
وحشت آتی ہے جنون سلسلہ جنبان ہوگا ‌ ‌ ‌ پھر وہی کوہ وہی دشت و بیابان ہوگا
نہ رہائی کی توقع نہ رسائی کی امید ‌ ‌ ‌ مہربان ہوگا نہ صیاد نہ دربان ہوگا
جو ہر زخم کا جب حال کھلیگا قاتل ‌ ‌ ‌ ساتھ ہر لخت جگر کے نئی چوپکان ہوگا
نامہ بر تجکو پتہ بھی تو بتادون اُسکا ‌ ‌ ‌ وہی کوچہ ہے جہان گنج شہیدان ہوگا
دست و پا مین ہے کہان رنگ حنا کا قاتل ‌ ‌ ‌ خون عاشق ہی یہ ہرگز نہین پنہان ہوگا
یان تو غیرون سے بھی حسن پہ تیرے ظالم ‌ ‌ ‌ کوئی اپنا ہی قیامت مین تو پرسان ہوگا
لاغر ایسا ہون کہ مین دوش صبا پر ہونگا ‌ ‌ ‌ در سے جاؤنگا تو مانع مرا دربان ہوگا
مثل پروانہ کے محفل مین جلینگے ہم تو مگر ‌ ‌ ‌ شمع کو بھی اثر لے سوزش پنہان ہوگا
سوزش دل سے لحد مین ہے بھڑکتی آتش ‌ ‌ ‌ سائبان کی عوض اک شعلہ نمایان ہوگا
دل تو پہلے ہی تمہین دے چکے اب دل ہے کہان ‌ ‌ ‌ ڈھونڈتے کیا ہو کوئی سینہ مین ارمان ہوگا

خواب میں بھی جو میں لپٹا تو یہ بولا وہ شوخ
نہ لگا ہاتھ مجھے دیکھ پشیماں ہوگا

١٩ عشق سے باز نہ آئینگے کبھی ہم عاشق
ہو بلا سے جو دل و جان کا نقصاں ہوگا ١٢

فقیروں کا ٹھکانا ہے بھلا کیا
اور اُنکا آشنا نا آشنا کیا

بتوں سے شکوۂ جور و جفا کیا
وہ کیا جانیں کہ ہوتی ہے وفا کیا

صبا نے کان میں گل کے کہا کیا
سنایا کوئی تازہ ماجرا کیا

ہے آساں ساری سختی یہ جفا کیا
دیا دل جب بتوں کو پھر گلا کیا

تصور پھر ہوا اُس بیوفا کا
الٰہی دل کو میرے یہ ہوا کیا

صدای درد وہ آتی نہیں ہے
اسیران قفس کو اب ہوا کیا

چھڑکتا ہے نمک زخموں پہ قاتل
تڑپنے کا مرے آیا مزا کیا

جلا کر سہو سے وہ پوچھتے ہیں
پڑا ہے راکھ کا یہ ڈھیر سا کیا

نہ روٹھو غیر کے شکوہ پہ ہمسے
بھلا ہمنے کہا تمنے سنا کیا

یوں ہی ناحق کی ہے بہتان بندی
کسی سے راز دل ہمنے کہا کیا

ہم اُنکی سادگی پر مر رہے ہیں
نہیں وہ جانتے اچھا برا کیا

٢٠ وہی ہے بعد مردن بیقراری
خدا جانے کہ عاشق کو ہوا کیا ١٠

میں ٹلا بھی اجل نہیں سکتا
وقت آیا تو ٹل نہیں سکتا

بحر غم سے نکل نہیں سکتا
ایسا ڈوبا اُچھل نہیں سکتا

ضعف سے آگے چل نہیں سکتا
دل سنبھالوں سنبھل نہیں سکتا

سخت جاں ہوں جلائیں وہ کتنا
شمع بیساں میں پگھل نہیں سکتا

ضعف سے حال اب ہوا ایسا
کہ میں کروٹ بدل نہیں سکتا

آتش غم سے کیونکہ دل نہ جلے | ہاں سمندر تو جل نہیں سکتا
تیری کاکل کے پیچ ہیں ایسے | دل پھنسا جو نکل نہیں سکتا
ہے چراغِ سحر وہ افسردہ | کہ کسی طرح جل نہیں سکتا
کیا سراپا ہے تیرا اے گلرو | ایسا سانچے میں ڈھل نہیں سکتا

٢١ خون عاشق کا رنگ ہے کچھ اور
حیلہ مہندی کا چل نہیں سکتا ٥

وان جو عدو سے مشغلۂ دردِ دل ہوا | یاں تاب ضبط و صبر کا ہجر انمیں قل ہوا
گر آج شام وعدہ نہ آئے تو دیکھنا | اپنا چراغِ عمر کوئی دم میں گل ہوا
کھل جائے گا فریب وفاداریِ عدو | کچھ بھی جو اور میرے فسانہ کا غل ہوا
سن سن کے روز و شب جو وہ مضطرب رہے | نالہ مرا فراق میں بانگِ دہل ہوا

٢٢ وہ دن بھی ہو خدا کہ میں آنکھوں سے دیکھ لوں
عاشق نثار روضۂ ختم رسل ہوا ١٥

قید ہستی سے جو آزاد ہوا | نوحہ خواں صید کا صیاد ہوا
نیند اڑتی ہے خلق کی فریاد دل سے | کوچۂ یار تو آباد ہوا
اسکے کوچہ میں خودی کو بھولا | یہ مجھے تازہ سبق یاد ہوا
آئے بھی گر تو قیامت کو لئے | جب کوئی تازہ ستم یاد ہوا
ایک تیشہ ہی لگا کر فرہاد | عشقبازوں میں تو استاد ہوا
رنج و راحت ہیں زمانے میں ملے | شاد کوئی کوئی ناشاد ہوا
وہ گئے غیر کے گھر صد افسوس | خانۂ دل مرا برباد ہوا
ذبح کے بعد نئی چھیڑ یہ ہے | پوچھتے ہیں کیا کوئی بیداد ہوا
سخت جانی کو ہماری دیکھو | کند جو خنجرِ فولاد ہوا

پھر گریبان کے ہوگئے ٹکڑے — پھر جنون بر سرِ امداد ہوا
قدِ دلبر پہ تھا دارا اسکو — تام یون سرد کا آزاد ہوا
عینِ غین پڑھے تا کو لی — خال کا نقطہ اک ایزاد ہوا
وصل چاہا تو کہا منہ نہوا — یہ بجا آپکا ارشاد ہوا
کچھ سکی ناز کے اُسکی نہ شبیہہ — منفعل مانی و بھزاد ہوا

۲۳ — یون تو شاعر ہین زمانے مین بہت — لیک عاشق بھی اک اُستاد ہوا — ۲۳

غزل

وہ جس راہ سے فتنہ زا ہوگیا — اودہر شورِ محشر بپا ہوگیا
شعار اُنکا جور و جفا ہوگیا — تحمل کا شیوہ مرا ہوگیا
جو دل زلف پر مبتلا ہوگیا — یہ آفت قیامت بلا ہوگیا
اثر مین یہ دل کہربا ہوگیا — وہ نا آشنا آشنا ہوگیا
نمک آپنے چھڑکا مزا ہوگیا — مرا زخمِ دل تو ہرا ہوگیا
عجب ناز کی اُسکی رفتار ہے — مرا پیس کے دل حنا ہوگیا
نظر تھی کہ بجلی جدہر جا پڑی — اودہر ڈھیر اک راکھ سا ہوگیا
بہا خون شمشیرِ قاتل سے جو — یہی خون کا خون بہا ہوگیا
ترے وعدہ کو ہم سمجھ لین غنیمت — قیامت کو بھی گر وفا ہوگیا
گیا جو وہان جان سے ہی گیا — ترا کوچہ دار الفنا ہوگیا
فسانہ ہی ہوجائے گا قیس کا — جو شہرہ مرے عشق کا ہوگیا
غمِ شمع رو مین سلگتی ہے آہ — مرا سینہ آتش کدہ ہوگیا
خراش ہمگر مٹ ہی جائے تو کیا — کہ خط لکھتے لکھتے صفا ہوگیا
مجھے قتل کر کے تجاہل تو دیکھو — وہ کہتے ہین اسکو یہ کیا ہوگیا

وہ دم مین قیبون کے جب آ گئے ‏‏ تو دم اپنا دم مین ہوا ہو گیا
مری خاکساری سے قیمت ہوئی ‏‏ خودی جب مٹی کیمیا ہو گیا
تری بزم ہے وہ مقام تحیر ‏‏ گیا جو وہ حیران سا ہو گیا
نظر پڑتے ہی تیر بسمل نے جان دی ‏‏ نشانہ قضا کا دوا ہو گیا
نہ چھوڑون گا ہرگز قدم دیکھنا ‏‏ کہیکا مین گر نقش پا ہو گیا
تغافل کے انداز سیکھے ہین اُس نے ‏‏ نسیم سحر تجکو کیا ہو گیا
اُڑا دیگا دم مین ہوئین چرخ کو ‏‏ جو نالہ وہان تک رسا ہو گیا
تری کوچہ مین سبکو سو بار عاشق ‏‏ فقیرانہ کرکے صدا ہو گیا

٢٤
بہت خواب غفلت مین سوئے ہو عاشق
اُٹھو جلد وقتِ دعا ہو گیا
١٣

زینت عنوان دیوان ہر الف اللہ کا ‏‏ کیون نہ پُر تاثیر ہو مصرع ہماری آہ کا
اللہ اللہ کیا ہی پایہ ہے تری درگاہ کا ‏‏ مرتبہ ہے علم مین تیرے ہی عز و جاہ کا
دل بنا مخزن محمد مصطفٰے کی چاہ کا ‏‏ کیون نہ اس گہر پر گمان ہو سبکو بیت اللہ کا
جب ہوا ظاہر جہان مین نور والا جاہ کا ‏‏ رنگ پھیکا پڑ گیا خجلت سے مہر و ماہ کا
جب دوئی کھوئی تو پھر سب کچھ عیان غیب کا ‏‏ دل بنا اپنا ہی جام جم تماشا گاہ کا
فیض وحدت کی یہ کثرت سے ہی کل روئیدگی ‏‏ آشیان مین تھا کوئی تنکا جو باقی کاہ کا
مطلع دل مہر و مہ کے دونو مصرع سے بنا ‏‏ روح کو پہلا سبق تھا یاد الا اللہ کا
خاکروبی تیرے روضہ کی میسر ہو جسے ‏‏ اُسکی عظمت سے نہین بڑھکر ہے رتبہ شاہ کا
ہے ٹھکانہ ہندؤن کا اور مسلمانون کا ایک ‏‏ منزل دیر و حرم مین پھیر ہے کچھ راہ کا
اک دھکتا سا ہے انگارہ میرے پہلو مین وہ ‏‏ دل ہے رکھا نام کس نے جان کی بدخواہ کا
قصۂ فرہاد و مجنون کوئی بھی سنتا نہین ‏‏ سب مین چرچا ہے ہماری اس غم جانکاہ کا

کب تلک پھرتا رہون آوارہ وخانہ خراب	کب تلک کہنا کرون مین اس دل بدخواہ کا

۲۵	کعبہ کو جاتے ہو عاشق بتکدہ کو چھوڑ کر راہ پر آتا نہین آہستان دل گمراہ کا	۲۵

مطلع لکھون جو حمد عدیم المثال کا
مصرع ہر ایک بدر بنے پھر ہلال کا

مطلع ہے مدح بارگہ لایزال کا
پرواز پر ہے مرغ یہ اوج خیال کا

اللہ رے مرتبہ ترے عز و جلال کا
انس و ملک کو عجز ہے جسکے مقال کا

کیا شکر ہو ادا کرم ذوالجلال کا
خالی نہین رہا کبھی کاسہ سوال کا

تو وہ کہ تجھسے سب ہین نہین تو کسی سے ہے
نے شک ہے اور نہ دخل ہی کچھ قیل و قال کا

غایت نہ ابتدا کی ہے نے انتہا کی حد
عاجز سبھی ہین اک تو ہی واقف ہے حال کا

انداز سے پرے بھی وہ تو ہی تو ہے آہ
امکان دم زدن نہین وہم و خیال کا

دیکھا کہ تاب حضرت موسیٰ نہ لا سکے
وہ دبدبہ جلال کا پرتو جمال کا

کتنی فراخ بخشش و نعمت ہے بیحساب
کتنا وسیع فیض ہے جود و نوال کا

جس نے کہ نام پاک لیا پاک ہو گیا
مرآت دل صفا ہوا اُسکے مآل کا

ہے عجز و خاکساری پسندیدہ خدا
انسان کا غرور ہے باعث زوال کا

نکلا ہون خار غم مین کسی کی تلاش مین
چھالا نہ پھوٹنا میرے پائے خیال کا

الفت مین اسکی خانہ دل ہو گیا تباہ
ہر ایک سمت ڈھیر ہے گرد ملال کا

ہندو بھی رام رام کہے رخ کو دیکھکر
کلمہ پڑھے جو دیکھے گیسو کو کال کا

قطعہ

سب کچھ عیان ہے تجھپہ میرا حال اے خدا
مستقبل و زمانہ ماضی و حال کا

دامن پسارتا ہون کہ تو چاہیے فقط
طالب نہین جواہر و زر اور مال کا

خلد و نعیم و کوثر و تسنیم کیا کرون
مین تشنہ لب ہون جلوۂ نور جمال کا

ملجائے تو تو پھر نہین پروا ہے دو جہان
بھر دے مراد سے مرا دامن سوال کا

پڑھیے درود حضرت مرسل پہ رات دن
ہے نور خاص سے ہوا اس نور کا ظہور
احمد میں اور احد میں ہے جو میم رمز ہے
ہر عضو عضو شوق کا گلدستہ بن گیا
دل اور جگر بندھے ہیں ترے تیر میں مگر
کیوں بہ نہ جائے فرد ہمارے گناہ کی

کیا ہو بیان حضور کے حسن و جمال کا
ہوں جان نثار احمد و اصحاب و آل کا
ہے میم منتخب کا محبت کمال کا
مشتاق اس قدر ہوں کسی کے وصال کا
دیکھو جو غور سے تو تفاوت ہے بال کا
دریا ہے جوش پر عرق انفعال کا

۲۶

عاشق کرو نہ فکر قیامت کے دن کا تم
ہے مکتفی بھروسہ شفاعت کی ڈھال کا

۱۸

دریائے عفو جوش پہ ہے اس کریم کا
فضل و کرم عمیم غفور الرحیم کا
بیحد سپاس و شکر خدائے عظیم کا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی فرد اے خدا
تو سب جگہ ہے سب سے نرالا ترا مقام
تو چاہیے جسے اسے پھر کچھ نہ چاہیے
شاہان دہر کو ہے تمنائے پائے بوس
ہیں ہم بھی جو ہم تو کیا ہیں کہ خضر کو ہے فنا
آتی ہے جب سے ہو کے ہم آغوش یار سے
لو کا لگے کہ بھاڑ میں جائے یہ دل کہیں
ڈرتے رہو شکستہ دلوں کے ستانے سے
کس ناز اور ادا سے یہ کہتی ہے بوئے گل
دنیا میں چند روز کے مہمان ہیں سبھی

جز ذات پاک کون ہے حامی اثیم کا
جب ہم یہ ہے تو خوف ہمیں کیا جحیم کا
امت کیا ہے ہم کو رسول کریم کا
تجھ میں نہیں ہے کام شریک و سہیم کا
عاجز جہاں خیال عقیل و فہیم کا
مل جائے تو تو فخر ہے پھر وہ کلیم کا
اللہ رے مرتبہ ترے در کے مقیم کا
دہر کا ہے مستزاد پھر امید و بیم کا
تب سے دماغ ہی نہیں ملتا نسیم کا
شعلہ ہے برق و سوختہ نار جحیم کا
دل اس صدا سے ہلتا ہے عرش عظیم کا
کیا اڑ گیا مجکو یہ جھونکا نسیم کا
بھولے ہوئے عدم میں ٹھکانہ قدیم کا

قطعہ

عصیان کے بار سے مجھے کر دے سبکبار خدا
اُٹھتا نہین ہے بار عذاب الیم کا

وہ بے بہا ہے فخر رُسل اور حبیب رب
سرتاج ہے ہمارا یہ دُرِّ یتیم کا

بھیجین مُدام صلّ علیٰ دل سے آپ پر
سیدھا بتا دیا ہمین رستہ نعیم کا

بہرِ ضیائے راہ حقیقت یہ بنگیا
داغِ جگر چراغ رہِ مستقیم کا

۲۷

عاشق کو ہے جو قامت و زلف و دہن کے یاد
کرتا ہے روز وِرد الف لام میم کا

۲۱

اسلئے امتحان ہے گویا
بعد مردن ہی جان ہے گویا

وہ مکین دل مکان ہے گویا
میرے قالب کی جان ہے گویا

تجھسے سب اور تو کسی سے نہین
یہ فقط تیری شان ہے گویا

اُسکے کوچہ کی سرزمین ہے جدا
وان نیا آسمان ہے گویا

درد کی داستان سُنائے کون
بلبل ایک ہمزبان ہے گویا

بات وہ جسمین بات ہو پیدا
یون تو سارا جہان ہے گویا

اختر و مہر و مہ فلک پہ کہان
حسرتون کا نشان ہے گویا

نہین ہوتا گزر تصور کا
اُنکا گھر لامکان ہے گویا

نامہ بر کہیو آکے مرتا ہون
آخری امتحان ہے گویا

دل ہی جب تیری یاد سے غافل
تیرے ہی بس مین جان ہے گویا

آج پھر چھیڑ ہے جو مقتل مین
عشق کا امتحان ہے گویا

بُت بنے ہین خدا کی یادمین سب
کعبہ ہندوستان ہے گویا

نہ کمر ہے نہ ہے دہان اُسکا
صرف وہم و گمان ہے گویا

آئین خود اور مجھے منائین وہ
یہ خدا کی ہی شان ہے گویا

تمہارے وجہ گِلہ سمجھا نہین
عاشق و پاسبان ہے گویا

ہائے اُس چھب نے کیا ستم توڑا — اک ذرا سی زبان ہے گویا
جوہر تیغ دل بنا قاتل — تیز کی باڑ سان ہے گویا
زلف مار سیہ نہ کیونکہ بنے — حسن کی پاسبان ہے گویا
مژہ ابرو نظر ترے ظالم — تیر و خنجر سنان ہے گویا
سوز پروانہ کا اثر دیکھو — شمع کی بھی زبان ہے گویا

۲۸ — ہر نفس جو ہے تجھکو رکھتا یاد
عاشق خستہ جان ہے گویا — ۱۸

شعار اُنکا ہوا بیداد کرنا — مرا دل اے خدا فولاد کرنا
نہ بازو توڑ کر آزاد کرنا — ستم اتنا نہ اے صیاد کرنا
یہ اوچھا کام ہے بیداد کرنا — تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا
تغافل تو نہ اے صیاد کرنا — اسیران قفس کو یاد کرنا
سپرد پنجۂ جلاد کرنا — اسیکو کہتے ہین آزاد کرنا
تمہین کو یاد کرنا یاد کرنا — ہمین دل شاد کرنا شاد کرنا
نہ ذکر قیس اور فرہاد کرنا — ہی عاشق کو اپنے یاد کرنا
وہین جانا ہے جس جا سب گئے ہین — فنا ہونا عدم آباد کرنا
جفائے تازہ کا خوگر ہوا دل — ستم ہر روز اک ایجاد کرنا
اُنہین ہر دم جفاؤن پر جفائین — ہمین ہر دم دعا سے یاد کرنا
رفو کرتا ہے خار دشت دامن — جنون پھر خدا امداد کرنا
دل وحشی کو لیجانا وہین پر — بگولہ کی طرح برباد کرنا
بہت توڑی گئی خنجر سخت جانی — سمجھکر وار اے جلاد کرنا
نہ چھلکے دیکھ ساقی ساغر مے — گلوئے خشک کی امداد کرنا

اُٹھاتے جور اور سہتے ستم ہین — ہمارا ہی کبھی دل شاد کرنا
بتو اتنا ستم ہے غضب ہے — جلا کر خاک بھی برباد کرنا
ریاسے زاہد و عالم ڈبونا — بظاہر یون خدا کی یاد کرنا

مٹاتا ہے عدو کا نام عاشق
اور اسکی خاک کو برباد کرنا

۲۹ — ردیف الباء موحدہ — ۱۱

چومون گا آستان رسالت مآب کب — ہوگی دعا الٰہی مری مستجاب کب
لاتا ہے آفتاب ترے رخ کی تاب کب — چھپے ستارہ روبروئے آفتاب کب
کرتے ہین گفتگو مین وہ مجھسے خطاب کب — دیتے ہین وہ سوال کا میرے جواب کب
ثانی کوئی جہان مین اسکا ہوا نہ ہو — پیدا کیا ہے اسکا خدا نے جواب کب
برسون کے ملنے پر ہین وہی پردہ داریان — حیران ہون دور ہوگا تمہارا حجاب کب
یہ عکس جا پڑا تری زلف سیاہ کا — ہے ورنہ آسمان پہ دور سحاب کب
آسایش اپنی مجکو بھی درکار ہے مگر — دیتا قرار ہے دل خانہ خراب کب
احباب قبر مین مجھے جب دفن کر چکے — لایا ہے نامہ بر مرے خط کا جواب کب
کیونکہ ہوس ہو کم مری اور تشنگی بجھے — ملتی ہے مجکو آپ کے بدلے شراب کب
زاہد تم آپ توبہ کرو ایسی پند سے — بتخانہ اور شراب سے ہو اجتناب کب

تقریب فاتحہ مین ہین عاشق کی جمع لوگ
بہر عیادت آئے ہین دیکھا جناب کب

۳۰ — ردیف باء پارسی — ۱۱

کوئی پیدا نہ ہوا جن و بشر آپ سے آپ
جلوہ گر نور ہی تیرا ہی مگر آپ سے آپ

غم سے خون ہوتا ہی دل اور جگر آپ سے آپ
گرتے آنکھوں سے نہیں لعل و گہر آپ سے آپ

عظمت و شان ہے وہ بارگہ عالی کی
کہ شہنشاہوں کے وان جھکتے ہیں سر آپ سے آپ

جستجو میں وہ تری تجھ سے ہین قربان ہوتے
بے سبب پھرتے نہین شمس و قمر آپ سے آپ

محو دیدار ہون ہردم ہے تصور تیرا
تیری تصویر ہے یہان پیش نظر آپ سے آپ

گرتے ہین آنکھ سے ٹکڑے جگر و دل کے مرے
اشک اور خون کے بنے لعل و گہر آپ سے آپ

سوزش دل سے وہ بھڑکی مری آتش غم کی
منہ سے اژدر کی طرح نکلی شرر آپ سے آپ

تخم نے بویا تو اُگا آہ کا دل مین پودا
نہیں اُگتا ہے کہین کوئی شجر آپ سے آپ

مژدہ اے شوق شہادت کہ وہ آیا قاتل
کشمکش دل سے ہوا اُسکو اثر آپ سے آپ

پھر ملا دیگا مجھے خاک مین کیا اے دل زار
لئے جاتا ہے جو تو مجکو اُدھر آپ سے آپ

۳۱	جبکہ ہردم ہو تصور تو بھلا کیون نہ رہے تیرے عاشق کو سدا تیری خبر آپ سے آپ	۸

مظہر فیض کبریا ہین آپ
سرّ اسرار ما علی ہین آپ

برگزیدہ ہین بے ریا ہین آپ
انبیا ہین بھی پیشوا ہین آپ

بالیقین سایۂ خدا ہین آپ
اور محبوب کبریا ہین آپ

ذات باری مین محو ہین حضرت
پھر خدا سے کہان جدا ہین آپ

نور ہی نور ہے سراپا مین
پھر مین کیا کہہ سکون کہ کیا ہین آپ

کلک عاجز زبان مین نطق کہان
سچ انسان سمجھوا ہین آپ

بحر عصیان مین غرق کا نہین غم
جسکے کشتی کے ناخدا ہین آپ

۳۲	ہے محبت بتون کو کب عاشق اپنے ناحق ہوئے فدا ہین آپ	۱۱

منہ نہ پھیرون گا کبھی خنجر و شمشیر سے آپ
مجکو آگاہ کرین گر مری تقصیر سے آپ

ظلم پر ظلم نئے روز کئے جاتے ہو
شاید آگاہ نہین آہ کی تاثیر سے آپ

کرتے ہو اتنے ستم ہائے وفا کے بدلے
قدردان ایک ملے ہین مری تقدیر سے آپ

تابش مہر قیامت بھی جلے گی پھر تو
شعلے بھڑکین گے جو داغ دل دلگیر سے آپ

ہو کے بیتاب چلے آؤ ہماری بر مین
ڈرتے ہی رہنا سدا نالۂ شبگیر سے آپ

ہمکو ابرو کا اشارہ ہی فقط کافی ہے
قتل کرتے ہین ہمین کسلیے شمشیر سے آپ

جلے پروانہ تو خود شمع کا سر کیون ہو قلم
پھر خطا اسکی ہی کیا پوچھیے گلگیر سے آپ

دل کے لینے سے تو پہلے کیا کیا اقرار
منحرف ہوتے عبث اپنی ہین تحریر سے آپ

یہی گر زلف کے سودے لگا رہے گا سودا
حشر ہو ویگا بپا نالۂ زنجیر سے آپ

دل کسی بت کو دیا سچ تو بتاؤ عاشق
مجکو کچھ آج نظر آتے ہین دلگیر سے آپ

۳۳ ردیف تائے فوقانی ۱۸

تم جاگو بزم غیر مین جا کر تمام رات
پھر چین کیونکہ دے دل مضطر تمام رات

تھی بسکہ یاد شوخی دلبر تمام رات
مہمان تھا روز حشر مرے گھر تمام رات

یہ ڈھنگ زندگی کا بھلا کب تلک نبہا
رو کر گزارا دن تو تڑپکر تمام رات

یاد مژہ مین یان تو نہ جھپکی کبھی پلک
دلمین چبھا کئے مری نشتر تمام رات

کوچہ مین تیرے شام سے فریاد کسکی تھی
اک شور حشر تھا ترے در پر تمام رات

رشک بہشت تیرے قدم سے ہو بزم غیر
مین لوٹون ہائے آتش غم پر تمام رات

بیخود یہ ہون کہ صبح کو معلوم کچھ نہین
کسکے لیے گزاری تڑپکر تمام رات

تم کروٹین لیا کئے آغوش غیر مین
ہم آفتین سہا کئے جان پر تمام رات

وہ تشنہ کام ہون کہ گلو تک بھی تر نہ ہو
ساقی پلائے گو مئے احمر تمام رات

یہ چشم مست خواب ہے غماز بزم غیر
تم جاگتے رہے ہو مقرر تمام رات

ہر جائی ہین سے آپ کی بیتابیان مری
پھرتی ہین ڈھونڈتی تمہین گھر گھر تمام رات

اللہ رے حیا کہ نہ کی بات وصل مین
وہ بت بنا رہا یونہین پتھر تمام رات

سمجھے تھے جسکو محفل دشمن مین دور جام
گردش مین تھا وہ میرا مقدر تمام رات

کچھ وعدہ آسمان سے بھی ہوگا وگرنہ کیون
وارفتہ ہین یہ دیدۂ اختر تمام رات

یارب بنون گا وقت سحر کسکا آئینہ
اسدرجہ کیون رہا ہون مین ششدر تمام رات

اُس رشک گل کی یاد مین آتی تھی کسکو نیند
بستر کا خار تھا تن لاغر تمام رات

مایوس تیری قطع تمنا کے واسطے
سینہ پہ رکھے سوتے ہین خنجر تمام رات

۳۴

تھا لب پہ گو کہ الحذر والامان کا شور
عاشق گئی نہ یاد ستمگر تمام رات

۲۲

تری یاد مین یونہی جائیگی رات
مجھے نیند ہرگز نہ آئیگی رات

شب وعدہ تڑپے گا پہلو مین دل
زیادہ یہ جوبن جگائیگی رات

اسی آرزو مین ہین راتین گئین
کہ اکدن تجھسے ملائیگی رات

ہوا ذکر اعدا مین گر کے خجل
یقین ہے کہ تمکو نہین جائیگی رات

یہی ہین اگر شوخیان آپکی
رلائیگی گاہے ہنسائیگی رات

بہت جاتے چھپ چھپ کے ہو رات کو
مزا دیکھنا کیا چکھائیگی رات

منانیکو آپ ہین وہ میرے گھر
خدایا پھر ایسی بھی آئیگی رات

گزرتے ہین جسطرح دن عمر کے
اسیطور سے آئے جائیگی رات

پیو بزم اعدا مین تم جام مے
ہمین خون دل یان پلائیگی رات

اسی آرزو مین ہین مدت سے ہم
خوشی وصل کی کب سنائیگی رات

شب وصل مین بھی یہی امید تھی — کدورت ہی دل کی مٹائیگی رات
اگر لاکھہ صدمے ہون فرقت مین یان — تمہین کب دل سے بھلائیگی رات
ہوئے خاکساری سے اکسیر ہم — ہمین خاک مین کیا ملائیگی رات
نہ گھبراؤ نالون سے ٹھہرو ذرا — تماشے بہت کچھ دکھائیگی رات
ہوئی وہ تو رخصت یہان فکر یہ — کہ کب وصل کی دیکھین آئیگی رات
درازی غضب ہے شب ہجر کی — سحر کا یہ کب منہ دکھائیگی رات
رخ و زلف کو گر بناؤ گے یون — عیان دن نہ ہوگا نہ آئیگی رات
کسی سبزہ رو پر ہوا دل جو محو — مجھے زہر غم اب کھلائیگی رات
خدا کے لئے کھول بند قبا — وگرنہ حیا مین ہی جائیگی رات
تڑپتے ہین گو ہجر مین اب تو ہم — کبھی لطف بھی یہ دکھائیگی رات
انھین نام اعدا کی تسبیح ہے — کوئی تازہ گل یہ کھلائیگی رات

۳۵ جدائی سے عاشق نہ ڈر وصل مین
وگرنہ پھر دل دکھائیگی رات ۱۰

ہوئی ہے لاکھہ برس سے بھی ہمکو بھاری رات — الٰہی دن ہی قیامت کا یا ہماری رات
ہزار عیش و طرب کی سہی گر تمہاری رات — تو لاکھہ لاکھہ غم و درد کی ہماری رات
سحر ہوئی نہ ہوئی ختم داستان میری — بیان ہجر سے لو ہجر کی بھی ہاری رات
بشکل جام ہوئے دلمین آبلے پیدا — بغیر اسکے جو کی ہمنے بادہ خواری رات
ہمارے پہلو مین دلکا پتہ سحر نہ ملا — لگایا تیر نگہہ نے یہ زخم کاری رات
مجھے تو یاس تھی وعدے سے انکی شام ہی سے — اجل اجل ہی پکارا کیا مین ساری رات
ہم اسکو عاشقون کی پروردگار جب جانین — نہ صبح ہونے دی یون کہی یہ وہ وارگئی رات
ہزار بار مرے اور ہزار بار جیے — کسیطرح نہ ہوئی ہمکو رستگاری رات

دکھایا روز سیہ انقلاب نے کیا | ہوئی عدو کے لئے وہ جو تھی ہماری رات

۳۶ نہ آیا وعدہ جو تو کر کے تیرے عاشق کو
ہجوم یاس تھا اور کیا ہی بیقراری رات ۱۲

اظہار مدعا نہ ہوا روبروئے دوست | کچھ ایسے دیکھکر ہوئے ہم محو روئے دوست
کیا ہے وہ دل کہ جسکو نہین آرزوئے دوست | کیا ہے وہ جسم جو نہ بنے خاک کوئے دوست
نقش دوئی مٹے تو اُٹھے پردہ حجاب | وہ گل ہے کون سا کہ نہین جسمین بوئے دوست
اپنے پر آپ روتی ہے محفل مین رشک سے | کیا بیکسی سے دیکھتی ہے شمع سوئے دوست
خواہش بہشت کی نہ کبھی پھر تجھے رہے | گر ایکبار دیکھ لے زاہد تو کوئے دوست
مین کیا کہ مہر و ماہ بھی پھرتے ہین رات دن | اس آرزو مین تاکہ نظر آئے روئے دوست
آنکھین ترس رہی ہین کہ دیکھین جمال یار | ہین گوش منتظر کہ سنین گفتگوئے دوست
گردش مین اسکی لاکھ طرح کے ہین بگاڑ | کیا چرخ مین بھی آگئی تاثیر خوئے دوست
کب تک شب فراق کے صدمے اُٹھاؤنگا | کب تک رہے گی دل مین تمنائے دوست
سو خون گرفتہ اور وہ سفاک ایک ہے | بسمل تڑپ رہے ہین پڑے چار سوئے دوست
آواز صور حشر کے دن کیا اُٹھائے گی | ٹھوکر سے جی اُٹھین گے شہیدان کوئے دوست

۳۷ عاشق کو رنج نزع سے ہو جائیگی نجات
اے مرگ تو نکال کہین آرزوئے دوست ۱۸

جان لبون پر ہے التہاب بہت | دلکو میرے ہے اضطراب بہت
شب ہجران شب وصال نہین | ہونگے جان پر ابھی عذاب بہت
مثل کافور رنگ اُڑتا ہے | ہان ٹھہرتا نہین شباب بہت
دل پھنسا اسمین دیکھیے کیا ہو | زلف کالی ہے پیچ و تاب بہت
سوز عشق دل سے اب جگر بھی پھنکا | ہے مزیدار یہ کباب بہت

دل برگشتہ مانتا ہی نہین
گرچہ طاعت مین ہے ثواب بہت

خاک مین ملتے ہی بہت دیکھے
نازپروردۂ شباب بہت

دیکھیے کیونکہ وان تلک پہنچین
دور ہے منزل ثواب بہت

داغ دل کا بھی جلوہ دکھلادین
ناز کرتا ہے آفتاب بہت

ہمکو اس انتظار نے مارا
دیر مین آتے ہین جناب بہت

بزم نااہل مین گئے کیون تھے
ہو جو خجلت سے آب آب بہت

داغ دل سی چمک نہ وہ جلوہ
یون تو روشن ہے آفتاب بہت

وہ کہان دن کہ وصل تھا حاصل
یون تو دیکھے ہین ہمنے خواب بہت

جھوٹے وعدے کرو نہ تم ہمسے
ورنہ مرجائین گے شتاب بہت

وہ جفاجو غضب ہے حضرت دل
اُس سے کیجے گا اجتناب بہت

ہو نہ مفتون نہ دیکھکر قاصد
جلد لانا مرا جواب بہت

بوے پسینہ کی تیری کافی ہے
نہ غشی مین چھڑک گلاب بہت

۳۸	کسکو معلوم تھا بھلا عاشق عشق مین ہون گے ہم خراب بہت	۸

پر نور تیرا یہ رخ تابان ہی بہت
آئینہ دیکھکر جسے حیران ہے بہت

کیجے جفا و جور سہونگا مین عشق مین
سہنے کو جور تیرا ابھی جان ہے بہت

سو بار تونے وعدہ کیا اور مکر گیا
توہی جہان مین صاحب ایمان ہے بہت

ناحق جنون مین دشت نوردی کرینگے کیون
وحشت مین اپنے گھر کا یہ میدان ہے بہت

بستر پہ چلیے رات بہت کم ہے وصل کی
دلمین بھرا ہوا مرا ارمان ہے بہت

کہہ دیتا حال غیر نشے مین ہے مجھسے سب
کافر تو ہی یہ صاحب ایمان ہے بہت

کیا جانے کسکی زلف پہ مائل یہ دل ہوا
کچھ حال اندنون پریشان ہے بہت

عاشق تبون کا عشق نہ ہمسے چھپا کبھی
گو ہمین جان و دل ہی کا نقصان ہے بہت

٣٩ ردیف ثائے مثلثہ ٩

دیکھ اڑا دیگا دھوئین نالہ شبگیر عبث
کاوشین مجھسے نکرے فلک پیر عبث

آپکے کوچہ سے وحشت مین بھی مین کب نکلا
ڈالتے کیون ہو مرے پانو مین زنجیر عبث

پہلے تشخیص تو کرلین مری بیماری کو
چارہ گر کھینچتے ہین رنجش تدبیر عبث

مروے جی اٹھتے ہی ہین زندگی اگر ہین بیمار
تو نے چال ایسی ہے سیکھی فلک پیر عبث

جب اشارہ ہی سے ابرو کے وہ لین تیغ کا کام
باندھتے قتل پہ سیر ہین وہ شمشیر عبث

ہر گھڑی آپکا ہے جبکہ تصور دل مین
پھر تو کھچوالی ہے یہ آپکی تصویر عبث

دل لگا کر نہ کبھی لطف ہوا کچھ حاصل
مفت برباد ہوئی ہاے یہ توقیر عبث

لکھدیا کاتب قدرت نے جو کچھ لکھنا تھا
کرنا ہر لحظہ ہے پھر شکوہ تقدیر عبث

ساتھ ہین اپنی دعاوے کے ثبوت اے عاشق
مدعی کی ہے ترے سامنے تقریر عبث

٤٠ ردیف جیم تازی ١٠

دل مضطر وہ بیقرار ہے آج
زلزلہ مین مرا مزار ہے آج

پھر نہین چین بیقرار ہے آج
دل کو پھر شوق کوئے یار ہے آج

کل کے وعدے پہ ہم تو راضی ہین
گو دل زار بیقرار ہے آج

جا بجا گرد باد ہو کے اڑا
جستجو مین مرا غبار ہے آج

وقف کر مے کو تو بھی اے ساقی
آمد موسم بہار ہے آج

روندے ہے کس کس کو دیکھئے وہ شوخ
توسن ناز پر سوار ہے آج

پھر بپا ہوگا کیا کوئی طوفان
پھر مری چشم اشکبار ہے آج

مین نہ کہتا تھا غیر سے نہ ملو
دیکھہ لو کون شرمسار ہے آج

یاد آئی تری ہم آغوشی
قبر دیتی مجھے فشار ہے آج

۴۲ ۳۸

کشمکش مین امید و یاس سی ہے
کسکو عاشق کا انتظار ہے آج

آنیکو وہ یان تھے پہ گئے غیر کے گھر آج
کافور ہوا اپنی تو آہون کا اثر آج

فرمائیے حضرت کی طبیعت ہے کدہر آج
کیا بات ہے جو کہتے ہو تو بات نگر آج

اسواسطے کہتا ہون کہ تم جاؤ نہ گھر آج
ایسا نہو تم آؤ نہ پھر بار دگر آج

پہنچیں گے ہر اک طرح سے قاتل کبھی گھر آج
کچھ خوف نہین اسکا کہ جان جائے کہ سر آج

بے چین ہے دل وعدۂ فردا پہ نہ ٹالو
کیا جانیے کیا ہو نہین کچھ کل کی خبر آج

گھبراتے ہو کسواسطے پہلو مین ہمارے
ڈر کسکا تمہین اتنا ہے کسکا ہے خطر آج

ہے دلکو کسیکے لب و دندان کا تصور
آنکھون سے ٹپکتے ہین جو یہ لعل و گہر آج

اب زہر ہی کھا لینگے یہی دلمین ہے ٹھانی
مر جائینگے کسوقت مین آؤ گے اگر آج

ایسے تو کسیکو ہی خدا دیوے نہ صدمے
جسطور سے گذری ہے مری شام و سحر آج

قاصد کو جو بھیجا ہے وہ پہنچے کہ نہ پہنچے
خود اڑکے پہنچتا مرے پر ہوتے اگر آج

کیونکر نہ مجھے رشک ہو کیونکر نہ ہو شکوہ
ہر بار یہ کیون لڑتی ہے غیرونسے نظر آج

اس بت کی جفائین ہمین ہین جان پہ سہنی
یارب کہین پھٹجائے یہ پتھر کا جگر آج

آمد ہے کسی گل کی تجھے مژدہ ہو اے دل
اتراتی ہوئی آتی ہے جو باد سحر آج

مین بحر غم ہجر مین پہلے ہی تھا ڈوبا
کیا اور ڈبوئینگی مجھے دیدۂ تر آج

نالون کا اثر وہ تھا تو آہون کا اثر یہ
تھا حشر ادہر کل تو یہ فتنہ ہے ادہر آج

زلفین رخ روشن پہ جو بکھری ہین تمہارے
الجھا ہوے ہین دیکھیے کیا شام و سحر آج

ہے خیر عدو کی نہ فلک کی نہ جہان کی
بیکار نہ جائیگا یہ آہون کا اثر آج

افسوس نہ لی تونے کبھی جا کے خبر بھی
بیمار نے تیری کیا دنیا سے سفر آج

دل ہوویگا گھایل کہ جگر ہوویگا زخمی
بیڈھب ادہر آتا ہے ترا تیر نظر آج

نالون سے تو کل حشر زمانے مین ہوا تھا
کیا دیکھین دکہاتی ہین اثر دیدۂ تر آج

یہ رات ہے وعدہ کی وہ آئے گا سحر
اے دل نہ ہو بے چین ذرا اور ٹھہر آج

ایک ایک گھڑی لاکھہ برس سے ہے زیادہ
ہوتی نظر آتی نہین اس شب کی سحر آج

اب جینے کی امید شب ہجر کہان ہے
بے ڈھب ہوا سینہ مین مرے درد جگر آج

بے چین کریگا یہ تمہین بزم عدو مین
کچھ کھیل سمجھنا نہین نالہ کا اثر آج

دل پہلو مین مضطر ہے تو جان لب پہ ہے ہر دم
ہے ہمکو یقین ہوویگا دنیا سے سفر آج

اک دم بھی نہین جینے کا یان ہمکو بھروسہ
جو ہر یہ تمہین مین ہے کہ کل کی ہے خبر آج

تم آئے نہیں دلیہ ہوئے صدمے ہزارون
تڑپے ہین تمہارے لیے ہم دو دو پہر آج

لایا تو اسے جذبۂ دل کھینچ کے لیکن
دیکھین کہ ٹھہرتا ہے یہان رشک قمر آج

وہ تو ہے جفا جو کہ ستمگر نہین تجھسا +
وہ مین ہون جفا کش کہ نہین مجھسا بشر آج

کیون بام سے اب ابر مین ہے منہ کو چھپایا
شاید کہ چڑھا بام پہ وہ رشک قمر آج

پھر آتش الفت مرے سینہ مین ہے بھڑکی
پھر منہ سے نکلتا ہے مرے دود جگر آج

کچھ بھید نہین کھلتا کہ کیون چپ ہو ایسے
کیا کہیے کیا ہے تمہین منظور نظر آج

ساقی شب عشرت ہے مجھے خوب چھکا دے
بھر بھر کے یونہین جام دے تو تا بہ سحر آج

لڑیان ہین پروئی مجھے اس تار نظر مین
درکار در اشک ہین لیے دیدۂ تر آج

حسرت کے سوا کیا ہے طلسمات جہان مین
کل جو ہوا پیدا اٹھا گیا وہ ہی گزر آج

مشتاق شہادت ہون تڑپنے کی ہوس ہے
یون بار گران دوش پہ اپنا ہوا سر آج

وہان مدنظر قتل تو یان شوق شہادت
وہ تیغ بکف ہے تو جھکائے ہون مین سر آج

یہ کسکی محبت مین ہوا حال ہے عاشق
بیتاب ہو کسواسطے جاتے ہو کدہر آج

۴۲ ردیف جیم فارسی چ

دل وحشت زدہ کو لے بیٹھے پہ زنجیر نہ کھینچ
بس کمند سر گیسو سے یہ نخچیر نہ کھینچ

آتش حسن سے جلجائیگا سارا کاغذ
اے مصور تو مرے یار کی تصویر نہ کھینچ

دل جگر دونوہی چھپیان ہین اسی مین ظالم
جان نکل جائیگی سینہ سی مرے تیر نہ کھینچ

چور ہو جائیگا یہ شیشہ دل گر کے ابھی
اے نسیم سحری زلف گرہ گیر نہ کھینچ

دل الٹ جائیگا تقدیر الٹ جائیگی
خط معکوس تو ظالم دم تحریر نہ کھینچ

ہو گئی خار مغیلان سے مرے پانو فگار
اب تو اے جوش جنون تو مری زنجیر نہ کھینچ

تیغ ابرو کا اشارہ ہے کفایت اسکو
قتل عاشق کے لئے زحمت شمشیر نہ کھینچ

۴۳ ردیف حائے حطی ح

پیدا نہ ہووے کیونکہ ہمارے سخن مین روح
لب سے ملا کے لب جو وہ پھونکی دہن مین روح

خوشبوے گل سے آتی ہے بلبل کے تن مین روح
تیرے بدن کی بو سے ہے پیراہن بدن مین روح

محبوب کبریا شرف انبیا ہے تو
تیری ہے یہ مثال کہ جیسے بدن مین روح

تو وہ مسیح دم ہے کہ تیرے قدوم سے
آجائے نعش پر تو ہو پیدا کفن مین روح

محفل تمام قالب بیجان ہے تجھ بغیر
آتے ہی تیرے آگئی بس انجمن مین روح

نشو و نمائے سبزہ و گل اسکے دم سے ہے
باد صبا ہی پھونکتی ہے جا کے چمن مین روح

۴۴	عاشق عجب نہین ہے کچھ اعجاز عشق سے شیرین بھی ڈال دیتی تن کوہکن مین روح	۱۶

دل دام زلف مین ہے خطا وار کیطرح ✽ کرتا صدا ہے مرغ گرفتار کی طرح
آخر ہوا یہ صحبت اغیار کا اثر ✽ کچھ اور ہو گئی تری گفتار کی طرح
دلکو یقین تیری کسی بات کا نہین ✽ اقرار کی وہ شکل یہ انکار کی طرح
دم ہے لبون پہ سانس بھی لینا محال ہے ✽ کچھ ایسی ہو گئی ترے بیمار کی طرح
اللہ رے جلوۂ رخ دلدار دیکھکر ✽ حیرت زدہ ہین صورت دیوار کی طرح
دریا بہین گے ہون گے سفینے تمام غرق ✽ یون ہی رہی جو دیدۂ خونبار کی طرح
سیر چمن کی بھی ہمین خواہش نہین رہی ✽ داغون سے سینہ ہے گل و گلزار کی طرح
دیتا ہے دل کبھی کبھی جان نذر کرتا ہے ✽ ہر دم نئی ہے تیرے خریدار کی طرح
خلد برین کی کیجیے واعظ نہ آرزو ✽ گر آپ دیکھین کوچۂ دلدار کی طرح
کیجے نشانہ تیر کا خود اُڑ کے پہنچے گا ✽ دل نے بھی پر لگائے ہین سوفار کی طرح
جان نذر کرنے مین نہین ہمکو ہے کچھ دریغ ✽ ہم بیوفا تو ہین نہین اغیار کی طرح
ہوتی کسی طرح سے سحر ہائے اب نہین ✽ پہلے تو ایسی تھی نہ شب تار کی طرح
ابرو کا زخمی ہے کبھی گھایل مژہ کا ہے ✽ الفت مین یہ ہوئی دل افگار کی طرح
انداز اسکے اور ہین جوہر ہین اسکے اور ✽ کب ہے ہلال ابروے خمدار کی طرح
اے جذب دل تو عشق مین ہمت ذرا تو کر ✽ تا ہم مزے اڑائین کچھ اغیار کی طرح

تم بھی تو جاؤ پھر عیادت کبھی وہان
کچھ بے طرح ہے عاشق غمخوار کیطرح

۴۵	ردیف خائے معجمہ	۱۱

اگرچہ گل ہے تیرا باغبان سرخ
پر اُسکے لعل لب سا ہے کہان سرخ

یہ کسکی فیض مقدم سے ہوئی ہے
ہر رنگ گل زمین گلستان سرخ

تمہارے عکس زلف و رخ سے دیکھو
ہوا سنبل سیہ اور ارغوان سرخ

لگایا خون عاشق دست و پا مین
حنا کا رنگ ہے ایسا کہان سرخ

جو بدلا اُسنے جوڑا ارغوانی
پڑا عکس اور ہوا سارا جہان سرخ

لکھا ہے ہمنے خون دل سے نامہ
نہین کاغذ ہے اسکا زرفشان سرخ

شہید ناز کی تربت یہ دیکھو
لہو کے چھینٹونسے ہے سائبان سرخ

نہ بوسہ سے چھٹائی لب کی سرخی
غضب ہے کیون ہین آنکھین بدگمان سرخ

یہ عکس چہرۂ گلرو پڑا ہے
ہوا جو رنگ زرد عاشقان سرخ

یہان سر پھوڑ کر عاشق مرے ہین
نہین بیجا ہے سنگ آستان سرخ

شفق کیا بلا ہے عاشق کے لہو سے
ہوئی ساری زمین و آسمان سرخ

۴۷ ردیف دال مہملہ ۱۲

دل بیمار کو ہے اسقدر آزار پسند
کہ نہین زخم کو مرہم زنگار پسند

دوش پر کسکو ہے یہ اتنا گرانبار پسند
کیون نہ ہو سر کو مرے سنگ در یار پسند

قیس کو دشت ہے فرہاد کو کہسار پسند
عاشق خستہ کو ہے کوچۂ دلدار پسند

قفل حیرت سے خموشی نے لگایا منہ پر
ایسی کچھ مجکو ہوئی ہے تری گفتار پسند

ناز بیجا تو سہے جاتے ہین معشوق کے ہی
اے فلک مجکو نہین ہے تری رفتار پسند

[illegible] پایا ہے مجھے گر مئے الفت نے یہان
ناتوانی نے کیا سایۂ دیوار پسند

[illegible] وصل کو جب یاد دلاتا ہون تو وہ
کہتے ہین ہمکو نہین ہے ترا اصرار پسند

پاک آلودگی دہر سے ہین گوشہ گزین
میکشون نے ہے کیا خانۂ خمار پسند

فرش رہ کر دیا مینے دل و جان کو اپنی
کیون نہ پامال ہون مین ہے تری رفتار پسند

کسطرح جور و جفا کا کرین تیری شکوہ
آپ جب مینے کیا اپنا خریدار پسند

کوئی واعظ مین کرامات نہ دیکھی ہمنے
ہان مگر خلق کو ہے جبہ و دستار پسند

۴۸

سوجھتے دور کے مضمون ہین کیسے کیسے
کردیا عشق نے عاشق مجھے دشوار پسند

۱۵

جلایا آتش فرقت نے آشیان صیاد
بسیرا لیگا مرا مرغ دل کہان صیاد

نہ وہ بہار چمن اور نہ گلستان صیاد
یہ لائی ہے مجھے تقدیر اب کہان صیاد

جو نکلے سوزش دل سے مرے دھوان صیاد
تو زیر چرخ ہے اور آسمان صیاد

نہ آہ گرم کا کرنا تو امتحان صیاد
پھریگا آگ بجھاتا کہان کہان صیاد

قفس تو کیا ہے جلے دم مین آشیان صیاد
نہ جائیگی یہ فغان میری رائگان صیاد

کبھی جو شکوہ کیا ہو جلے زبان صیاد
نہ ہونا چاہیئے اتنا بھی بدگمان صیاد

جلایا سوز جگر نے ہے اسقدر مجکو
بجائے شمع کے روشن ہین استخوان صیاد

جلے گا کنج قفس حشر برپا ہوگا
نہ لینا بھول کے بھی میرا امتحان صیاد

فغان سے برق بنی اور اُس سے ابر بنا
جو اپنی آہ سے اُٹھا تھا کچھ دھوان صیاد

اُڑاتا تو مجھے پر ہے عوض رہائی کی
بنایا اسلیے تھا مجکو رازدان صیاد

بجھا ہوا سا ہے دل اور جان نیم مردہ
نہین ہے اسکے سوا یان کچھ ارمغان صیاد

وہ تیز پر ہون قفس کو بھی لے اُڑون دم مین
پھریگا ڈھونڈتا مجکو کہان کہان صیاد

پرون کا باندھنا کنج قفس مین تو ہے فضول
نہ ہونا چاہیئے اتنا بھی بدگمان صیاد

ہوئے ہین خوگر پابندی اسقدر ہم تو
پھرینگے ساتھ پھریگا جہان جہان صیاد

یہ روکے کہتی ہے بلبل قفس مین ہے عاشق

اسیر کرکے مجھے لایا ہے کہاں صیاد

۴۸ ردیف ذال معجمہ ٦

لکھا ہمنے جو خون دل سے اسکو زرفشاں کاغذ
ہوا رنگین دست نامہ بر اور خونچکاں کاغذ

رقم کیونکر کروں اس شمع رو کو سوز دل اپنا
اٹھاتے ہی جلا فوراً پر پروانہ ساں کاغذ

وہاں پرزے کئے اسنے تو یاں ٹکڑے ہوئے دل کے
ہمارے ساتھ دکھ سہی تھا گویا توامان کاغذ

نظر کے تار پر ہم بھیجتے ہیں حال دل لکھکر
بھلا دیکھیں تو کیونکر روکتا ہے پاسباں کاغذ

مداد چشم و آب اشک و کلک سا مژہ سے لکھکر
ہوائے شوق پر بھیجا ہے سوئے دلستاں کاغذ

تسلی کس طرح سے ہو دل مضطر کو اے عاشق
کبھی لکھتا نہیں ہمکو بت نامہرباں کاغذ

۴۹ ردیف رائے مہملہ ۲۰

ہستی کی ہے رہ اور عدم کا ہے سفر اور
باقی ہیں ابھی عشق کی منزل میں خطر اور

تاثیر فغاں اور ہے نالہ کا اثر اور
ہم سوختہ جانوں کی ہے پر آہ سحر اور

اعدا سے انہیں عشق ہمیں مد نظر اور
بیتابی ادہر اور ہے بیچینی ادھر اور

ہر روز کیا کرتے ہیں وہ مشق ستم کی
ہر روز مجھے چاہیئے دل اور جگر اور

بے چین کریں گے تمہیں بجلی کی طرح سے
اب تمکو دکھائیں گے محبت کا اثر اور

یہ ناز کسی میں نہ یہ غمزہ نہ کرشمہ
گو تجھسے حسین ہونگے زمانے میں بشر اور

عالم تو ہوا غرق بس اب کیا ہے ارادہ
دریا نہ بہا اشکوں کا اے دیدۂ تر اور

آنکھ بے نشہ ہوئے مجھے وصل کی شب ہے
ساقی تو خدا کے لئے اک جام تو بھر اور

کاوش سے ہر اک بات پہ ناحق ہو بگڑتے
دیتی ہے دکھائی ہمیں کچھ طرز نظر اور

یہ کھینچ کے لائے ہیں اسے عالم کو وہ بھونکر — ہے دلکا اثر اور تو آہون کا اثر اور

جیسے کہ تمہارے ہیں یہ رخ و زلف مین دونو — ایسی تو نہ ہووے گی کہین شام و سحر اور

پھر خاک ہی پائیگی فلک اور زمین کی — مہلت ملی اک دم شب ہجر بار کی گر اور

ہے وصل کی شب دل کے کچھ ارمان نکالین — چپ رہ تو کوی دم ابھی اے مرغ سحر اور

اتنا نہ ستاو کف افسوس ملوگے — عالم مین ملیگا نہ کوی ہمسا بشر اور

جب دے چکے پہلے دل و ایمان ہی تمکو — کیا پھر ہمین انکار ہو جان کا ہو ضرر اور

غفلت مین گزرتی ہے عدو پر ہی فدا ہو — رکھتے ہی نہین تم تو زمانے کی خبر اور

عالم تہ و بالا نہ ہون یہ اسکو خطر ہے — وہ روکتا ہمکو ہے فغان اتنی نہ کر اور

یہ آبلہ و داغ اسی کے تو ثمر ہیں — کب نخل محبت سا ہے دنیا مین شجر اور

بدنام نہ ہو غیر کی الفت سے جہان مین — بس اسکے سوا ہمکو نہین کوی خطر اور

۵۰	ارمان یہ نکلا ہے تمنا ہے یہ عاشق اس عمر مین کعبہ کا بھی کرلیوین سفر اور	۱۱

پھر بہار آئی ہے رونق ہی گل و گلزار پر — پھر ہجوم میکشان ہے خانہ خمار پر

آگ لگ اٹھے گی میرے نالہ سے کہسار پر — شعلے پہنچین گے بھڑک کر چرخ ناہنجار پر

التفات یار پھرتے ہیں دنون اغیار پر — مستعد پھر ہو گئے ہین وہ مرے آزار پر

منحصر رکھا نہ قاتل قتل تیرے وار پر — آپ ہمنے رکھدیا اپنا گلا تلوار پر

اسطرح چھپائے ہین ہو دل اور جگر دونو مرے — پر نکل آئے ہین گویا تیر کی سوفار پر

سخت جانی مین نکلنا جانکا آسان ہے کیا — ہنستے ہین زخم جگر قاتل ترے ہر وار پر

اشتیاق حسن خوبان باعث پرواز ہے — طایر دل کو ہمارے کب ہوے درکار پر

منحصر ہے خلق کا مرنا یہان سر پھوڑکر — کندہ یہ مضمون ہے تیرے در و دیوار پر

پھر گئی گویا ہماری حلق پر تیغ ستم — بل جہان آیا تمہارے ابروے خمدار پر

قاتل نے

پائے بندِ عشق سے تیرے گمان صیاد ہے
کھولتا اور باندھتا ہے دشمن ہو سو بار پر

۵۲	دربدر مدت سے آوارہ تھا یہ اچھا ہوا مرگیا سر پھوڑ کر عاشق تری دیوار پر	۲۰

لگا دشمن کرو اعدا سے روبرو ہو کر
اور اُس پہ شکوہ کرو ہم سے [illegible] ہو کر

نہ دیکھ آئینہ ہر لحظہ خوبرو ہو کر
نظر لگے نہ کہیں اپنے روبرو ہو کر

جنوں کی دست درازی ہے یہ تو کیا ہوگا
ہماری جیب و گریبان ہیں اب رفو ہو کر

نکیجے شکوہ بہت ہمسے وصل میں ورنہ
نکل ہی جاوگے باہر ترش رو ہو کر

ہوئے ضعف سے یہ حال اتنو فرقت میں
کہ اُٹھ اُٹھنے لگے نالے تا گلو ہو کر

کری تھی کس نے تری بزم میں یہ نوشی
پڑے ہیں کس لئے خالی یہاں سبو ہو کر

نہ کیونکہ شکوہ ہو تمسے یہ پھر محبت میں
نہ آئے یہان ادہر سے گئے کبھو ہو کر

خبر نہ تھی یہ تمہاری کہ تم ہو ہرجائی
کہ گھر میں بیٹھو گے سوائی کو بکو ہو کر

ہر ایک بات کی ہمکو خبر تمہاری ہے
ملائے آنکھ ہو کیا ہمسے سرخرو ہو کر

خیال آیا یہ کس بت کا تمکو حضرتِ دل
رُکے ہو کس لئے آمادۂ وضو ہو کر

یہ بحرِ غم کی ہے طولانی کچھ شبِ فرقت
نکلتے آنکھ سے آنسو ہیں مثل جو ہو کر

مزاج بگڑا ہوا آپکا ہے چہرہ اُداس
یہ کسکے گھر سے تم آئے ہو تند خو ہو کر

بغل میں رہتے عدو کے ہو پھر مکرتے ہو
اور آنکھیں کرتے ہو ہم سے چار روبرو ہو کر

اسے بھی سوزِ محبت نے کر دیا ہے گداز
یہ دل ہی آنکھوں سے بہنے لگا لہو ہو کر

تڑپنے دلکی ہر اک زخم ہوگا پھر پارہ
یہ حال دل ہی تو کیا ہوگا پھر رفو ہو کر

گلوں کی یاد اسیری میں ہے غضب صیاد
قفس سے جاؤں نکل دم میں مثل بو ہو کر

یہ بگڑی صحبتِ اعدا میں خو تری بدخو
کہ تم بھی منہ سے نکلتا ہی تیرے تو ہو کر

مٹائے داغِ گناہوں کی جوشِ گریہ نے
ہوا ہی جامہ مرا پاک شستشو ہو کر

ہر ایک جا پہ اُسی کے ہے جلوہ کا پرتو
ہر ایک شے مین سمایا ہے رنگ و بو ہو کر

٣٩

بتون کو چھوڑ کے عاشق چلو خدا کے لیے
نماز پڑھیئے گا مسجد مین با وضو ہو کر

٣٨

صحرا کی کچھ خبر ہے نہ گلزار کی خبر
رکھتے ہین ہمتو کوچۂ دلدار کی خبر

سر کو نہین ہے دوش گرانبار کی خبر
رکھتا ہے خوب سنگ در یار کی خبر

مے کی خبر نہ ساغر سرشار کی خبر
ہے ہجر مین نہ خانۂ خمار کی خبر

لیجے نہ لیجے آنکے بیمار کی خبر
ہمکو تو سب ہے آپکے دربار کی خبر

بیخود ہوئی ہے وہ گل رخسار دیکھکر
بلبل کو کچھ رہی نہین گلزار کی خبر

مدہوش زلف و رخ کی تصور مین ہین مدام
تسبیح کی خبر ہے نہ زنار کی خبر

دل دیتا بہول کر بھی نہ ہرگز کبھی تمہین
ہو لی مجھے جو آپکے اطوار کی خبر

بیہوش تم ہو الفت دشمن مین ہی مدام
اقرار کی خبر ہے نہ انکار کی خبر

خوش ہو گئے بزم غیر مین عدو کا کیا ہی پاس
لے غیر کی خبر ہے نہ اتوار کی خبر

جاتے ہین لوگ اُسکی عیادت کے واسطے
تجکو بھی لینے چاہیے بیمار کی خبر

وحشت مین ابتو آبلہ پائی ہی ہے ستم
لینی پڑی ہے دشت مین ہر خار کی خبر

سر پھوڑا گہ قلق مین گہے ڈالی سر پہ خاک
صحرا کی لی خبر کبھی کہسار کی خبر

تم ہو ستم شعار جفا سے ہے تمکو کام
تمکو کسی کے کچھ نہین آزار کی خبر

دامن بہت صدف نے بھرے موتیون سے ہین
ہے اتنی ہمکو چشم گہربار کی خبر

اے مرگ ناگہان مجھے مہلت اک آہ کی
تا لیلون کچھ تو چرخ ستمگار کی خبر

ابتو بغیر سیر کے ہرگز نہین ہے چین
تھی ورنہ پہلے کب تمہین بازار کی خبر

پامال گو جہان ہو وہ یا حشر ہو بپا
بیہوش یون ہین کچھ نہین رفتار کی خبر

کنج قفس مین چھوٹتی سر کو ہے عندلیب
سر کی خبر ہے اسکو نہ منقار کی خبر

قطعہ

بزم عدو مین جاتے ہو چھپ چھپ کے رات کو / ہے یہ ٹھکانے کی نہ کہ بازار کی خبر

جب حال اپنا ہو گیا تغییر یان بہت / پھر ہمنے اپنے آپ کو ناچار کی خبر

اتنے نہ کیجے ظلم کہ جان سے گزر ہی جائین / کچھ تمکو ہے سزا کے سزاوار کی خبر

ہر اک کو وان ملیگی سزا ظلم کی ضرور / کچھ جھوٹ یہ نہین ہے گنہگار کی خبر

ہنس ہنس کے یہ جواب دیا شوخ نے مجھے / دل کیون دیا تھا کچھ نہین آزار کی خبر

نالہ کرو کہ گریہ کرو یا کرو فغان / مطلب ہے کیا جو لین کسی بیمار کی خبر

معشوق ہم ہین ہمکو جفا سے غرض مدام / لیتے نہین ہین طالب دیدار کی خبر

جینا اگر ہے وصل کی امید پر جیو / لیجے اب اپنے طالع بیدار کی خبر

یا اور کوئی ہمسا حسین ڈھونڈو باوفا / لینا کبھی نہ ہمسے ستمگار کی خبر

جب اسطرح سے اسنے کہا چپ ہی ہو گیا / کچھ بھی یہی نہ پھر در و دیوار کی خبر

ناچار مینے مطلع عاشق وہین پڑھا / سنئے ہے جسکے تا ہو دل زار کی خبر

مطلع

بے رحم و بیوفا ہو اے یار حیف ہے / لیتے کبھی ہین عاشق غمخوار کی خبر

ہمسے ہی تیری کچھ ہین تغافل شعاریان / گھر جاکے روز لیتے ہو اغیار کی خبر

ہے جوش گریہ خوف کہ عالم نہ ڈوب جائے / رکھو ضرور ہر در و دیوار کی خبر

فرقت مین اسکو خوب ہنسنگ کرونگا اب / آہو نے اون کا چرخ ستمگار کی خبر

نظارہ کے لئے پس دیوار ہین کھڑے / لیجے ہر ایک اپنے خریدار کی خبر

روشن دلوں کو ہوتا ہے دم بھر مین سب عیان / پھر کیون کسی سے پوچھئین وہ اب یار کی خبر

مکر و ریا بھرے ہین یہان انکے سینہ مین / ہے شیخ جی کو جبہ و دستار کی خبر

۵۳	امیدوار وصل ہے مدت سے آپکا لیجے کبھی تو عاشق غمخوار کی خبر	۲۱

گالیان آتی ہین میرے نام پر / کیونکہ کھولے لب کوئی پیغام پر

شب وہ افشان چنکے آئی بام پر
چھپتے تارے چرخ نیلی فام پر

بیکسی مین کام آتا ہے یہی
جان و دل صدقے خدا کے نام پر

میکشون کے دل ہین پیمان ہوگئے
قطرہ ہاے مے نہین یہ جام پر

لب پہ لب رکھکر کہا خاموش ہو
مُہر یہ اچھی لگائی خام پر

ہے مژہ ابرو نگہ مشغول قتل
سب بقدر اپنے اپنے کام پر

انکی چشم ناز کی چوٹین پڑین
برسے پتھر دیدۂ بادام پر

دیجیے بوسہ اور اسکو لیجیے
دل کا سودا اور قرض و دام پر

رات بھر تڑپا کیے ہم منتظر
صبح کے وعدہ کو ٹالا شام پر

خط غلامی کا اگر لکھوائیے
لائیے لکھدون ابھی اسٹام پر

ہے مجازی عشق سے نفرت انہین
رکھتے ہین عاقل نظر انجام پر

زُلف پُر خم پر لگائی ہے گرہ
یہ نیا نقطہ لگایا لام پر

پھانستے ہین برقع کی جالی مین دل
پھندون پر پھندے لگائے دام پر

مثل مہر و مہ تصدق کے لیے
باندھ لی ہمنے کمر احرام پر

کرلیا منظور پیغام وصال
صاد لکھا اُسنے میرے نام پر

پارسائی تیری زاہد دیکھ لی
ہے سلام ایسے ترے اسلام پر

بل بے سوز عشق تیری گرمیان
پڑگئے چھالے دل ناکام پر

خاک نے مجکو ملایا خاک مین
آگئی وقت اسیری دام پر

پیچ قسمت کے کھلے تو پڑگئے
تازیانے ابلق ایام پر

خاص بندہ مین ہون میری جان لو
تم کمر باندھو نہ قتل عام پر

وہ بھی عاشق ہوگئے عاشق کہین
چھائی ہے زردی چہرۂ گلفام پر

۹	ردیف زاے منقوطہ	۵۴

کچھ آسمان کا ہے جو باقی نشان ہنوز
پہنچی نہیں ہے کیا مری آہ و فغان ہنوز

بخت بد وہی ہے باعث تو اسکا ہے
مرجانے پر بھی ہم سے ہے وہ بدگمان ہنوز

قاتل سے کیا شکایت کہ یہان بار عشق سے
سر کٹ گیا پہ دوش ہے وہ ہی گران ہنوز

بہتے تھا سب ہی جو مرے سیل اشک سے
کشتی نوح کا ہے فسانہ عیان ہنوز

بلبل ہے نوحہ خوان تو جگر چاک گل کا
کیا کیا کہا رہی ہے تماشے خزان ہنوز

وہ داستان غیر سناتے ہین پہلے ہی
کچھ مدعائے دل نہ کیا تھا بیان ہنوز

دل لیگئے وہ تو بھی سبک ہم نہ ہو سکے
سینہ پہ غم کا ہے وہی سنگ گران ہنوز

مژگان پہ اشک دیکھ کے انکو گمان ہوا
باقی ہے دلمین قطرہ خون کا نشان ہنوز

۵۵	عاشق کو بعد مرگ بھی ہے انتظار دوست جو چشم وا ہے اشک ہین اسکے روان ہنوز	۶

منتخب تیرا تو دلدار ہے ناز
لطف دیتا دم گفتار ہے ناز

جلوہ حسن ترا ہے بے مثل
اور انوکھا ترا اے یار ہے ناز

اس روش کے مین تری سو جان قربان
مجھسے کرتا سر بازار ہے ناز

ناز سے خالی کوئی بات نہین
پیر کا پڑتا دم رفتار ہے ناز

کب تلک وصل مین یہ شرم و حیا
جان کو دیتا اب آزار ہے ناز

۵۶	تیر و خنجر کی ضرورت کیا ہے حق مین عاشق کے تو تلوار ہے ناز	۶

وصل مین بے رہا بھار ہے ناز
اور دلاتا غضب تیرا پیار ہے ناز

منتخب گر ترا ہے عہد شباب
غمزہ و شوخی و بہار ہے ناز

کسکی الفت مین یہ ہوا بے چین
آج کیون تیرا بیقرار ہے ناز

مجھسے الفت ہوئی ہے کچھ اسکو
مجھسے ہر دم ترا دوچار ہے ناز

اس سے ہے یار زندگی میری
حق مین میرے تو غمگسار ہے ناز

حق مین عاشق کے تیر ہے یہ بنا
دل کے ہونے لگا جو پار ہے ناز

۵۶ ردیف سین مہملہ ۱۴

ہجر مین دل بھی نہین سینۂ افگار کے پاس
جز قضا کون ہے آتا ترے بیمار کے پاس

فتنۂ بیدار ہے وان شور قیامت برپا
خاک بیٹھے کوئی جا کر تری دیوار کے پاس

چھوٹ جاوین کہین غم سے کہ جو آجائے اجل
ہائے وہ بھی تو نہین آئی دل زار کے پاس

ستم و جور و جفا غمزہ و انداز و ادا
دلفریبی کے یہ سامان ہین ستمگار کے پاس

تیغ ابرو و نگہ تیر مژہ نشتر جان
ایک سے ایک سوا وار ہے دلدار کے پاس

تم سا پر رحم و جفا جو بھی نہ ہوگا کوئی
مرتے دم تک بھی تو آئے نہین بیمار کے پاس

ہمکو وہ شوق شہادت کہ کہے گر قاتل
خود گلا رکھدین ترے خنجر خونخوار کے پاس

حال دل مجھسے ابھی پوچھتے کیون ہو ناصح
کب مرے پاس ہے وہ رہتا ہے دلدار کے پاس

صدقے جاؤن ترے اے جذبۂ دل پھر اکبار
ہمکو پہنچا دے پھر اُس شوخ دل آزار کے پاس

فرط الفت کو تو دیکھو کہ پس از قتل کئے بھی
سر عاشق ہے تڑپتا قدم یار کے پاس

بادۂ ناب کہان پیتے ہین ہم خون جگر
ہجر مین آبلہ کا جام ہے میخوار کے پاس

نقد جان و دل و دین تھا جو فدا کر ہی چکا
باقی اب کیا ہے [illegible] کے پاس

تیری بخشش کا بھروسہ ہے شفاعت پہ نظر
داغ عصیان کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

کیا بتاؤن مین تمہین عاشق میخوار کا حال
لوٹتا ہوگا پڑا خانۂ خمار کے پاس

۵۷ ردیف شین معجمہ ۹

اگر فرط محبت کا ہوا جوش
مٹا دینگے وہ سب غم کا مرا جوش

مجھے اس رشک کا گرا گیا جوش
عدو کی دو لگا نخوت کا مٹا جوش

گرا قطرہ ہے اشک گرم خون کا
خم مے مین جو رہتا ہے سدا جوش

روان آنکھون سے ہین دو چشمۂ اشک
ہے تن مین بحر غم کا ہی بلا جوش

ڈبوئین گے زمین کیا چرخ کو بھی
جو میرے بحر غم مین آگیا جوش

مصائب بن اٹھائے عشق ہے خام
دوا کیا دین نہ جسکو خوب سا جوش

مرض بھی عشق کا کیا لا دوا ہے
دوا کی جسقدر بڑھتا گیا جوش

نہ چھوٹا دلکا میرے آبلہ بھی
تپ غم سے یہ کہتا ہی ہا جوش

یہی ہے آرزو عاشق کی تیرے
رہے دل مین محبت کا بھرا جوش

۸	ردیف صاد مہملہ	۵۹

تیر مژگان کو ہے جو میرے جگر سے اخلاص
تیغ کو ہوتا ہے کب ایسا سپر سے اخلاص

حسرت اے جوشش سودا و پریشانی دل
زلف شبگون کو ہوا باد سحر سے اخلاص

مفت کھو بیٹھے گا تو آبرو اپنی رو کر
نہ بڑھا ابر مرے دیدۂ تر سے اخلاص

دم بخود ہو کے نہ بیٹھین تو کرین کیا ہمدم
آہ کا کچھ بھی نہین اپنی اثر سے اخلاص

گوہر اشک کی لڑیان جو پروئی ہین مجھے
یون رگ جان کو ہے تار نظر سے اخلاص

دل کو ہے شمع رخ یار سے ایسی الفت
پر پروانہ کو ہو جیسے شرر سے اخلاص

چپکے چپکے ہی کیا کام تمام آخر دل
دیکھ کہتا تھا نہ کر ترچھی نظر سے اخلاص

عاشق خستہ کو کب خلد کی ہووے خواہش
ہوگیا جبکہ ترے کوچہ و در سے اخلاص

۶۰ ردیف ضاد معجمہ ۹

کمبخت عشق ہے یہ بُرا ہی بُرا مرض
جسکی دوا ہے لیک یہی لا دوا مرض

سودائے زلف یار ہے ایسا بُرا مرض
سمجھے ہیں موت ہم اِسے اپنی قضا مرض

اک جان سے پڑ گئی ہے مجھے دیکھ خال لب
امید ہی گھٹائے ہے یہ حسب الشفا مرض

ہم دل سمجھو نکے سینہ مین ٹھہر کا چلی گئی
کیا ہو گیا ہے تجکو یہ باد صبا مرض

آتی ہے ہائے ہائے کی آواز قبر سے
مرنے کے بعد بھی وہی باقی رہا مرض

اس آہ شعلہ بار نے جھگڑا مٹا دیا
جان لیگئی بلا سے یہ جاتا رہا مرض

گر ہو مرض تو ہو بھی سکے اُسکا کچھ علاج
کمبخت عشق ہے یہ نئی طرح کا مرض

رشک عدو رہا کبھی صدمہ فراق کا
ایک ایک سے زیادہ رہا یان سدا مرض

پڑھ لیوین فاتحہ کہ امید شفا نہین
عاشق کو عشق کا ہے یہ لپٹا بُرا مرض

۶۱ ردیف طائے مہملہ ۱۱

دیا قاصد نے جب ہمارا خط
کردیا اُسنے پارہ پارہ خط

شب فرقت مین ہمنے رو رو کر
خون دل سے لکھا ہے سارا خط

نامہ بر قتل ہو گئے اور خط چاک
لکھین ایسے کو کیا دوبارا خط

ید بیضا کہون تو ہے زیبا
لیتی ہے بنگیا ستارا خط

کیا کہون شوخیان ستمگر کی
الٹا قاصد کے مُنہ پہ مارا خط

یہ بھی اعجاز ہے مسیحا کا
مُنہ سے بول اُٹھتا ہے ہمارا خط

کیا لکھین خاک مٹ ہی جاتا ہے
جوش گریہ سے اپنا سارا خط

دل کے ٹکڑے نہ کیونکہ ہون اُسنے کیون نہ قربان جاؤن ہن اُسکے سبزۂ نودمیدہ کی مانند	پارہ پارہ کیا ہمارا خط اُسنے سر پہ سے اپنے وارا خط رُخ روشن نے ہو اُبھارا خط

۶۲	تن عاشق مین جان آجاوے لاوے قاصد اگر تمہارا خط	۹

ہمسے عدو کو ساز ہو بہتان ہے غلط فرمایئے کہ کونسا وعدہ وفا ہوا ہم داغ دل کی سیر کو گلشن سمجھتے ہین بے باک تجھسا کوئی نہ ہوگا جہان مین گو سخت جان بہت ہو مگر یہ بھی کُندہے اللہ رے تیرے جلوۂ رُخ کی تجلیان وہ صدمے ہجر کے ہین کہ جان لب پہ آئی ہے تم ہو ستم شعار وفا تم مین کچھ نہین	ہمپر اُٹھایا آپنے طوفان ہے غلط سب آپکا یہ وعدہ و پیمان ہے غلط بہتر کب اس سے کوئی گلستان ہے غلط کب وعدے سے تو اپنے پشیمان ہے غلط کب تیز تیرا خنجر بُرّان ہے غلط کب دیکھکر نہ آئینہ حیران ہے غلط کب عشق کرتا ہے یہ آسان ہے غلط ملنے کا تیرے پھر مجھے ارمان ہے غلط

	عاشق کو جان دینے سے انکار کب ہوا کب دے کے دل ہوا وہ پشیمان ہے غلط	

۶۳	ردیف ظائے معجمہ	۱۳

آتش عشق ہے وہ شعلہ فشان اے واعظ الامان دیکھ کے جسکو کہ جہنم مانگے نہین چھوٹے گا در کوچۂ دلبر ہمسے یک بیک ہوگیا خود رفتہ و دیوانہ تو	قطعہ	بے نشان کردے ابھی سارا جہان اے واعظ آگ وہ سینہ مین رکھتے ہین نہان اے واعظ فائدہ کیا جو تھکا دی تو زبان اے واعظ کیا کہین لگیا وہ آفت جان اے واعظ

ایک جلوہ ہی مین اُس بُت کے گئے ہوش و حواس
وہ تری پند و نصیحت ہے کہان اے واعظ

برزبان ہائے صنم ہائے صنم کا نعرہ
در بتخانہ پہ کرتے ہو فغان اے واعظ

نہ وہ عمامہ و تسبیح نہ ہے زہد و ورع
دیکھہ لی آپنے تاثیر بتان اے واعظ

جاے تسبیح کے زنار ہے باندہا تمنے
قشقہ کا ماتھے پہ ہے خوب نشان اے واعظ

شرح مُلا و مجسطی و شفا پیش نظر
درس و تدریس مین تھی تیز زبان اے واعظ

نہ تلاوت نہ وظیفہ نہ سجود اور نہ درود
وعظ کیسا وہ کہان شوق اذان اے واعظ

خاک بر سر ہو تڑپتے ہو در میکدہ پر
ہو گئے معتقد پیر مغان اے واعظ

دے مٹا حرف دوئی کا تو کھلے راز نہان
دلمین کر میری طرح سیر جہان اے واعظ

بخل و کینہ ترے سینہ مین دل عاشق صاف
مثل آئینہ کے ہے عکس عیان اے واعظ

٦٤ ردیف عین مہملہ ٩

دل مشتعل ہے سینہ مین اپنا بجاے شمع
عاشق کی قبر پر نہ کوئی اب جلاے شمع

پروانہ بے سبب نہین ہوتا فداے شمع
ہان دیکھہ لی ہے اُسنے بھی کچھہ تو وفاے شمع

گھل گھل کے ہوتی ہی غم پروانہ مین تمام
گرتا اسی لئے ہے وہ جلکر بپاے شمع

اللہ رے باوفائی پروانہ وقت سوز
آتی ہے خاک سے بھی تو اُسکی صداے شمع

جب بیخودی مین اُسکو کہون لاشریک لہ
انگشت شعلہ پھر شہادت دکھاے شمع

جلوہ دکھاے گر رخ روشن کا بزم مین
وہ ہے تجلی اُسکی کہ فوراً بجھاے شمع

ہنستا ہوا جو بزم مین آوے وہ شمع رو
روتون کو کیا عجب کہ خوشی سی ہنساے شمع

ہے پاس راز عاشق و معشوق اسقدر
جلجاے خود پہ راز زبان پر نہ لاے شمع

اُس شعلہ رو کے عشق مین عاشق ہے شب فراق

جلتا ہے استخوان ہمارا بجائے شمع

۶۵	ردیف غین معجمہ	۵

ذوق بخش دل و دماغ ہے باغ
پھر آسایش و فراغ ہے باغ

سیر عالم ہمین دکھاتا ہے
سیکڑون کے لیئے ایاغ ہے باغ

گل و گلزار ہے نظر مین خار
جبکہ تو ہی نہین تو داغ ہے باغ

شعر و کے بغیر بزم ہے تار
گر نہین گل تو بیچراغ ہے باغ

۶۶	ابتو جا سیر کر ذرا عاشق در صحرا و کوہ راغ ہے باغ	۷

اچھا کیا ہے تونے مسیحا بلاغ داغ
دل لے ہمارے دل ہی لیا چھپا کے داغ

اشکون نے دل سے نام و نشان تک مٹا دیا
ملتا نہین ڈھونڈا ہمین اب سراغ داغ

شمع مزار بجھ گئی تو کچھ نہین ہے غم
ہے گور مین تو اپنی فروزان چراغ داغ

جام جہان نما کی بھی خواہش نہین ہمین
سیدہار ہے الٰہی ہمارا ایاغ داغ

یہ عشق کی نشانی ہے یہ تاج عشق ہے
کیونکر نہ عرش پہ ہو بھلا پھر دماغ داغ

لالہ کے داغ سے بھی ملاونگا اسکو مین
دکھلائیگا بہار وہان چھلکی باغ داغ

عاشق کی وحشتون کو جو دیکھا تو بول اٹھا
پالا ہے تونے دل کی جگہ کیا کلاغ داغ

۶۷	ردیف فا	۱۲

نشتر مژہ کو بھی چھیڑ رگ جان کیطرف
خود ہی چلا پھنسا ہے دل کا کل پیچان کیطرف

ہاتھ کو مشغلہ ہے چاک گریبان کیطرف
خود بخود اٹھتے ہیں پا کوچۂ جانان کیطرف

چھوڑا تیر اُسے جو جھٹکی سے پئے مشق ستم
پہنچا دل پھر نشانہ مرا پیکان کیطرف

آتش عشق نے پہونکا جگر و تن کو مرے
دیکھا کیون غیر نے اُس آفت دوران کیطرف

ربط ہے خوب بہم مثل سپند و آتش
دلکو اُسکی طرف اور اُسکو مری جان کیطرف

کیا مجھے خاک مین ملوائیگا تو اے دل زار
لیچلا مجکو جو پھر کوچۂ جانان کیطرف

ہوگیا بیٹھے بٹھائے مجھے کیا جوش جنون
ہاتھ پھر چلتے ہین جو جیب و گریبان کیطرف

بستر غم پہ شب غم ہیں تڑپتے ہی رہے
نہ کیا تمنے گزر کلبۂ احزان کیطرف

دیر و کعبہ و کلیسا یہ سبھی ہین معدوم
آدمی وہ ہے کہ دل جسکا ہو یزدان کیطرف

شعلہ ہائے شرر انگیز سے بچیو قاتل
گر ترا ہووے گزر گور غریبان کیطرف

آہ کے شعلہ جوالہ چمکتے ہون گے
ہے لگی آگ کہان کوہ و بیابان کیطرف

۶۸	دیکھ یکرنگی عاشق کو تو اے ماہ جبین آنکھ اُٹھاتا نہین وہ مہر درخشان کیطرف	۱۸

کیونکر نہ دیکھون چشم ظفر سدار کیطرف
دلکو لگاؤ ہے مژۂ یار کی طرف

موسیٰ نہین کہ جلوۂ رخ کی ہو آرزو
ہردم نظر ہی یان ہے ترے دیدار کی طرف

نظارۂ جمال کی خواہش ہے اسقدر
ہردم نظر ہے روزن دیوار کی طرف

یہ حال اب ہے دیدۂ میگون کی یاد مین
ہردم نظر ہی ساغر سرشار کی طرف

مژگان یار کی ہے کھٹک ایسی اندنون
الفت ہی دلکو تیر کے سوفار کی طرف

اُس گلبدن کی دیکھین کسی گل مین تا ادا
اب ہم چلے ہین اُسکی گلزار کی طرف

یہ آہ شعلہ بار کی اڑتی ہین خوبیان
شعلے بھڑک رہے ہین جو کہسار کی طرف

گر زندہ یہ رہے تو مسیحا عجب نہین
دیکھو نگاہ مہر سے بیمار کی طرف

ابرو کا یان اشارہ ہی کافی ہے بہر قتل
ناحق خیال ہے ترا تلوار کی طرف

شاید کہ اُسنے غرفہ سے جھانکا کسیکو ہے
کچھ روشنی سی آج ہی دیوار کی طرف

یہ کیا کہ صید کرکے نہین لیتے کچھ خبر
کیجے نگاہ مرغ گرفتار کی طرف

ہے پانو کی صدا کا تصور شب فراق
ہردم خیال ہے تری رفتار کیطرف

جسمین کہ کچھ ادا ہو اسی بت پہ ہین فدا
پڑتی نظر ہے اپنی طرحدار کیطرف

جوش جنون مین دشت نوردی کا شوق ہے
پھر لیچلا ہے دل مجھے کہسار کیطرف

ہردم خیال ہے کہ کسی بت پہ ہون فدا
مایل دل اندنون ہوا زنار کیطرف

دور شراب کا تو مزا جب ہے ساقیا
رہوے نظر جو بیخود و ہشیار کیطرف

الفت کا جب مزا یہ تماشا ہو بعد قتل
سر جاے لوٹتا قدم یار کیطرف

عاشق بتون کو چھوڑ کے کعبہ کو اب چلو
کیون جاے پھر ہو کوئے ستمگار کیطرف

۶۹ ردیف قاف ۲۲

کوئے دلبر کا رہنما ہے عشق
عشقبازونکا پیشوا ہے عشق

دل لگانے کا اب مزا پایا
ہم سمجھتے تھے پہلے کیا ہے عشق

مجکو سودا نہین جنون نہین
باعث نالہ و بکا ہے عشق

در مقصود مل ہی جائیگا
بحر الفت کا ناخدا ہے عشق

سیر ملک عدم نہین دشوار
جبکہ ہادی و رہنما ہے عشق

قطعہ
جسم و جان مین یہ چھوڑ کر کیا یاں
شعلہ ہے برق ہے بلا ہے عشق

ہے کہین درد اور کہین ہے دوا
گہ شفا اور گہے قضا ہے عشق

کسی جا نغمہ ہاے عشرت خیز
کسی جا نالہ و بکا ہے عشق

قیس و فرہاد بھی ہوے برباد
کیا تماشے دکھا رہا ہے عشق

ہے کہین سوز اور کسی جا ساز
کہین غنچہ کے یہ درا ہے عشق

قتل عالم ہے ایک کھیل اسے
بانی فتنہ و جفا ہے عشق

گھے عاشق کو یہ رلاتا ہے
گھے معشوق پر فدا ہے عشق

کہین زاہد کہین بنا ہے رند
بانی کفر و اتقا ہے عشق

دین و ایمان کو یہ کھوتا ہے
دل دلبر کا مدعا ہے عشق

مجکو یاد آیا مصرع مومن
اس سے بھی بلکہ کچھ سوا ہے عشق

ہمنے ہر رنگ مین اسے دیکھا
سچ تو یہ ہے بری بلا ہے عشق

منصفی شرط واقعی یون ہے
نہین اتنا بھی یہ برا ہے عشق

پھر مجازی سے یہ حقیقی کو
دیتا پہنچا ہے باخدا ہے عشق

جو کہ ناتجربہ ہین اور نومشق
اور ہوا انکو اب نیا ہے عشق

کب وہ سمجھے حقیقت اصلی
اصل مین ورنہ کیمیا ہے عشق

سچ اگر پوچھتے ہو تو مین کہون
پیشواؤن کا پیشوا ہے عشق

وصل معشوق ہو ہی جائیگا
درد عاشق کی تو دوا ہے عشق

۷۰	ردیف کاف تازی	۱۰

ہے تصور مین ہم آغوشی گل رو ابتک
میرے پہلو سے چلی آتی ہے خوشبو ابتک

وہ شب وعدہ بھی آیا نہین مہرو ابتک
مین بدلتا ہون سر شام سے پہلو ابتک

جب سے وہ گوہر نایاب چھپا نظرون سے
جاری ہر لحظہ ہین فرقت مین یہ آنسو ابتک

دام ہے دوش پہ یہ پھر گرفتاری دل
تھا گمان اپنا غلط سمجھے جو گیسو ابتک

اک نظر دیکھا تھا وہ سرو روان قمری نے
کرتی ہے باغ مین بیتاب ہو کو کو ابتک

ہمکو تیرا ہی تعشق ہے تجھی پہ ہین فدا
پھرتے تیرے ہی تجسس مین ہین ہر سو ابتک

سارے عالم کو اگر دیکھا تو کیا حاصل ہے
نہ ملا پر نہ ملا ہاے صنم تو ابتک

خون لاکھون کیئے تو بھی نہ تجھے رحم آیا
آتشِ غم سے جلا تجھے باور نہ ہو گر

ستم و جور و جفا کی نہ گئی خو اب تک
آرہی ہے جگرِ سوختہ کی بو اب تک

۱۰

حیف جان و دل و دین تک تو کیا تجھ پہ فدا
عاشقِ خستہ پہ مائل نہ ہوا تو اب تک

۹

نہین چارہ تو پھر دوا کب تک
مرگ آسان ہو شفا کب تک

در بیت الصنم پہ جا پہنچے
دیکھین ملتا ہے یان خدا کب تک

مرگئے ہم تو اُسکے وعدہ پر
قبر پر دیکھین آئیگا کب تک

حد معیّن ہے ہر خطا کے لئے
عشق کی دوگے تم سزا کب تک

موت کی بھی تو ہے قضا آخر
غیر دیکھیں جیئے بھلا کب تک

بیٹھ کر بزم غیر مین ہمکو
شمع رو تو جلائیگا کب تک

ہم بھی بیٹھے سُنے ہی جائین گے
گالیان دوگے برملا کب تک

صدمہ ہجر سے ہے لب پر دم
دیکھیے آتی ہے قضا کب تک

۱۲

خاکِ رہ اُس صنم کی ہین عاشق
رہین کعبہ مین جبہ سا کب تک

۱۱

دستِ وحشت نے جو ڈالی میرے یون سر پہ خاک
جسطرح ملکر ہوا مین کہانی یہ جا کر ہی خاک

زندگی الفت مین کیا اپنی ہوئی مضطر ہی خاک
ہو گیا پا کیا زمین وحشت مین اور سر پر ہی خاک

جان دی پروانہ نے گو شعلۂ انوار پر
شمع بھی غم مین گھلی آخر ہوئی جلکر ہی خاک

خاکساری سے نہین بہتر ہے تخت جم بھی
خاک سے انسان بنا اور پھر ہوئی مر کر ہی خاک

جو کہ ہین اعلےٰ جہان مین جھکے چلتے ہین وہی
خاکساری کے لئے تو یہ ہی بس جو سر ہو خاک

آتشِ فرقت نے یوہین اُنکو جلا ڈالا مِرے
جسطرح سیماب کشتہ ہو تا جل جلکر ہی خاک

خاک صحرا ہمنے وحشت مین اُڑائی خوب ہے | چھانتا صحرا مین مجنون ہی یون ہی اکثر خاک
جب کہا مینے یہ اُنسے جل گیا فرقت سے دل | ہنس کے فرمایا دکھا وکب جلا کیونکر ہے خاک
آہ سوزان پھونک کر عالم چلی سوئی فلک | کوئی دم کو دیکھہ لینا چرخ اور اختر ہے خاک
انقلاب دہر سے اکثر کی حالت دیکھہ لی | سنگ تو بالش بنا ہی اور یہ بستر ہے خاک

۴۳ | عشق کی آتش رگ جان مین لگی عاشق کے وہ / دیکھنا دم بھر مین لے فصاد یہ نشتر ہی خاک | ۱۹

فرقت مین کھنچکے آئی لبون پر ہی جان تلک | ظالم تری جفائین سہین ہم کہان تلک
حیرت سی اُسکو دیکھہ کے ہوجاتی ہی یہ کچھ | مطلب کا حرف ہی نہین آتا زبان تلک
کوچہ مین اُسکے خاک ہی ہوکر ملا نہ چین | چھوڑا نہین صبا نے ہمارا نشان تلک
گمنام کیونکہ ہون کہ مرے قتل کی خبر | پہنچی ابھی ہی دل مین کہانسے کہان تلک
کر ضبط کیجیے تو لبون پر ہے آتی جان | تاکید وان ہی یہ کہ نہ کیجے فغان تلک
کچھ نازکی کا پاس نہین بزم غیر مین | دکھتے ہین پاؤن آپکے آتے یہان تلک
مستوجب سزا ہمین ٹھہرا دیا یونہین | کچھ حرف مدعا نہین آیا زبان تلک
انسان کی کیسی دشمن جانی ہے یہ اجل | عاجز ہوئے ہین طفل سے پیر و جوان تلک
وا ایسے میرے دیدۂ عرفان ہین اندنون | سب حال ہی عیان مجھے یانسے وہان تلک
صدمے بہت سہینگے جفائین اُٹھائینگے | دیکھین کہ ظلم کرتے ہو ہمپر کہان تلک
تجھسا نہوگا کوئی بھی شیرین دہن کہین | بوسونکی تیرے پہنچی ہی لذت زبان تلک
ایدل تو ایسا آتش الفت مین جل کے بجھ | سینے سے کچھ نہ پائی نکلنے دھوان تلک
کنج قفس مین آکے پھنسی یان تو عندلیب | برباد وہان صبا نے کیا آشیان تلک
اللہ رے ناتوانی ہوا ہجر مین یہ حال | آتی نہین ہی لب پہ ہمارے فغان تلک
آنکھون کو مین بچھاؤن کرون دلکو فرش راہ | وہ دن تو ہو نصیب کہ آئین یہان تلک

اے نالہ کچھ لحاظ نہ کیجو تو عشق مین
اغیار کا مٹا یو نام و نشان تلک

دشمن کا دیکھین کرلے تو کب امتحان عشق
جیتے رہین گے کاہیکو ہم امتحان تلک

شہرت ہے تیرے جلوۂ رخ کی جہان مین
عاشق ہوے ہین تجھپہ تو اب دلستان تلک

فرہاد و قیس کا ہوا کیا حال عشق مین
سمجھائین تمکو عاشق خستہ کہان تلک

۷۴ ردیف کاف فارسی ۸

تجکو لیے پھرے ہے یون ہمسے عدو الگ الگ
جیسے کہ لطف و مہر سے رہتا ہے تو الگ الگ

داغ مین بھی اثر تری شوخیون کا کچھ آگیا
دیکھے کبھی ہے متصل اور کبھو الگ الگ

خار الم سے یون ہے کچھ دامن دل ملا ملا
جیسی کہ گل کی خون سے ہو لطف کی بو الگ الگ

چاک جگر سے چاک دل مل گیا ہے خراش سے
دیکھ کے چارہ گر ذرا کرنا رفو الگ الگ

دیدۂ خونفشان سے اب بہتے ہین ہر گھڑی روان
چشمۂ خون جدا جدا دجلہ و جو الگ الگ

قتل کیوقت بھی ہمین مد نظر ہے یہ ادب
تیغ سے اسکی بہتا ہے اپنا لہو الگ الگ

کسکی نگاہ مست یون ہوری ہے سحر بزم
خالی پڑے ہین ہر طرف جام و سبو الگ الگ

عاشق خانمان خراب شدہ ہو مین کدہر کہین
پھرتا ہے اس گلی سے کچھ اندنون تو الگ الگ

۷۵ ردیف لام ۸

کہان تصور کو یہ رسائی کہ ہووے تجسے وصال اول
ابہی تو ایک عمر بیٹھے بیٹھے پکائی جا یہ خیال اول

بنا ہی فتنہ قدم قدم مین نئی قیامت ہر ایک دم مین
ہر اسکی گردن پہ خون عالم سکھائی جسنے یہ چال اول

غرض تھی ہمکو تو جان دینی وگرنہ اتنا تو جانتے تھے
کہ ہمکو تعذیر بے سزا ہی جو ہووے تجسے وصال اول

نہ دل ہی ہوگا نہ جان ہی آخر کہ دونوں وابستہ ہیں اسی سے
جو جائیکان نکلنا تو تو لیجو انکو نکال اے دل

نیا توانی نے سر اٹھایا قدم قدم پر ہمیں بٹھایا
کہ جان تو جائیگی انتہا میں ہوا ہے دل ہی وبال اے دل

قدم قدم پر ہیں لغزشیں یہ و نظر ہے مستی میں بہکی بہکی
مری تباہی پہ پھر بگڑنا مگر تو خود کو سنبھال اے دل

مری تمنا تو لب تک آئی جو تمکو حیلہ ہو روٹھنے کا
کہ ہے زمانہ کا یہ طریقہ جواب پیچھے سوال اے دل

۷۶ — ۲۹

بتوں سے دلکو لگا نہ عاشق یہ فکر کیا ہے خدا خدا کر
یہ عشق ایسی بلا ہے کافر کہ جسکا دیکھا مآل اے دل

کیا کیا فلک نے خاک میں دیکھو ملائے دل
سنگ ستم سے پیس کے لیتے دبا ہی دل

گر شور حشر در پہ ترے پھر مچائے دل
خوابیدگان روز ازل کو جگا ہی دل

پھر لے چلا کہاں مجھے بیٹھے بٹھائے دل
ایسا نہ ہو کہ جان کو میری گنوا ہی دل

دل تجھ پہ ہے نثار تو ہیں آشنائے دل
کچھ فکر نہ ہو جان ہماری فدائی دل

[illegible] اور [illegible] دل
ہنسے ملائے دل کو ہمیں سے لگا ہے دل

[illegible] کیا ہوا ہے دل
اب دل کہاں ہے سینہ میں [illegible] ہے دل

[illegible] اڑائے دل
اک شور و غل جہان میں اٹھا ہے دل

افسانہ [illegible] سنائے دل
اپنا سا بیقرار تمہیں بھی بنائے دل

بیٹھے ہوں میں کہ ہے ترا منزل سرائے دل
دے گر ہزار دل کوئی مجکو بجائے دل

کب تک شب فراق کی صدمے اٹھائے دل
کب تک تڑپ تڑپ کے کرے دن ہوا ہی دل

گلچین کو ہے نہ گل کو نہ بلبل کو ہے ثبات
پھر اس چمن میں کیا کوئی اپنا لگائے دل

جاری ہے جسم و جان پہ فرمان عشق ہی
جز عشق اور کون ہے فرمانروائے دل

کمبخت چین ہی نہیں دیتا کسی طرح
سینہ سے پھینک دیں کہ یہی ہے سزائے دل

ڈوبے نہ دھر کیوں نہ فلک [illegible] جب
دریا بہا ہے چشم اور آتش لگا ہے دل

زہر آب ہے خنجر قاتل سمجھا ہوا
پیکان تیر سینہ میں ہے یا بجھا ہے دل

ہم گر نہیں یہ تو ترے پاس ہی رہا
ظالم بس اب تو دیکھ لی تو نے وفائے دل

میں نے کہا کہ رحم کرو دل پہ تو کہا
تلووں سے ملکے ایسے بہت سے مٹائے دل

درد فراق رشک عدو انتظار مرگ
بیچارہ صدمے اتنے یہ کیونکر اٹھائے دل

عیسی سے ہو علاج نہ کچھ چارہ گر سے ہو
جز وصل یار کوئی نہیں ہے دوائے دل

واقف نہیں ہے منزل الفت سے کوئی بھی
دل رہنما ہے میرا تو میں رہنمائے دل

کس کس سکھ سے سوئیں شب ہجر میں ہم آہ
گاہے بٹھائے ضعف تو گاہے اٹھائے دل

کیا خاک کھاتے پیتے ہیں ہجران میں ہم نفس
غم ہی غذائے جان تو الم ناشتائے دل

عالم نے اسکا عقد ثریا کہا ہے نام
گردوں پہ جا لگے جو مرے پارہ ہائے دل

آنے کی انکے آج خبر ہے تو شوق میں
عشاق لئے ہیں راہ میں اپنے بچھائے دل

قطرات مے نہیں ہیں صراحی پہ ساقیا
گویا کہ سیکڑوں ٹنکے ہیں پارہ ہائے دل

آتا نہیں ہے رحم انہیں حال زار پر
یارب بتوں کے سینے میں ہیں پھنسائے دل

پرزے اڑا دے خط کے جو اسنے وہاں تو یاں
اڑتے ہوا سے شوق میں ہیں پارہ ہائے دل

پہنچوں میں آستان رسالت پہ سر کے بل
کیجو قبول بار خدایا دعائے دل

۷۷

مر کر یہ اور زندۂ جاوید ہو گیا
عاشق کی قبر سے جو ہی آئی صدائے دل

۲۰

بیزار اتنا جور سے کرنا نہ یار دل
آتا کبھی کسی پہ نہیں بار بار دل

اس بت کو دیکھکر یہ ہوا بیقرار دل
ہرگز رکے نہیں کوئی روکے ہزار دل

اتنا بھی ہجر میں نہ ہو تو بیقرار دل
سوتے میں چونک کر تو نہ مجھکو پکار دل

اس آرزو میں خود ہی کریں ہم نثار دل
کوچہ میں اسکے اپنا بنے گر مزار دل

ظالم کی جو سہا کروں ہر دم جفائے سخت
ایسا کہاں سے لاؤں میں پروردگار دل

سیماب و برق و شعلہ جوالہ سب خجل
ایسا کسیکا ہووے گا کیا بیقرار دل

ہر روز ایک نذر جفا کرتا اور مین ۔ دیتا مجھے خدا جو کہین بیشمار دل
کچھ بھی جواب ہمکو تو حاصل ہوا نہین ۔ کہکر ہی اپنا حال ہوئے شرمسار دل
حیران ہون کیونکہ غیر کے تم دم مین آگئے ۔ مین جانتا تھا آپکا ہے ہوشیار دل
برباد تیرے عشق مین ہم ہین نہ کچھ صنم ۔ پامال آپنے کئے یون ہی ہزار دل
گو اُسنے دی تھی غیر کو آواز بزم مین ۔ پر بول اُٹھا شوق مین بے اختیار دل
زخمی جگر ہے ناوک مژگان یار سے ۔ تیر نگاہ تو بھی تو کر کچھ فگار دل
دیکھیے کہ بنتی ہے جان پر ہمارے کیا ۔ اُس بُت سے پھر ہوا ہے یہ جاکر دوچار دل
آخر ہین وصل ہے نہ ہراسان ہو اسقدر ۔ اک رات ہجر کی یہ تڑپ کر گزار دل
ہر صبح روز حشر قیامت کی رات ہے ۔ قسمت مین یہ ہمارے ہین لیل و نہار دل
دو چار دن تو چین ہو ہمکو جہان مین ۔ اے کاش ہمکو بھی کوئی دے مستعار دل
جان ہے لبون پہ نزع مین آنکھین کھلی ہوئین ۔ ایسا کسیکا ہمکو ہے اب انتظار دل
لاؤن کہان سے روز جو نذر بتان کرون ۔ اُنکو تو روز چاہیے پھر شکار دل
وہ اور عدو سے کرتے ہین کیا کیا لگاوٹین ۔ بزم عدو مین جاکے ہوا شرمسار دل

۱۷	زنگ کدورت اسکا جو عاشق یہ صاف ہو ہر شے عیان ہو ایسا ہو آئینہ وار دل	۷۸

الفت کی تا دکھائے جہان مین بہار دل ۔ روز ازل سے ہمکو ملا داغدار دل
خوش کیجیے وصل سے کبھی اپنا بھی زار دل ۔ کبتک سہے یہ جور و ستم بیشمار دل
اے جور عشق کیجیو ہرگز نہ کچھ کمی ۔ جبتک کہ خوب ہووے نہ یہ داغدار دل
جاری ہین اشک لب پہ فغان دل مین سوزشین ۔ کیا کیا دکھاتا عشق کی ہے اب بہار دل
رسوا تمہین عدو نے نہ کیا کیا یہان ۔ پر آپکا ہوا نہ کبھی شرمسار دل
ہر روز وصل یار میسر تھا رات دن ۔ کیسی خوشی مین گزرے تھے لیل و نہار دل

صحرا نوردی دن کو ہے ماتم زدہ سی رات
گزریں ہیں اسطرح سے یہ لیل و نہار دل

کب تک خیال یار میں آنکھیں کھلی رہیں
کب تک کوئی کسیکا کرے انتظار دل

قربان ہوں ہر ادا پہ تصدق ہوں ناز پر
ہوگا کبھی جو وصل کرو نگا نثار دل

نیرنگیوں سے عشق کی گھبرا نہ تو ذرا
جسطرح گزرے ہجر میں دے تو گزار دل

اللہ رے اُنکے جلوۂ رخ کی تجلیاں
قابو سے نکلا یہ ہوا بے اختیار دل

مایوس ہو کے رہ گئے دل ہی کو تھام کر
دیکھے جو اُس گلی میں تڑپتے ہزار دل

جب جا نہیں اسکی بزم میں پہنچا دو تو نہیں
کہتا ہے شوق وصل میں بار بار دل

یوں چاہو جو کہو یہ دکھا دو چھپا بین
رکھتے بغل میں چھپا ہیں ہم خاکسار دل

ہر دم نئی تڑپ ہے نئی بیقراریاں
ہو جاں کو خاک چین جو ہو بیقرار دل

یاں دل پہ زخم ہیں نمک افشان وہ کاش ہو
ایسا کسیکا ہوگا نہ ہرگز فگار دل

۶۹	عاشق کا دم سمجھ لو غنیمت جہاں میں دیکھو یہ حوصلہ کہ کیا ہے نثار دل	۲۷

کاکل میں کسی کی ہے پھنسا دل
ہے پیچ پیچ کہا رہا دل

شعلہ ہے کہ برق یا بلا دل
بے طور سے تجھ تڑپ رہا دل

تلووں میں انہیں کے تو لپٹا دل
اور پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا دل

کمبخت ہے کیا بری بلا دل
دیکھا انہیں اور لپٹ گیا دل

قطعہ

نچلا نہیں رہتا ایک دم بھی
کمبخت ہے کیسا چلبلا دل

حضرت ہیں سدہارے کہیں کو
ہمراہ ہی آپکے چلا دل

میں نذر ستم ہی کر چکا ہوں
جیسا کہ ہے یہ برا بھلا دل

غمزہ و کرشمہ سب ہیں قاتل
پھر بھا گئی کون سی ادا دل

[illegible] دل کو تم تو
کس کام کا ہے جب ہوا دل

جلد آئین الٰہی خیر سے یہ ✤ ملجائے مجھے یہ پھر مرا دل
مانگا میں جو دل خفا ہو بولے کوچہ میں ہے جاکے ڈہونڈا دل
ہین ٹھوکرون مین بہت سے رلتے کیا جانیں ہے کونسا ترا دل
میں بہی تو ظریف تہاہی آخر کی عرض بہت سا گڑگڑا دل
گرآپ خفا نہ ہون تو کہدون کس جا ہے مرا چھپا ہوا دل
پہلے تو ہوا تھا رخ پہ مائل پھر زلف میں جاکے پہنس گیا دل
مشکل سے وہان سے تھا نکالا انداز و ادا میں گھر گیا دل
اُسجا سے اگر یہ بچکے نکلا ✤ چتون نے وہین اُڑا لیا دل
تم سحر ہو یا بلا ہو آفت پھندے سے نہیں نکل سکا دل
مین ہر کہین اُسکو ڈہونڈ آیا ملجائے یہ خاک میں ملا دل
اور خاک کو مدتوں ہی چھانا جانا کہ ہوا میں اُڑ گیا دل
پھر دشت میں کوہ میں سنبھالا خس خار میں ہو پڑا رُلا دل
سب جا تو مین جاکے ڈہونڈ آیا یہ بھاڑ میں جا ہے بُرا دل
للہ مجھے بتا تو دیجے ✤ کیا راہ عدم کو چلدیا دل
جاں تم پہ نثار میرے پیارے ہیں ایسے فدا ہزارہا دل
کچھ رحم اُنہیں بہی آگیا پھر بولے کہ ترا ہے مدعا دل
ڈہونڈے سے ملے تجھے وہ کسطور ہے دل میں ہمارے ملگیا دل

عاشق ہوں میں ایسے بت پہ عاشق
ہو جسکا کہ ایسا من چلا دل

ہین بہت عاجز دل مضطر سے ہم | خود ہی جاکر اب ملین دلبر سے ہم
خوب واقف ہین ترے جور سے ہم | منہ پہ کہتے کچھ نہین گو ڈر سے ہم
شور محشر سنتے ہین ہر گھر سے ہم | نالہ بھی کرتے نہین اس ڈر سے ہم
نالۂ دل سے فلک کو دیں گرا | گو دکھائی دیتے ہین لاغر سے ہم
لاکھ گردش دے ہمین گر آسمان | کوئی گھبراتے ہین اس چکر سے ہم
زندۂ جاوید ہون سر پھوڑ کر | آستان یار کے پتھر سے ہم
روز و شب بے چین رکھتا ہے ہمین | تنگ آئے ہین دل مضطر سے ہم
بزم اعدا مین بھی ہین جا بیٹھتے | منہ چھپا کر اشک کی چادر سے ہم
خواب کب آتا ہے ہجر یار مین | رکھتے نفرت ہین بہت بستر سے ہم
سخت جانی کو ہماری دیکھنا | ذبح ہوتے ہی نہین خنجر سے ہم
ضعف نے ایسا کیا لاغر ہمین | اٹھ نہین سکتے ہین اب بستر سے ہم
اب ہوئے معلوم سب مکر و فریب | تھے نہ واقف آپکے جور سے ہم
لیچلا ہے دل ہمین کیا ہے خبر | جاتے ہین کس سمت کو اب گھر سے ہم
ہے ہمین شوق شہادت سر ہے بار | انس رکھتے ہین ترے خنجر سے ہم
شرم و حیرت سے ہے دونونکا حال | بت بنے بیٹھے ہو تم پتھر سے ہم
زلف مین پنہان ہے وہ یا کیا ہوا | حال دل پوچھین گے دلبر سے ہم
بس کہ چلتے چلتے رک جاتا ہے وہ | خوش دم نظارہ ہین خنجر سے ہم
طوق کیسا دست و پا زنجیر ہین | شاد ہین اس عشق کے زیور سے ہم

١٨ | آپ ہی عاشق کہین کچھ اپنا حال
سن چکے ہین یون تو ہان اکثر سے ہم | ١٧

[illegible] ہم | تو مثل شعلہ بھڑک کر جلا نکرتے ہم

جو اپنے عشق کا چرچا کیا نکرتے ہم — تو دربدر کبھی رسوا ہوا نکرتے ہم
حریفِ بادہ جو دلکو کیا نکرتے ہم — تو محتسب کی کبھی التجا نکرتے ہم
جو مے پرستی کا دعویٰ کیا نکرتے ہم — تو خونِ دل شبِ غم مین پیا نکرتے ہم
جو بیچ مین ترے کاکل کے ہم آجاتے — تو پیچ و تاب مین ہرگز رہا نکرتے ہم
اگر نہ کشمکشِ وحشتِ جنون ہوتی — تو چاک جیب و گریبان کیا نکرتے ہم
اگر نہ غلغلۂ آمدِ صنم سُنتے — تو ساری رات گلی مین پھرا نکرتے ہم
نکرتے انکھون سے اُس بت کی ہم محبت مین — تو مثلِ اشک زمین پر گرا نکرتے ہم
نہ بھر کے دیتے تم اغیار کو جو ساغرِ مے — تو زخمِ دل کو نمک سے بھرا نکرتے ہم
پلاتا جام مے ارغوان اگر ساقی — تو مثلِ قلقلِ مینا صدا نکرتے ہم
نہ کھل کھلاتا اگر زخمِ دل شبِ مہ مین — تو اپنی گریہ پہ ہردم ہنسا نکرتے ہم
اگر نہ خاطرِ صیاد پر گران ہوتے — تو یون تڑپ کے قفس سے اُڑا نکرتے ہم
امید نعش پر آنیکی تیری گر ہوتی — تو اپنے جینے کی ہرگز دعا نکرتے ہم
نہ ہوتی تیری تغافل کی ہم اگر کشتی — تو زیرِ تیغ کبھی دم لیا نکرتے ہم
نہ ہوتا شوقِ شہادت اگر ہمین قاتل — تو یون گلا تہِ خنجر دھرا نکرتے ہم
فلک کا سینہ نہ غربال کیطرح چھنتا — طپش سے دلکی جو آہ و بکا نکرتے ہم

جو داغ سینۂ عاشق نہ مشتعل ہوتا
تو آفتاب سے نسبت دیا نکرتے ہم

۸۲ ردیف نون ۱۲

چہرہ سے نقاب اُٹھا دیا کیون — یہ جلوہ نیا دکھا دیا کیون
اس ضعف نے پھر بٹھا دیا کیون — بیتابی نے پھر اُٹھا دیا کیون

محفل سے ہمیں اُٹھا دیا کیون
ہنستے تھے ابھی رُلا دیا کیون

ہے وصل کی شب رُلا دیا کیون
یہ ذکر عدو سنا دیا کیون

مدت میں ہمیں تھی نیند آئی
سوئے تھے ابھی جگا دیا کیون

ناز اُنکو ہوا ہے حُسن پر اور
آئینہ دل دکھا دیا کیون

ہے خوف کہ راز ہو نہ افشا
نامہ لکھکر مٹا دیا کیون

کیا ہمکو بھی قیس تم نے سمجھا
دیوانہ ہمیں بنا دیا کیون

تھے ہم تو کبھی نہ تمکو بھولے
پھر تمنے ہمیں بھلا دیا کیون

اُس کوچہ میں رہتی خاک میری
اے باد صبا اُڑا دیا کیون

دل کھول کے خُم کریں گے خالی
میخانہ ہمیں بتا دیا کیون

٨٣ | کیا کعبہ کو دیر سمجھے عاشق
سر اپنا یہان جھکا دیا کیون | ٩

وہ پا میں حنا لگائیگا کیون
آگ دل سے لگی بجھائیگا کیون

مرقد پہ ہمارے آئیگا کیون
سوتے فتنے اُٹھائیگا کیون

ٹھوکر اپنی لگائیگا کیون
سوتے مردے جگائیگا کیون

چھنوائی ہی خاک دربدر کی
وہ گھر کا پتہ بتائیگا کیون

ہر دم ہیں جفا میں اُسکی سہتے
وہ دل سے ہمیں بھلائیگا کیون

وہ شغل ستم کریگا کس سے
وہ خاک میں سر ملائیگا کیون

رو رو کے مثال ابر اے دل
سانون کی جھڑی لگائیگا کیون

ہے خوف عدو سے نہایت
وہ بزم میں میری آئیگا کیون

٨٤ | ہے مجمع غیر وان تو عاشق
محفل میں ہمیں بلائیگا کیون | ١١

وہ اگر قتل کا سامان کئے بیٹھے ہین
ہم بھی دلمیں یہی ارمان کئے بیٹھے ہین

وہ وہان غیر کو مہمان کئے بیٹھے ہین
ہم یہان عیش کا سامان کئے بیٹھے ہین

زہر کھا لین گے شب وعدہ نہ آوینگے اگر
اپنی مشکل کو ہم آسان کئے بیٹھے ہین

تعزیت کی عیادت کو کبھی وہ آئے
کونسا ہمپہ وہ احسان کئے بیٹھے ہین

کل شب وصل تہی سب عیش میسر تھے ہمین
آج ہم چاک گریبان کئے بیٹھے ہین

ہاں بے وحشت کہ کسی طرح نہین چین ہمین
اپنے گھر کو بہی تو ویران کئے بیٹھے ہین

اسکی مژگان کا تصور ہی عجب نوبت ہے
دلمیں پنہان ہی پیکان کئے بیٹھے ہین

اسکے کوچہ کا پتہ تجکو بتا دون قاصد
سیکڑون چاک گریبان کئے بیٹھے ہین

عشق پردہ مین ہے کبتلک اے جوش جنون
ہم بہی طوفان کا سامان کئے بیٹھے ہین

دل تو دل آتش فرقت نے جلایا سب کچھ
جان تک اس آگ مین بریان کئے بیٹھے ہین

جان کے دینے سے بھی انکار نہین کچھ ہمکو
دل و دین پہلے ہی قربان کئے بیٹھے ہین

۸۵

اسکی زلفون کا تصور ہی غضب ہے عاشق
دلکو خود اپنے پریشان کئے بیٹھے ہین

۸۶

جز تیری ذات پاک کسیکو بقا نہین
وہ تو یہی ہے کہ تجھسا کوئی دوسرا نہین

وہ دل ہی کیا جو نام پہ تیری فدا نہین
وہ سر ہی کیا جو در پہ ترے جبہ سا نہین

وہ ابتدا ہے تیری نہین جسکی ابتدا
ہے انتہا وہ جسکی کہ کچھ انتہا نہین

کیا آگئی بتون کی خدائی پہ ہو یقین
اپنا خدا وہی ہے کہ جسکو فنا نہین

وہ نور احمدی ہے کہ صل علی کہو
خورشید و مہ کو جس سے کہ نسبت ذرا نہین

ظل خدا او نور مجسم ہے جسم پاک
اسواسطے زمین پہ سایہ پڑا نہین

مخلوق ہے پہ خلق سے تو برگزیدہ ہے
خالق نے تجھسا دوسرا پیدا کیا نہین

اے رہروان منزل مقصود دم تو لو
ٹھہرو کہ مجھمیں چلنے کی طاقت ذرا نہین

شوق وصال یار مین وہ بیخودی ہوی
کھلتا نہین ہے مجکو کہ مین ہون بھی یا نہین

محو جمال یار ہون مخمور عشق ہون
ساقی شراب ناب کی حاجت ذرا نہین

مرقد پہ اپنے کشتہ کے لا غیر کو نہ ساتھ
بعد فنا تو رشک سے ظالم جلا نہین

دیگر

ٹھوکر سے خفتگان عدم کو جگا نہین
ہنگامہ حشر کا تو ابھی سے اٹھا نہین

کس شب کو دلمین خون تمنا کیا نہین
کس روز غم سے زہر ہلاہل پیا نہین

کس دن ہماری گریہ سے دریا بہا نہین
وہ قطرہ کون سا ہی جو دریا ہوا نہین

ناصح خیال زلف سے باز آؤن گا نہین
دیوانہ مین نہین مجھے سودا ہوا نہین

تیر نگہ سے غیر شہادت نصیب ہو
پیکان کو بھی سینہ مین کیا مرحبا نہین

کیا کام بلبل و گل و گلزار سے ہمین
جز وصل یار اپنا کوئی مدعا نہین

نظارہ جمال کے ہین منتظر بہت
تو کرتا اک نگاہ مین کیون فیصلا نہین

ہمنے تڑپ تڑپ کے گزاری تمام عمر
دیکھی شب فراق کی کچھ انتہا نہین

اسکا بھی شکر کرتا ہون گو مین نہین رہا
ذکر اپنا بزم یار مین کس دم ہوا نہین

سودا مین تیری زلف کی وحشت کے ہاتھ سے
دامن مین تار ایک بھی باقی رہا نہین

ہے یہ بھی اک اثر مرے نالونکا عندلیب
بے وجہ چاک گل نے گریبان کیا نہین

ماہر ہو رمز عشق سے کیا بوالہوس بھی
افسانہ عندلیب سے گل کا سنا نہین

٨٦

نیرنگیان دکھائین فلک نے بہت وے
عاشق نے کب جواب رضینا دیا نہین

١١

دل لگا ہی کسی سے ہمین منظور نہین
ورنہ کچھ ضعف نزاکت سے بہت دور نہین

کبھی نالہ کبھی صدمہ کہین سوزش کہین درد
کون سی جائے ہے سینہ مین جو ناسور نہین

وہ اگر دلمین ہے تو دل ہے بغل مین اپنے
ہمنے سمجھا ہے اسے دور وہ کچھ دور نہین

تیرہ بختی کو مری چرخ دکھاتا ہے مجھے
سامنے آنکھ کے میری شب دیجور نہین

ہر مژہ سے میری آتی ہے انا الحق کی صدا
کونسی اشک کو یاں رتبہ منصور نہین

جس جگہ بیٹھ گئے کوچہ جانان ہی ہو ہی
ضعف مین منزل مقصود بہت دور نہین

ہاے وہ ہاتھ کہ تہا جسمین تمہارا دامن
اب مرے سے چاک گریبان کا بہی مقدور نہین

مے سے اتنا ہے تنفر مجھے اُس بن ساقی
زخم دل پر بہی مجھے خواہش انگور نہین

ایک مین ہی نہین نالان غم فرقت مین کہ یہان
چرخ کے ہاتھہ سے دل کوئی بہی مسرور نہین

کسی دل سوختہ کا نالہ جو اُٹھے اُٹھے
ورنہ اُس بزم مین تعظیم کا دستور نہین

٨٧

الحذر مانگے جسے دیکھ کے گردون عاشق
دود دوزخ ہے یہ آہ دل رنجور نہین

١٣

غبار آہ سے گردون نیا بنیاد کرتے ہین
نئی بستی بساتے ہین یہ ہم ایجاد کرتے ہین

ہماری سخت جانی سے عدو جلاد کرتے ہین
قضا بہی بہاگتی ہے جبکہ ہم فریاد کرتے ہین

عدو بہی ساتھ ہی کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہین
وفا کرتے ہین وہ عدو کو تو یون برباد کرتے ہین

تماشا دیکھیے ہم دعوت جلاد کرتے ہین
جگر کو سر کو زیر خنجر فولاد کرتے ہین

ترے کوچہ مین ہم شام و سحر فریاد کرتے ہین
کوئی فریاد سمجھے ہم تو تجھکو یاد کرتے ہین

بھلا عاشق کسی سے شکوہ بیداد کرتے ہین
تری بیداد کی بہی تجھسے ہی فریاد کرتے ہین

نہ کوئے یار چھوٹے گا نہ میخانہ کبھی ہمسے
یہ واعظ سر کہپاتے ہین عبث فریاد کرتے ہین

سنائے جائینگے ہم عمر بہر قصہ غم دل کا *
بہلا دیتے ہین کبھی تو وہ بہی کچھ ارشاد کرتے ہین

جو نالے ضبط کرتے ہین تو دم گھٹتا ہی سینہ مین
نہ کیجے ضبط تو عالم ابہی برباد کرتے ہین

نہین آتا ہے رحم اصلا کبھی صیاد ظالم کو
اسیران قفس کس کس طرح فریاد کرتے ہین

جفا و جور و بیداد صنم کو ہم جو لکھتے ہین
زبان خامہ کو ہم پنجہ فولاد کرتے ہین

کلام اپنا نکیون غالب ہو سب استاد ہی غالب
کہ تقلید سخن جسکی بہت استاد کرتے ہین

مرا دیوان ہے اعلی غزل میری ہے وہ عاشق

۸۸ انتخابی اور نظیری تک بھی جس پہ صاد کرتے ہیں ۱۸

عمر رفتہ کی ہماری کچھ خبر لاتے نہیں — جو نفس جاتے ہیں الٹے پھر کے وہ آتے نہیں
کیوں مسیحا کو ہماری قبر پر لاتے نہیں — قم باذنی کی صدا کیوں ہمکو سنواتے نہیں
شکوہ بیداد قاتل بر زبان لاتے نہیں — نامہ قاتل کا قیامت کو بھی بتلاتے نہیں
بے نشان ہو جاتے ہیں اور اپنا پتہ پاتے نہیں — اسکے کوچہ میں جو جاتے ہیں وہ پھر آتے نہیں
دل کی بیتابی سے کب اس بزم میں جاتے نہیں — جان [illegible] لاتے نہیں
آنکھ وہ [illegible] — [illegible] بساتے نہیں
[illegible] — [illegible] ہم آتے نہیں
کرتے ہو مجھکو ہی وعظ و پند ناصح رات دن — حضرت ناصح اسے کچھ جا کے سمجھاتے نہیں
یاد بھی کچھ ہیں تمہیں الفت کے وہ وعدے — آنکھ تو ہم سے ملاؤ دل میں شرماتے نہیں
وصل ہوگا یا نہ ہوگا صاف دیتے کیوں جواب — کس لئے خاموش ہو کچھ منہ سے فرماتے نہیں
آفتاب صبح محشر کی جبھی تک ہے نمود — داغ دل کا اپنے ہم جبتک اسے دکھلاتے نہیں
کیا [illegible] جاوداں عمر کو اے خضر ہم — ہجر میں مرنا غنیمت ہے وہ جب آتے نہیں
آہ [illegible] ہوں معدوم جلکر یہ [illegible] آسمان — دل کے پھپھولے سے ہم آتش غم کی بھڑکاتے نہیں
کھینچتے کھینچتے جسطرح پانی کنوئیں کا خشک ہو — رو کے ہم یہاں تک کہ آنسو آنکھ میں پاتے نہیں
راتدن جس سر کو رکھتے زانوے اعدا پہ ہیں — ہائے وہ اسکی قسم بھی ہمکو دلواتے نہیں
حشر برپا ہو چکا ہے ہجر میں یاں لاکھ بار — انقلاب دہر سے بھی ہمتو گھبراتے نہیں
عالم ارواح کے نزدیک ہوتے جاتے ہیں — سانس اپنی رائیگاں یوں آتے اور جاتے نہیں

۸۹ کلفت و رنج و الم رشک عدو داغ فراق
ساتھ کیا کیا اپنے ہم عاشق لئے جاتے نہیں ۲۰

ناتوانی میں اضطراب اب کہاں — دلمیں طاقت جگر میں تاب کہاں

کوئی بیتاب زیر خاک ہے آج
زلزلہ میں یہ اضطراب کہاں

یاد میں تیری ہو گئے وہ بیہوش
خفتگان عدم کو خواب کہاں

عکس داغ جگر نمایاں ہے
اے فلک تجھ میں آفتاب کہاں

دل مضطر کے پیچ و تاب ہیں یہ
ورنہ کاکل میں پیچ و تاب کہاں

بسکہ حسرت کا بار ہے دل پر
تیرے بسمل کو اضطراب کہاں

رنج ہے میرے سب کو راحت ہے
درد دل گر نہ ہو سحاب کہاں

اس صدا میں ہے اور ہی کچھ درد
نالۂ دل کہاں رباب کہاں

وان نزاکت سے ہے سخن بھی بار
داستان کا مری جواب کہاں

جب قدم راہ عشق میں رکھا
پھر ملامت سے اجتناب کہاں

ذرہ ذرہ میں شور محشر ہے
اسکے کوچہ میں مجھکو تاب کہاں

رنگ یوں ہی اڑا اگر شب ہجر
صبح کے ہوتے تک شباب کہاں

اپنا خون جگر پیے تو پیئے
دردکش کو ترے شراب کہاں

عشق سوزاں خمیر ہے میرا
آتش و خاک باد و آب کہاں

میں سیہ کار فرد باطل ہوں
میرے اعمال کا حساب کہاں

ہمسے رندوں کو چھیڑ کر زاہد
بچکے جائینگے اب جناب کہاں

عکس نظارہ کا ہجوم ہے یہ
ورنہ رخ پر ترے نقاب کہاں

اسکی بیتابیوں سے ڈرتا ہوں
لیچلا ہے دل خراب کہاں

دل ہے شیشے کا تیرے جور سے خون
محتسب توبہ کر شراب کہاں

٩٠	کھو چکے دل کے ساتھ ہی عاشق اب وہ طاقت کہاں وہ تاب کہاں	١٨

کب سرکشی سے مثل صنوبر کشیدہ ہوں
میں شاخ باروری کیطرح سر خمیدہ ہوں

یاد مژہ میں یار کی میں آرمیدہ ہون
کیا خاک چین آئے کہ عقرب گزیدہ ہون

گر میں ستم کشیدہ اذیت رسیدہ ہون
رنجیدہ ہون کسی سے نہ میں اور کبیدہ ہون

آلٹے طبق زمین کا اگر ہو مرا قصاص
سرمد کیطرح سے میں ہو اسر بریدہ ہو

مرغ خیال بھی تو نہ پہنچے کسیکا وان
بے بال و پر قفس سے جہان میں پریدہ ہون

ہو جاے پانی پانی خجالت سے ابر بھی
کشتی ڈبوون چرخ کی گر آب دیدہ ہون

ملتا ہون خاک میں جو وہین جا کے بار بار
کوئے صنم کی خاک سے کیا آفریدہ ہون

زندان جو ہے دل و جان سینہ میں ریش
مین پیرزال دہر کا یارو گزیدہ ہون

اے فتنہ ہائے حشر ستاتے ہو کیون مجھے
دنیا سے آہی دل تو ہوا آرمیدہ ہون

بحر الم میں ہون میں حوادث سے غوطہ زن
کشتی ہون میں تو کشتی طوفان رسیدہ ہون

عاشق کو جان تازہ ملی تیرے قتل سے
گلگیر سے میں شمع صفت سر بریدہ ہون

جاؤنگا بار حسرت و حرمان لیے ہوے
میں گرچہ اس جہان میں آیا جریدہ ہون

کھل جاے لاغری کا مرے حال اے صبا
مانند بوی گل جو جہان سے پریدہ ہون

گلشن میں گل قفس میں ہون خس و بہشت میں ہون خار
نیرنگئ زمانہ کا نیرنگ چیدہ ہون

جنت کے شہد و شیر کی مجکو ہوس نہین
شیرین لبون کا یار کی لذت چشیدہ ہون

مجکو الم پسند الم کو ہون میں پسند
وہ میرے اور میں اسکے لیے آفریدہ ہون

نا قدردانیون نے جلا کر کیا ہے خاک
خرمن ہون میں تو خرمن آتش رسیدہ ہون

۹۱	عاشق بنا ہون عشق کی آتش سے سر بسر کب خاک و باد و آب سے میں آفریدہ ہون	۲۰

مایوس اسکے رحم سے کوئی بشر نہین
کب بندہ پر خدا کو کرم کی نظر نہین

کب اسکی آستان پہ جھکون اپنا سر نہین
مسجود اپنا اسکے سوا کوئی در نہین

پہنچے وہان ہین آپ کہ جا ہے نظر نہین
جس جا خیال و وہم کا مطلق گذر نہین

آثار صبح ہونے کے آتے نظر نہین | یارب شب فراق کی ہے یا سحر نہین
جاتا ہے کوئی وان تو پھر آتا ادھر نہین | ہرگز پھر اُسکے حال کی آئی خبر نہین
ہے نطق تو زبان سے دہن کا ہی کام کیا | باطل ہے یہ گمان کہ دہن ہے کمر نہین
تیر مژہ ہے وہ کہ ہے غربال سینہ بھی | ابرو وہ تیغ ہے کہ اشارے مین سر نہین
سارا جہان آسپہ ہوا ہے فریفتہ | فریادرس تو کوئی بھی آتا نظر نہین
مغرور جو جہان مین ہے وہ نامراد ہے | شمشاد و سرو ہوتے کبھی بارور نہین
دل ہے مرا ویا کہ ہے نقطہ یہ چشم کا | سمجھے ہین جسکو خال رُخِ یار یہ پر نہین
اس ضعف کا بُرا ہو کہ اُس بُت کی بزم مین | اب رخنہ ہاے در سے بھی جاتے نظر نہین
کہسار و دشت کیسے کہ پہنچی ہے چرخ تک | وحشت نے خاک اپنی اُڑائی کدھر نہین
حسرت مین آرزو مین کسی کی تلاش مین | کب بیکسی پھرا لی مجھے دربدر نہین
تارِ نظر مین اشک پروئے ہین جسطرح | ایسے صدف کی بطن مین غلطان گہر نہین
پھرتے ہین کوہ و دشت مین فرہاد و قیس کیون | سودائی عشق گر نہین وحشت اگر نہین
طوفان اُٹھے گا ہونگے سفینے تمام غرق | روتا مین اس نظر سے کہین بیٹھکر نہین
اُڑتا ہے یہ بھی طایرِ رنگِ حنا کی شکل | ہرچند اپنی رنگ پریدہ کے پر نہین
خانہ خراب ہو جو دربانِ یار کا + | جب مین پکارتا ہون تو کہتا ہے گھر نہین
دیکھو تو زلف کو کہ کیا کیا ہے دل نے حال | میری خبر تو کیا تمہین اپنی خبر نہین

٩٢ | عاشق کی خوبیون کا ہے اب ذکر جا بجا
سچ ہے کہ زندگانی مین قدر بشر نہین | ١٢

داغون سے دل و سینہ کی افروختہ جان ہون | گو مین چمن تازہ ہون پر وقت خزان ہون
پہلو مین اگر دل ہے تو تو دل مین ہے میرے | گو ننگِ خلایق ہون مگر جانِ جہان ہون
جس خاک پہ مین بیٹھ گیا فتنہ اُٹھایا | کس سرو خرامان کی کفِ پا کا نشان ہون

کوچہ سے ترے اٹھکے نہ پایا کہین آرام
ناله ہون کہ فریاد و صدا ہون کہ فغان ہون

ہر جا تمہارے ہون کسی جا ہو کہین ہو
سایہ کی طرح تم ہو جہان مین بھی وہان ہون

یار ہوا بھر او وحشت دل کا کہ نہین چین
جب خاک ہوا مر کے تو اب ریگ روان ہون

کیا نام و نشان خاک مٹا آپ سے میرا
بے صبر ہون بے چین ہون بیتاب و تپان ہون

کوچہ مین ترے ہون پہ وہی دور ہون اتنا
کھلتا ہی نہین مجھکو کہ سمجھا ہون کہان ہون

بھاتی نہین الفت مین تری اور کی صحبت
جب سے کہ ترا دوست ہون مین دشمن جان ہون

حیرت سی ہے حیرت مجھے اس وضع پہ اپنی
آنکھون مین سبک ہون تو ترے دل پہ گران ہون

موقوف سخن پر ہے مری گرمی محفل
معلوم ہوا مجھکو کہ مین تشنہ زبان ہون

٩٣	کیا زیست ہے یہ خالص مری عاشق ناشاد گہ مصروف فریاد ہون گہ وقف فغان ہون	٢٠

زلف خوبان کو عبث ہاتھ لگاتا ہون مین
اپنے سر پہ بلا آپ ہی لاتا ہون مین

جا کے پھر آئے نہین تمکو تغافل کی ہے خو
تم تو یہ کہکے گئے تھے ابھی آتا ہون مین

دست وحشت کا بھلا ہو کہ جنون کو پا کر
روز اک تار گریبان اُڑاتا ہون مین

قتل کیجے ابھی مجھکو جو ہے منظور یہی
سر کو خود شوق شہادت سے کٹاتا ہون مین

آج رہ جاؤ نہ گھر جاؤ کرم کیجے یہان
منتین کرتا ہون اور پانؤ دباتا ہون مین

جور سہتا ہون مین اسطرح سے جان و دل پر
انکو کچھ طرز جفا کی بھی سکھاتا ہون مین

لوٹتا سینہ مین اسطور سے دل ہے شب و روز
اسکو پہلو مین بمشکل ہی بٹھاتا ہون مین

مول کیون لینے وہ بازار گئے آئینہ
اپنا آئینہ دل انکو دکھاتا ہون مین

دل کی بیتابی سے معلوم نہین ہے تمکو
روٹھ جاتے ہو تو کسطرح مناتا ہون مین

وہ شرر ریز ہین نالے جو شب فرقت مین
کوہ و صحرا مین ابھی آگ لگاتا ہون مین

عشق کی آگ بھڑکتی ہے دو دو دل
گرچہ اشکون سے بہت اسکو بجھاتا ہون مین

دلکی بیتابی سے ناچار بہت ہوں ناصح
ہوکے بیچین ہی اُس کوچہ میں جاتا ہوں میں

تمکو تو جور و ستم کا بھی نہ کچھ ہوگا خیال
دل نازک پہ جو یہ صدمے اٹھاتا ہوں میں

ذکر لیلی کبھی کرتا ہوں کبھی شیرین کا
قیس و فرہاد کو دیوانہ بناتا ہوں میں

جوش گریہ ہے سلامت تو ہمیں فکر ذرا
داغ دل سینہ سے اب اپنے مٹاتا ہوں میں

کرتا کیا چاک گریباں ہوں جنوں میں ہر دم
خاک وحشت میں بھی ہر روز اڑاتا ہوں میں

رات یہ وصل کی ہے تا کہ وہ جاگیں شب بھر
قصہ غیر بھی اب اُنکو سُناتا ہوں میں

جوش وحشت میں کسیکا بھی نہیں خوف مجھے
دھجیاں کرکے جو دامن کی اڑاتا ہوں میں

تو لگاتا جو ہے منہ مجکو تو میں ساغر کو
منہ لگانے سے ترے منہ سے لگاتا ہوں میں

٩٤

جس جگہ گنج شہیداں ہو وہیں کر لو تلاش
قبر عاشق کا پتہ تمکو بتاتا ہوں میں

١٤

دن کو ہم سوگوار پھرتے ہیں
رات بھر بیقرار پھرتے ہیں

مہر و مہ بیکار پھرتے ہیں
ہمپہ ہوتے نثار پھرتے ہیں

سخت جانی سے کیا گلو کو خطر
گرچہ خنجر ہزار پھرتے ہیں

ہے مزا خاک ہی میں ملنے کا
بنکے یوں ہم غبار پھرتے ہیں

وعدہ وصل گر کسی سے نہیں
آپ کیوں بیقرار پھرتے ہیں

سیر گلشن کی بھی نہیں خواہش
دل لئے داغدار پھرتے ہیں

پھر کسی زلف پر نہو مائل +
دلسے اب ہوشیار پھرتے ہیں

اب وہ آتے ہیں اب وہ آئیں گے
ہے یہی انتظار پھرتے ہیں

نالۂ دل بھی ہیں غضب میرے
چرخ کے ہوکے پار پھرتے ہیں

اُسکا کوچہ ہے عشق کا میدان
جسمیں ان بیشمار پھرتے ہیں

مرکے زندہ عدو نہ ہوگا کبھی
آپ کیوں سوگوار پھرتے ہیں

تیرا کوچہ ہے یا کہ ہے مقتل	یہاں بہت دلفگار پھرتے ہیں
میری خاک آپ ہی تو کی برباد	ڈھونڈتے اب مزار پھرتے ہیں

۹۵	قتل مجکو کیا تو کیا عاشق کیسے وہ شرمسار پھرتے ہیں	۲۰

وہ منہ آج کیوں یوں بنائے ہوئے ہیں	یقین ہے عدو کے پڑھائے ہوئے ہیں
ستم پر ستم ہم اٹھائے ہوئے ہیں	ترے اور فلک کے ستائے ہوئے ہیں
ان آنکھوں نے دریا بہائے ہوئے ہیں	بہت ہم بھی طوفان اٹھائے ہوئے ہیں
جو تم نے یہ کیا دل لگائے ہوئے ہیں	مصیبت ہی میں ہم تو آئے ہوئے ہیں
لگاتے ہوئے دل ہی ڈرتے ہیں اب تو	سزا وہ محبت کی پائے ہوئے ہیں
نہیں ہم کو دو عالم کی کچھ خبر جانو	کہ پہلو میں دل کو دبائے ہوئے ہیں
عقل سے جہاں کی بلندی و پستی	بہت ٹھوکریں ہم بھی کھائے ہوئے ہیں
طلسم جہان ہے مقام تحیر	کہ غفلت میں انسان آئے ہوئے ہیں
کریں گے وہ اب ذبح کس کس کو دیکھیں	کہ خنجر کمر میں لگائے ہوئے ہیں
بہت خاک چھانی ہے جنگل کی ہم نے	بہت خاک وحشت اڑائے ہوئے ہیں
اٹھا قیس و فرہاد سے بھی نہ ہرگز	جو بار جفا ہم اٹھائے ہوئے ہیں
ہمیں کرتا پامال کیوں لے فلک ہے	کہ اپنے کو ہم خود مٹائے ہوئے ہیں
انہیں حال ساتوں طبق کا ہے روشن	جو اپنی خودی کو مٹائے ہوئے ہیں
بٹھائے گا کوئی بھی اسکو نہ ہرگز	تری بزم سے جو اٹھائے ہوئے ہیں
تمہارا ہی رہتا ہے ہر دم تصور	تمہیں دل سے کب ہم بھلائے ہوئے ہیں
مرا سینہ داغوں سے باغ ارم ہے	یہ گل عشق کے سب کھلائے ہوئے ہیں
عدو سے کرو خوب اب جا کے الفت	کہ ہم بھی کہیں دل لگائے ہوئے ہیں

ہمین بھی مناؤ کبھی آکے اب تو — بہت ہم تو تمکو منا ہی ہوئی ہین
بہت عشق مین ہمنے صدمے اٹھائے — بہت داغ ہم دل پہ کھائی ہوئی ہین

٩٦ — ١٣

سدا رنج و غم مین گزرتی ہے **عاشق**
زمانے کے ہم بھی ستائی ہوئی ہین

عہد و پیمان جو انہین یاد مین دلواتا ہون — چھیڑکر انکو عبث اپنی قضا لاتا ہون
پوچھتے وان کی خبر گر ہو تو لے آتا ہون — یاس ہے راہ عدم مین ابھی ہو آتا ہون
زخم پر اپنے نمک خوب چھڑکواتا ہون — ٹھہر جا دل کہ مزا اور بھی چکھواتا ہون
گو نشاور ہے بہت دل پہ ابھرتا ہی نہین — بحر غم مین ہی مین غرقاب ہوا جاتا ہون
بیکسی رشک ہے کیا کیا ہے تڑپتی ہر دم — یاس و حرمان کو لئے ساتھ جو مین جاتا ہون
ہجر مین ہوتی ہے اسطور سے اوقات بسر — خون دل پیتا ہون اور غم کی غذا کھاتا ہون
کبھی میخانہ مین اور گاہ ترے کوچہ مین — یہ ہی دو جا ہین کہ جاتا ہون مین اور آتا ہون
چھیڑتا ہون مین اسے طعنۂ اعدا دیکر — توسن ناز کو اب اسکی مین ٹھکراتا ہون
گالیان سننے کا پھر شوق ہوا ہی مجکو — اسکے ہی سر کی قسم اسکو مین دلواتا ہون
جان لبون پر مری آئی پہ نہ آئے افسوس — تم تو یہ کہکے گئے تھے کہ ابھی آتا ہون
شوق ہے خاک مین ملنے کا ترے کوچہ مین — نقش پا تیرا بنون اسلئے یہان آتا ہون
اتنا بیتاب نہ ہو اب دم رخصت اے دل — طعنۂ غیر انہین دیکے مین ٹھہلاتا ہون

٩٧ — ٢٠

دل سے وہ شعلے بھڑکتے ہین عیاذاً باللہ
آتش عشق سے **عاشق** مین جلا جاتا ہون

محبت مین تو دو دو طرح کی عالم بھی ہوتے ہین
جدا رہتے ہین گاہے اور گہے باہم بھی ہوتے ہین
کبھی ہم شاد ہوتے ہین کبھی پرغم بھی ہوتے ہین
جدا رہتے ہین گہ اس سے کبھی ہمدم بھی ہوتے ہین

شب فرقت کے صدمون سے کبھی پر غم بھی ہوتے ہین
جو خوش ہوتا کبھی دل ہے تو کچھ غم کم بھی ہوتے ہین

تصور سے نہین ہٹتے کبھی ہم تو جدا اُن سے
کہ جس جا پردہ ہوتے ہین اُسی جا ہم بھی ہوتے ہین

نہ کیونکر حشر برپا ہو جہان مین پچھلے شب فرقت
فغان کے ساتھ اکثر نالۂ پیہم بھی ہوتے ہین

جوانی اور پیری کا یہی عالم ہے دنیا مین
برنگ سرو سیدھے ہین کبھی پر خم بھی ہوتے ہین

بہت روتی ہے شمع بزم پروانہ کے مرنے پر
کہ گھلتی غم مین ہے جب صدمہ ماتم بھی ہوتے ہین

مریض عشق کو کیونکر شفا ممکن کہ جب ہمدم
دوا مین ہجر کے کچھ کچھ ملاتے سم بھی ہوتے ہین

میسر وصل ہے گاہے گہے فرقت بھی ہے ہمکو
کبھی پر غم بھی ہوتے ہین کبھی بے غم بھی ہوتے ہین

تمہارا وعدہ تو پورا قیامت کو ہی ہووے گا
یہ جبتک دیکھئے زندہ جہان مین ہم بھی ہوتے ہین

ستم پر یہ ستم کیسا کہ مرنے بھی نہین دیتے
کہ ہم پر سورۂ اخلاص کے پہر دم بھی ہوتے ہین

مثال شمع سر اڑتا ہے اکثر تیغ ابرو سے
ہزارون بار ہی مر کر تو زندہ ہم بھی ہوتے ہین

جو اچھے کام کرتا ہے تو رہتا نام ہے باقی

مثالِ گل کبھی خندان ہیں شبِ وصلت مین ہم کیا کیا
کبھی فرقت مین گریان صورتِ شبنم بھی ہوتے ہین

دکھاتا ہے مزے کیسے تصورِ وصلِ جانان کے
مثالِ سایہ اُسکے ساتھ ہردم ہم بھی ہوتے ہین

ہوئی ہے ناتوانی سے یہ صورت ہجر مین اب تو
کہ لینا سانس ہے مشکل کبھی بیدم بھی ہوتے ہین

جو کہتا ہے سو اپنی ہی سمجھتا کچھ نہین دل کی
محبت مین تو دشمن یہ سبھی ہمدم بھی ہوتے ہین

عجب قسمت ہے اُسکی ہی عجب اُسکا نصیبہ ہے
میسّر جسکو یا رب قطرۂ زمزم بھی ہوتے ہین

مے کوثر ملے جب ساقیِ کوثر کے ہاتھون سے
تو پھر سیراب ہو کر طالبِ زمزم بھی ہوتے ہین

۱۷	تمہارے دیدۂ عاشق کا یہی حال ہے اب تو کبھی نظارہ کرتے ہین کبھی پُرنم بھی ہوتے ہین	۹۸

فغان کرتا کھڑے فریاد ہون مین
خدا کی دلسے کرتا یاد ہون مین
وہ کہتا ہے ستم ایجاد ہون مین
قفس مین تن کے کیونکر شاد ہون مین
ہوئی وسعت ہماری لاغری سے
دلِ نازک پہ اور اتنی جفائین

تمہین ہر طور کرتا یاد ہون مین
تمہین سے کرتا گھر آباد ہون مین
تو رکھتا سینۂ فولاد ہون مین
اسیرِ پنجۂ صیّاد ہون مین
قفس مین بھی سدا آزاد ہون مین
نہ ٹھہرلے ستم ایجاد ہون مین

بتون کے عشق سے معمور ہے دل
تو دیر و کعبہ کی بنیاد ہون مین

تنفر کیون ازل سے ساتھ ہے جب
پری تم ہو تو آدم زاد ہون مین

صدائے درد ہے رونق قفس کی
غنیمت تجکو اے صیاد ہون مین

جو تم عادی ہوئے ظلم و جفا کے
تو خوگر اے ستم ایجاد ہون مین

تعشق مین کہان مجنون و فرہاد
وہ ہین شاگرد اور استاد ہون مین

تمہارا ساتھ چھوڑون گا نہ ہرگز
تمہارے سایہ کا ہمزاد ہون مین

تحمل سے مرے خوگر ہوئے تم
جفا کی سچ ہے خود بنیاد ہون مین

روان فوارہ سان ہو خون رگون سے
تو کیون منت کش فصاد ہون مین

الٰہی شعلہ ہے یا برق ہے دل
جو اتنا مضطر و ناشاد ہون مین

سمجھ کر کہو لیے حضرت زبان کو
سخن کی چیاہتا کب داد ہون مین

99

ملا عاشق لقب روز ازل مین
تو گویا عشق کی بنیاد ہون مین

11

کل سے بیکل تھا جو دل اور مرے قابو مین نہین
آج دیکھا تو جز ارمان کے پہلو مین نہین

کونسا ہے در غلطان کہ جو آنسو مین نہین
کونسا سحر ہے جو ہی مرے چتّلو مین نہین

کونسا دل ہے جو الجھا ترے گیسو مین نہین
کونسی جان ہی دلبر کی جو قابو مین نہین

جب سے وہ آفت جان ہے مرے پہلو مین نہین
جان کو کل نہین اور دل مرے قابو مین نہین

بات وہ بات تری جسکی مین کیا بات کرون
ایسی تاثیر تو دیکھی کسی جادو مین نہین

ذبح کرتا ہے عدو ساتھ ہے کیسا ہے ستم
رحم تھوڑا سا بھی اس قاتل بدخو مین نہین

جبکہ تو ہی نہین کچھ کچھ بھی نہین جز حسرت
جان قالب مین نہین دل مرے پہلو مین نہین

کیون ڈرون مین شب غم کاٹ چکا ہون ظالم
ایسی گہری تو سیاہی ترے گیسو مین نہین

ہوس مے کشی اس ظرف پہ اتنی زاہد
آپکے ہوش بجا ایک ہی چلو مین نہین

مچھلیون سے ترے ہاتھونکی ہین ماہی بیتاب — موجیں سر مار رہی ہین یہ لب جو مین نہین

دانتا کل کل نہ کرو عاشق اب اغیار سے تم ∴
جز فضیحت کے مزا مین مین و تو تو مین نہین

۱۰۰ ردیف واؤ مہملہ ۱۰

وہ دل ہی کیا ہے جسمین کہ سوز بتان نہ ہو — وہ سینہ کیا کہ آگ بھڑکتی جہان نہ ہو

وہ چشم کیا کہ دہار سے خون کی روان نہو — وہ مژہ کیا جو ابر نمط خون فشان نہ ہو

سر پھوڑنے کو کوہ کی جانب تو جائین جب — ہمکو نصیب آپکا گر آستان نہ ہو

نیرنگیان یہ عشق کی ناصح تو جانے کیا — ممکن نہیں کہ انس یہان ہو وہان نہ ہو

نیند انکو کیونکہ قصۂ مجنون سے آگئی — مجکو گمان ہے یہ کہ مری داستان نہ ہو

ناصح نے مجکو روکا اسے اقربا نے آہ — بے چین ہون مین یان وہ ہرتیا وہان نہ ہو

تسکیں دیتے ہین کہ کبھی وصل ہووے گا — اتنا ہماری ہجر مین تو نیم جان نہ ہو

وہ راز دل ہے اپنا کہ خود جا کے ہم کہین — قاصد یہ ڈر ہے تجھسے مبادا بیان نہ ہو

تیرے سوا کسی پہ فدا ہون یہ کیا مجال — اتنا بھی یار مجھسے تو اب بدگمان نہ ہو

۱۰۱

بے باک ہو کے کوچہ مین اور نالہ یون کرے
ہمکو گمان ہے عاشق خستہ جوان نہ ہو

۱۳

پھرتا ہر جا ہے لیئے عشق بتون کا ہمکو — چین دیتا نہین گردش کا ستارا ہمکو

مار ڈالے گا ترا وعدۂ فردا ہمکو ∴ — کل تلک دیکھوگے اگر نہین زندا ہمکو

دیکھین بیہوش کرے حسن کا جلوا ہمکو — تم سمجھنا نہ کبھی حضرت موسے ہمکو

تھم ذرا خنجر خونخوار نہ کر یون تیزی — کوی دم کرلینے دے قاتل کا نظارا ہمکو

دلکی بیتابی سے ہر صبح ملے یا نہ ملے — اسکے کوچہ مین غرض روز ہے جانا ہمکو

ہمکو افسوس نہین کچھ بھی ہمارا تو خیال
دم بدم رہتا تصور ہے تمہارا ہمکو

اُس ستمگر کو ہوا مرنے کا اُسوقت یقین
جبکہ لوگون نے ہی مدفن مین اُتارا ہمکو

تلخ کامی مین اگر زندہ رہے بھی تو کیا
عشق کا روگ لگا ہے یہ کیسا ہمکو

پھر وہی دشت نوردی کا ہمین شوق ہوا
لیچلا جوش جنون پھر سوے صحرا ہمکو

ان وفاؤن پہ جفا کرتے ہو پوچھو تو ہی
تمکو کہتا ہے بھلا یا کوئی اچھا ہمکو

حال یہ تیرے ہمین وعدۂ فردا سے کھلا
اپنے نزدیک بہت دور ہی پھینکا ہمکو

دلکو یہ فکر ہوا اُنکو تغافل کی ہے خو
حال دل کہنا پڑا اُنسے دوبارا ہمکو

۱۰۲
کچھ بھی عصیان کا نہین خوف ہمین تو عاشق
ہے محمدؐ کی شفاعت کا بھروسا ہمکو
۲۰

فرقت مین کہان ہے خواب ہمکو
نے چین ہے اور نہ تاب ہمکو

بتخانہ کو لیچلا ہے پھر دل
دکھلائی رہِ صواب ہمکو

کیون اتنا جلا رہا ہے غم مین
اے غیرتِ آفتاب ہمکو

کافی ہے ترے پسینہ کی بو
درکار نہین گلاب ہمکو

الفت نہ مٹیگی تیرے رخ کی
پڑھنی ہے یہی کتاب ہمکو

ہم آئینہ رو کو دیکھتے ہیں +
آئینہ کی کب ہے تاب ہمکو

توسن کسطرح سے بخت چمکے
لے چلئے جو ہمرکاب ہمکو

جیتے تھے تو نیند کو ترستے
مرکر بھی نہین ہے خواب ہمکو

جب آئی ہے مرگ آئیگی خود
کیون اتنا ہے اضطراب ہمکو

اے رشتۂ غم ترا بھلا ہو
جھٹکے دئے بیحساب ہمکو

بوسہ کے سوال پر چلے وہ
کیا خوب ملا جواب ہمکو

ساقی ترے میکدہ کا صدقہ
دو گھونٹ ملے شراب ہمکو

زاہد مے پی لے چھوڑ پیچھا — سُننے کی نہین ہے تاب ہمکو
اس سوختہ دل کی ہے گزک خوب — اچھا ہے یہی کباب ہمکو
اے پیر مغان وہ دور مے ہو — زاہد بھی کہے جناب ہمکو
اچھا سا حسین چھانٹ دے تو — اے دیدۂ انتخاب ہمکو
افسوس کہ جاکے پھر نہ آیا — کیا بھول گیا شباب ہمکو
قطعہ
الفت مین کسی کے خال رخ کی — حاصل ہے نیا عذاب ہمکو
لوہے کے چنے یہ کہہ رہے ہین — ہم تیری غذا ہین چاب ہمکو

۱۰۳

عاشق نہین کچھ خطا کسیکی
اس دل نے کیا خراب ہمکو

۱۵

ہستی ہے یہ موج آب ہمکو — ہے اپنا مکان حباب ہمکو
جی چاہے سو دو خطاب ہمکو — کیون آپ کہیں جناب ہمکو
تو ہاتھ سے اپنے داب ہمکو — کیون قبر کا ہو عذاب ہمکو
بجلی یہ گرائیے کہین اور — غصہ کی نہین ہے تاب ہمکو
ساتھ اُسکے ہی رہتے عیش کرتے — کیون چھوڑ گیا شباب ہمکو
بس بس میں کرون دئے وہ جاتے — اتنی تو ملے شراب ہمکو
وہ آپ ہی منتخب ہے سب مین — جسنے کیا انتخاب ہمکو
اک بات ہی بات پر بگڑتا — کر دیتے ہین لاجواب ہمکو
کہدینگے نہ پوچھو رات کی بات — کیون کرتے ہو بیحجاب ہمکو
رُک رُک نہ چلے گلے پہ خنجر — تھم تھم کے نہ دو عذاب ہمکو
طفلی سے سبق یہی ہے اپنا — ہے مصحف رخ کتاب ہمکو
ہچکی نہیں تھمتی اب تو ساقی — لا جلد بلا شراب ہمکو

رحمت ہے بہت ہی اُسکی بڑہکر	بخشیگا وہ بے حساب ہمکو
آشفتہ و دردمند و عاشق	کیا کیا نہ ملے خطاب ہمکو

۱۰۴ — مدت سے ہے نام اپنا عاشق / ہین جانتے شیخ و شاب ہمکو — ۱۰

نظر آتا ہے تو ہی تو مجکو	تیرا جلوہ ہے چارسو مجکو
کیون نہ برہم رہین تری زلفین	دلکی رہتی ہے جستجو مجکو
خاک عزت ہے گر نہ قتل ہوا	آب خنجر ہے آبرو مجکو
شوق نظارہ چاہتا ہے یون	وہ کرے قتل دو بدو مجکو
اُسکے ملتے ہی سبکو بہول گیا	ورنہ کیا کیا تہی آرزو مجکو
اب تکلف کو چہوڑ اے ساقی	پہینک ساغر کو دے سبو مجکو
لے پہرا حسن و عشق کا چرچا	دربدر تجہکو کو بکو مجکو
اک نظر دیکہہ نکلے تا ارمان	کہینچ لائی ہے آرزو مجکو
محتسب تو نے خم کو کیون توڑا	تیرا پینا ہے اب لہو مجکو
تیری الفت مین کیا دوئی کا کام	دل نہین ہے کم از عدو مجکو

۱۰۵ — پہرون رکہتا ہے وجد مین عاشق / تیرا انداز گفتگو مجکو — ۸

توڑ کر جاتا ہے ناصح طوق اور زنجیر کو	ردکتے کیونکر ہو دیکہین اس دل دلگیر کو
بہاگتا ہے دلبرون کو چشم انجم سے جوان	کیا جوانی چہا گئی ہے آسمان پیر کو
ہجر مین مانگی دعا اور وصل مین ہم مر گئے	موت لکہی تہی یونہین ہم روئین کیا تاثیر کو
اے سپہر مدعی مرنے مین یہ الجہاؤ کیون	کہیچتا ہے تیر ادہر دل اور ادہر دل تیر کو
پہر ہوے دیوانے بیخود پہر بہار آئی مگر	اب گری دیوار زندان توڑ اب زنجیر کو

ہین عبث یہ شور شیں فریاد سننا کون ہے
شوخی و غمزہ کہاں اور لطف باتونکا کہاں

کیون کیا برباد لے دل نالۂ شبگیر کو
ہجر میں سب کہتے ہیں گو ہردم تری تصویر کو

۱۰۶

کیا کریں عزت پریرو ہمسے دیوانونکی اب
دربدر پھیر پھیرے عاشق کھو لیا توقیر کو

۲۱

رخ پر نور دکہا دیا ہمکو ✚
محو دیدار بنا یا ہمکو

تپ ہجران نے جلا یا ہمکو
شمع ساں غم نے گھلا یا ہمکو

بزم سے اپنے اٹھا یا ہمکو
ہنسے اغیار رلا یا ہمکو

ناتوانی نے بٹھا یا ہمکو
دل مضطر نے اٹھا یا ہمکو

مثل گرداب ہے چکر میں
در مقصود نہ پا یا ہمکو

آفرین خنجر قاتل تجہکو
غم ہجران سے چھوڑا یا ہمکو

پردہ جسوقت دوی کا اٹہا
وہی ہر جا نظر آیا ہمکو

ہجر کی شب ہے ہجوم آفات
رکھیو محفوظ خدا یا ہمکو

کون رہبر تہا تیرے کوچہ کا
دل بیتاب ہی لا یا ہمکو

کون سے بت پہ ہوئے ہم عاشق
کس نے زنار پنہا یا ہمکو

جلوۂ نور خدا ہے وہ صنم
دیکہنا تہا کہ غش آ یا ہمکو

جذبۂ دل کے اثر کے قربان
آپ سے اسنے بلا یا ہمکو

سچ تو یہ ہے کہ غضب ہو پرفن
آپکا بھید نہ پا یا ہمکو

کیا وہ آتا ہے ادہر جو دل نے
پھر تعظیم اٹھا یا ہمکو

دل وحشت زدہ نے ساری عمر
پیرخ کیطرح پھرا یا ہمکو

آدمی تھے کہ ہم آتشبازی
اسطرح کیونکہ جلا یا ہمکو

ناتوانی سے شب ہجران میں
ایک دم ہوش نہ آ یا ہمکو

بزم سے آتے ہی اغیار کے ہائے — بیٹھے ہی تھے کہ اُٹھایا ہمکو
سوے اغیار تو کچھ جاگے نصیب — آج جو اُس نے بُلایا ہمکو
آسمانون سے صدا آتی ہے — آہِ سوزان نے جلایا ہمکو

107 — شکر اُستادِ ازل ہے عاشق — 19
سبق عشق پڑھایا ہمکو

ہوئی پُر نور سب محفل دکھایا جبکہ جوبن کو — کیا شرمندہ آخر آپنے اب شمع روشن کو
گران یہی جنون مین ہے مین کاٹون اپنی گردن کو — یہ ہی وحشت فزون ہو کہ توڑون طوق آہن کو
کیا اندھیر عالم مین دکھا کر اپنے جوبن کو — بجھایا رشک سے محفل مین آخر شمع روشن کو
اُڑائی خاک دشمن نے مری سب جوشِ وحشت مین — پس مردن کیا برباد اسنے میرے مدفن کو
نہ کی مے نوشی گر تمنے نہ جاکے بزم اعدا مین — نگاہین کیجیے اونچی جھکاتے کیون ہو گردن کو
اُڑائی خاک وحشت نے ہر اک صحرا کی ہے سر پر — جنون مین مٹی دی مجنون غرض دیکھا ہر اک بن کو
نہ دیکھو آئینہ تنہا ہی پچتاؤ گے تم ورنہ — نظر آئینہ کی ایسا نہ ہو ہو جائے جوبن کو
کرین جسنے کہ دو باتین اُسی کے ہو رہے تم تو — نہین پہچانتے کچھ تم تو صنا دوست دشمن کو
ادہر برق و فلک دشمن اُدہر ہے باغبان دشمن — اُجاڑین گے یہ سب ملکر ہمارے ہی نشیمن کو
کھڑے ہین کتنے کوچہ مین یہان مشتاق نظارہ — ذرا غرفہ سے جہانکو تو نکالو اپنی گردن کو
نقاب رُخ کو گر اُلٹو تو جلوہ کا تماشا ہو — دکھادو رات کو بھی گر تو کیا ہو روز روشن کو
نہ وہ چہرہ پہ رونق ہے نہ وہ ہے حسن کا جلوہ — محبت مین عدو کی خود بگاڑا تمنے جوبن کو
زبان پر گر فغان یہ ہے تو ہے جان حزین لب پر — ترقی ہجر مین اب ہے ہمارے دل کی دھڑکن کو
عیان ہر طرح ہووےگا تمہارے حُسن کا جلوہ — رُخ پُر نور کے آگے جو ڈالو لا کہ چلمن کو
گھٹے نالہ گھٹے فغان گھٹے گریہ گھٹے زاری — کبھی تو آنکر دیکھو شب فرقت مین شیون کو
رُخ انور کا نظارہ مجھے ہے دم بدم حاصل — غنیمت جانتا ہون مین تمہارے در کے روزن کو

ہمین تو قتل ہونا ہی مقرر آج اے قاتل — کہ پہلے دستِ نازک سے اٹھاؤ تیغ آہن کو
غضب ہے جوشِ وحشت ہی ہین کب تک ہمی رکتا ہون — گریبان سے نکل جاؤن جو الجھے خار دامن کو

١٠٨ — ١٨

یہ کیسی زردی رخ ہے یہ کیون ہو چشم تر عاشق
عیان ہے عشق چہرہ سے چھپاؤ لاکھ چتون کو

اے راہِ عدم کے جانے والو — گم گشتہ رہ کو بھی سنبھالو
مرتے ہین تڑپتے ہین بلا لو — فرقت کے عذاب سے بچا لو
محفل سے اٹھا دو کہ بٹھا لو — کہ مردہ کرو کہ جلا لو
منظور ہے گر تو آزما لو + — دل تلوون کے نیچے پیس ڈالو
پامال کرو یا کرو ذبح + — حسرت کوئی دل کی تو نکالو
ہون بحرِ غمِ فراق مین غرق — مجھ ڈوبتے کو ذرا نکالو
صد شکر مرے پہ یہ تو بولے — مٹھی بھر خاک اسپہ ڈالو
کوئی تو کرو سوال پورا — بوسہ دو فقیر کی دعا لو
چھپتی ہے کہین یہ تابشِ رخ — گو لاکھ نقاب منہ پہ ڈالو
وہ ناز سے کہتے ہین نظر ڈال — اک وار یہ دوسرا سنبھالو
کیا جائے بگڑ کہ تم تمہین ہو — روٹھے ہوے دل کو گر منا لو
بیدار نہ کشتہ ہو کسی طور — ٹھوکر سے جگاؤ تو جگا لو
پھر باغِ ارم ہوا اپنا سینہ — سینے سے تم اپنے گر لگا لو
گر شمع بجھی نہ کیجیے غم — حاضر ہے یہ دل اسے جلا لو
سب راز جلی خفی ہین اسمین — گر اپنے مین آپ دیکھو بھالو
زخمون پہ نمک چھڑک چھڑک کر — کہتے ہین یہ درد کی دوا لو
آئے نہ لچک کمر مین ڈر ہے — اس زلف کی بار کو سنبھالو

بت ہو گئے گر خفا تو عاشق
کعبہ کو چلو رہِ خدا لو

۱۰۹	ردیف ہائے ہوز	۹

گردش دوران سے یہان کسکو فراغ آیا ہے ہاتھ
ہیں مردان ہی ہر روشن گوہر مانند شمع
ایک تو رنج فراق اور دوسرے شکایت عدو
غنچہ سنجی کی ہی مہلت عندلیبونکو نہین
عمر گذری جستجوے کوچہ دلدار مین
دل نہین ہی جلوہ گاہ عرصہ کون و مکان
آفتاب صبح محشر کچھ مقابل ہو تو ہو
دل کے داغوں نے لیا ہمکو چمن سے بے نیاز

ہان مگر آیا تو اک حسرت کا داغ آیا ہے ہاتھ
داغ دل یہ ہاتھ مین کیا غیرت چراغ آیا ہے ہاتھ
داغ تازہ اور اک بالائے داغ آیا ہے ہاتھ
باغبان قسمت سے کیا ہی بیل باغ آیا ہے ہاتھ
وائے ناکامی پس مردن سراغ آیا ہے ہاتھ
جام جم سے بہتر اپنے یہ ایاغ آیا ہے ہاتھ
مشتعل ایسا ہمیں فرقت میں داغ آیا ہے ہاتھ
مستین ملی ہیں سوال تیرے باغ آیا ہے ہاتھ

۱۱۰	داغ دل پہ نالہ لب پر چشم گریان سینہ ریش عاشق شوریدہ کو کس دم فراغ آیا ہے ہاتھ	۱۳

ترا جلوہ ہر اک سو ہے ترا ہر جا ہے کاشانہ
مجھے جلوہ دکھا دے اپنا گر اک بار جانانہ
کبھی ہشیار ہوتا ہون کبھی ہوتا ہون دیوانہ
وہان شہرہ جہان مین بھاگ دور آشنا نہ
تری ہی شیفتہ ہیں بلبل و قمری و پروانہ
معیشت کی تلاش و فکر میں ہتا ہے پھر کوئی
نہیں مجنون کا یہ قصہ کہ سنتے سنتے سو جاؤ

جدھر کو دیکھتا ہون میں وہی تیرا ہے جلوہ نما
کھلے سا تون طبق کا حال ہو جاؤن میں فرزانہ
پلا دو مے کہ رکھے تا ابد جو مجکو مستانہ
یہان آہ و فغان دن رات ہا و ہو مستانہ
تو ہی ہے گل تو ہی ہے سرو تو ہی شمع کاشانہ
نہ کھاتے حضرت آدم اگر گندم کا اک دانہ
نہ نیند آئی قیامت تک جو سن لو میرا افسانہ

ہزارون کو کیا گہایل ہزارون لے اُڑے اسیر
تمہارے چشم و ابرو نے کیا کیا کام مردانہ

وہان وہ عیش مین غیرون سے یہان لکا مجھے ماتم
اُسے عشرتکدہ کہیے اسے کہیے عزاخانہ

یہ رتبہ رہنمائی سے ملا ہے عشق کی ہمکو
کہ صوفی اور زاہد کرتے ہین بیعت مریدانہ

عجب عشاق کو اس عشق نے زیور پنہایا ہین
کسی کے طوق ڈالا ہے کسی کے پا مین جولانہ

ہزارون مردہ صد سالہ جی اُٹھے ہین ٹھوکر سے
خرام یار ہے اللہ اکبر کیا مسیحانہ

111

ہوا معشوق بھی بے چین بیتابی سے عاشق کی
رلایا شمع کو بھی شب جلا تنہا نہ پروانہ

20

نالہ کو اُنس ہجر مین اب ہے زبان کے ساتھ
اندیشہ ہے کہ جان بھی نہ نکلے فغان کے ساتھ

ہر زخم کو یہ لاگ ہے چشم بتان کے ساتھ
الفت دل و جگر کو ہے تیر و سنان کے ساتھ

بے باک تم تو صحبت اعدا مین ہو گئے
ہر دم زبان ملاؤ نہ میری زبان کے ساتھ

یان رشک سے اک آگ بھڑکتی ہے سینہ مین
کیجے نہ ذکر غیر ہمارے بیان کے ساتھ

مقتل مین لطف آئے محبت کا جب نہین
ہو امتحان غیر مرے امتحان کے ساتھ

کرتا ہون سیر چشم حقیقت سے ہر طرف
ہے عشق مجکو مالک کون و مکان کے ساتھ

صیاد و برق و باد و فلک اور یہ باغبان
ہے سبکو دشمنی مرے اس آشیان کے ساتھ

آرام و رنج و کلفت ہجران سے چھوٹ جائیں
گر جان نکل ہی جائے ہماری فغان کے ساتھ

آہ شرر فشان کی کبھی سیر تو کرو
دیتے مثال تم ہو جو برق تپان کے ساتھ

رخصت وہ ہو گئے اب شب عشرت تمام ہے
یان لب پہ جان آتی ہے ہر دم اذان کے ساتھ

پژمردہ دم مین ہوئے یہ اور وہ گہرفشان
غنچہ کو کیا مثال ہے اُسکے دہان کے ساتھ

دیر و حرم مین بھی تو اُسی کی ہے جستجو
الفت فقط نہین ہے مجھے لامکان کے ساتھ

ساری یہ خوبی کاتب قدرت کی ہے عیان
روز ازل سے آئے ہین عشق بتان کے ساتھ

پی پی کے سیکڑون کیے خالی ہین خم کے خم
الفت بہت دنون سے ہے پیر مغان کے ساتھ

تمکو تو کچھ خیال نہین جی مین اب ہے یہہ
دلکو لگائین ہم بھی کسی قدردان کیساتھ

ارمان وصل رہگیا دل مین ہمارے آہ
سوے نہ ایک رات بھی اس دلستان کیساتھ

مجکو جفاؤن سے تری انکار کچھ نہین
کچھ رحم بھی تو چاہیئے اس خستہ جان کیساتھ

شمع و چراغ و شعلہ و مشعل کو برق کو
نسبت ہے تہوڑی سی مرے سوز نہان کیساتھ

عاشق رفیق اپنے نہین اندوہ و یاس و غم
آئے ازل سے ساتھ تھے جائینگے جان کیساتھ

۱۱۲ **ردیف لا** ۱۴۱

ایک مین ہی نہ ترے کوچہ سے نالان نکلا
جو کوئی نکلا سو بیتاب و پریشان نکلا

اس طرف سے جو کبھی وہ مہ تابان نکلا
پھر تو پہلو سے ہمارا دل نالان نکلا

مدعا تمسے نہ کچھ اپنا تو اے جان نکلا
عمر بھر مین نہ کوئی دل کا تو ارمان نکلا

دیکھیئے کھلتے ہین گل آج جہان مین کیا کیا
سیر گلشن کو ہے وہ رشک گلستان نکلا

دل ہی نکلا مرے پہلو سے یہ جان ہی نکلی
پر ترے تیر کا ظالم نہین پیکان نکلا

اسقدر جوش جنون کچھ ہے مجھے فرقت مین
گھر سے جب نکلا تو مین سوئے بیابان نکلا

ہے تیقن کہ مرے زخمون پہ چھڑکیگا نمک
بے سبب ہنسکا نہین آج نمکدان نکلا

ذکر اعدا انکو و مجکو تنفر ہے بہت
پھر وہی جھگڑہ شب وصل مین ہیجان نکلا

ایسا احوال ہو اس زلف کے سودے مین یہان
دل سے جو نالہ کہ نکلا وہ پریشان نکلا

پارہ پارہ کیا تیر نگہ نے اسکو
دلکا ٹکڑہ بھی جواب ستم پیکان نکلا

خون دل پینے یہ آیا ہے مقرر سفاک
تیر جب نکلا تو پہلو سے پرافشان نکلا

لاکھ پردون مین چھپایا نہ چھپا یہ ہرگز
جلوۂ رخ ترا ہر طرح سے عریان نکلا

مصحف رخ پہ فدا اسکے ہے ہردم عاشق

سمجھے کافر تھے اُسے وہ تو مسلمان نکلا

١١٣

ردیف یاے تحتانی

٨

ہوا سرسبز طوبےٰ قدِ دلجوئے محمدؐ سے
رہیگا خلد خرم تا ابد بوئے محمدؐ سے

خجل ہے مُشک تاتاری جو گیسوئے محمدؐ سے
تو ماہ نو بھی شرمندہ ہی ابروئے محمدؐ سے

درود اُس مصحفِ رخ پر ہے پڑھتا سو زبانون سے
وظیفہ پوچھ لو شانہ کا گیسوئے محمدؐ سے

ملا موسیٰ کا رتبہ جسکو اُسنے اک نظر دیکھا
عیان ہے جلوۂ نورِ خدا روئے محمدؐ سے

انہین کا رتبہ تہا رہتے تھے جو دوش محمدؐ پر
جدا ہوتے نہ تھے اک لحظہ پہلوئے محمدؐ سے

چمن مین سبزۂ خوابیدہ ہے تعظیم کو اُٹھا
نسیم صبح آتی ہے مگر کوئے محمدؐ سے

پئین گے آب کوثر ہمکو کیا پروا مسیحا کی
ہمارا درد دل جائیگا داروئے محمدؐ سے

١١٤

بروزِ حشر مُنہ مانگی مرادین اپنی پائے گا
یقین عاشق کو ہے خوش خلقی و خوئے محمدؐ سے

٢٠

مرے دل سے گناہون کی سیاہی لے خدا نکلے
عطا ہو نورِ عرفان دل مرا خورشید سا نکلے

سبھی پیغمبرون مین برگزیدہ مصطفےٰ نکلے
زبان سے کیون نہ ہردم آپ پر صلِ علیٰ نکلے

لواے احمدی جسدم صفِ محشر مین آ نکلے
اُسیکے نیچے یارب عاشق عاصی بھی جا نکلے

پیمبر تک کرینگے نفسی نفسی اور حضرت کی
زبان پاک سے بس اُمتی روز جزا نکلے

شفیع المذنبین کا ہے لقب حق نے اُنہین بخشا
تمامی انبیا کے آپ ہی ہین پیشوا نکلے

مے وحدت ملی تھی روح کو تولید سے پہلے
نہ کیون ہر یک نفس کے ساتھ یان قالو بلیٰ نکلے

بہت سے لوگ یہان آئے گئے اور آئین جائین گے
مسافر خانہ ہے دنیا یون ہین ہم بھی ہین آ نکلے

دیگر

زمین و چرخ کے دو پاٹ مثل آسیا نکلے
جو انکے درمیان آئے وہ پس کر سرمہ سا نکلے

ہم اپنے شوق سے خود ہی درِ جانان پہ جا نکلے
ہمارے حضرتِ دل ہی ہمارے رہنما نکلے

ترا وہ حسن ہے جو بام پر صبح و مسا نکلے
خجالت سے مہ و خورشید چھپتے منہ چھپا نکلے

گرے یہ اشتیاقِ خونِ لی جس جگہ دامان آبلہ نکلے
اگر وہ آبلہ پھوٹے تو لعلِ بے بہا نکلے

یہی ہے آرزو اپنی یہی اپنی تمنا ہے
کسی صورت سے یا رب دل سے نقشِ مدعا نکلے

کرم کا اُسکے کیا کہنا ستم بھی ہمکو بھاتا ہے
وفا کیسی جفا پر جب زبان سے مرحبا نکلے

کریں کب چھوڑ کر اسکو تمنا آبِ حیوان کی
اگر زہر آب مین خنجر ترا قاتل بجھا نکلے

تمہارا تیرِ مژگان کیا ہی زہر آمیز ہے قاتل
لگا وہ لاکھ مرہم پھر بھی زخمِ دل ہرا نکلے

وفا سے ایسی نفرت ہے زبان کو قطع کر دو تم
کسی منہ سے اگر وان بھول کر لفظِ وفا نکلے

قرار اصلا نہین دم بھر چلے جاتے ہین آتے ہی
ہماری آرزوئے دل بہلا نکلے تو کیا نکلے

غمو کے مارے مرتے ہین مگر پھر بھی نہین مرتے
کہ مر جائین تو پھر دل کا عدو کے مدعا نکلے

ہماری سخت جانی پھیر دے خنجر کا منہ جس دم
زبانِ خنجرِ قاتل سے ہر دم مرحبا نکلے

۱۱۵

بہ از عمرِ خضر اُس مرگِ نیک انجام کو سمجھے
تمہارے آستان پر دم اگر عاشق کا جا نکلے

مرنا بھی مثلِ جینے کے مشکل ہوا مجھے
یہ جان سمجھ کے چھوڑ چلی تن قضا مجھے

رفتار حشر زلف بلا چشم فتنہ زا
بھائی ہے اُسکی کون سی یا رب ادا مجھے

اُٹھنا بھی ناتوانیون سے ہے مجھے محال
مشکل ہے اضطراب سے گر بیٹھنا مجھے

توبہ تو کر چکا ہون مگر پھر کچھ ان دنون
اُکساتی ہے بہار کی آب و ہوا مجھے

نفتار گی ہون وضعِ جہان کا ہے متسب
دشمن سمجھ لے کوئی کوئی آشنا مجھے

پھر جان و دل ہیں سینہ میں کچھ مضطرب سے
پھر کون سا معاملہ یاد آگیا مجھے

عاشق میں وہ نہیں کہ ہو جنت کی آرزو

۱۱۶	کوئے صنم سے دور نہ رکھے خدا مجھے	۹

جلتا ہون شمع سان نہین تاب بیان مجھے
گو شوق نے کیا ہے سراپا زبان مجھے

منظور تہین فلک جو مری بے نشانیان
اسکی بتایا ہوتا کمر یا دہان مجھے

مے نوش ہون پہ منت ساقی نہ اٹھاؤن
ہے خون دل ہی جام ارغوان مجھے

گلچین جو دور رہا ہے تو صیاد ہر اس
دکھلا رہی ہے روز تماشے خزان مجھے

مین ہون وہ نخل خشک گلستان دہر مین
نے مژدہ بہار نہ خوف خزان مجھے

پردہ نشین کا عشق چھپانا نہین سہل
اپنی نظر سے ہونا پڑا ہے نہان مجھے

منبط فغان سے پڑ گئے لاکھون جگر مین چھید
رسوائیان قبول اب ہے رازدان مجھے

چھوڑا جو باغبان نے تو گھیرا ہی برق نے
کیسا وبال جان ہوا یہ آشیان مجھے

۱۱۷	رہ رہ کے دل مین آئے ہے عاشق یہی نہ ہو آیا نظر بریدہ سر اک نوجوان مجھے	۷

فتنہ خفتہ کو جگا بیٹھے
لیجئے اس بت سے دل لگا بیٹھے

در بیت الصنم پہ آ بیٹھے
کر رہے ہین خدا خدا بیٹھے

کون ہوتا ہے اس نگہ کا حریف
وہ ہمین تھے کہ دل لگا بیٹھے

حشر اٹھے کہ آسمان ٹوٹے
ہو سو ہو ابتو دل لگا بیٹھے

دیکھیے راز دان بس اب کیا ہو
جوش مین راز دل سنا بیٹھے

پانو پھیلا رہی ہے رسوائی
تیرے کوچہ مین کوئی کیا بیٹھے

۱۱۸	اپنی صحبت ہی گرم ہے عاشق در سے اٹھے تو آبلہ بیٹھے	۷

دل لگی تھی یا لڑائی ہو چکی
آؤ مل بیٹھو جدائی ہو چکی

جیتے جی تیرا ہوا جب دل نہ صاف
خاک مین مل کر صفائی ہو چکی

میری ہستی کا نشان بھی مٹ گیا — بس کرو زور آزمائی ہو چکی
ہر نفس سینہ مین نشتر بن گیا — اے غم دل جانگزائی ہو چکی
راہ پر صیاد غافل آ چکا — دام سے ہمکو رہائی ہو چکی
گر ہماری بندگی ہے نا قبول — تو بتون کی کبریائی ہو چکی

١١٩

مرے عاشق کے نہ تیور زینہار
تجھسے کیا کیا کچھ ادائی ہو چکی

١١

جب ترے غم نے نشان دلکا نہ رکھا باقی — دل یہ کیون چھوڑ دیا نقش تمنا باقی
اے دل اس زلف کی نہ رکھو تمنا باقی — شور تیرا ورنہ رہیگی شب یلدا باقی
ترے ہنگامہ سے خوش ہون مگر اے شوخ جنون — کچھ قیامت کے لئے بھی ہے غوغا باقی
امتحان اثر آہ مین پھونکا آخر — آشیان مین کوئی تنکا جو رہا تھا باقی
آنکو بیچ چکا ہون ترے غم کے ہاتھون — ہے مگر عشق کا تیرے ابھی سودا باقی
آسمان کو مرے نالون نے گرایا لیکن — اوج پر تو بھی رہا طالع اعدا باقی
غم ہجران مین گئی جان چلو خوب ہوا — دوستون کو نہ ہے فکر مداوا باقی
غرق عالم کے لئے نوح کا طوفان بنا — رہ گیا تھا جو کوئی چشم مین قطرا باقی
دلکو تاراج ذرا سوچ کے کیجو ظالم — کہ نہین تیرے سوا اسمین کچھ اصلا باقی
جان سینہ سے نکلنے کو ہے دل پہلو سے — ہے فقط اس نگہ ناز کا ایما باقی

١٢٠

خاک عاشق سے جو اگتا ہے مغیلان کا درخت
اسکی مژگان کا ہے مرقد مین بھی کھٹکا باقی

٧

بدتر از مرگ ہوئی وصلت دلدار مجھے — رات بھر سننا پڑا قصۂ اغیار مجھے
ہون مین وہ جنس جسے مفت لیوے کوئی — اسپہ یہ ناز کہ کیا لیگا خریدار مجھے
نہ توانائی کی ہے رخصت نہ رہائی کی ہے فکر — تو نے کیا سمجھا ہے صیاد جفاکار مجھے

دخل عادت مین تری ہو ہی رہیگا منظور | سرکشی جتنی کرون ہے وہ سزاوار مجھے
کون سے حسرت مردہ کا کیا ہے ماتم | کہ سیہ پوش نظر آئی شب تار مجھے
اپنی آنکھون سے بھی جون اشک گرا جاتا ہون | میری سنبلی نے کیا اتنا گرانبار مجھے

121

حال عاشق کا وہان دیکھ کے پہرتے ہی بنی
شوق کوچے مین ترے لیگیا سو بار مجھے

10

بس روز اُس گلی سے عزم سفر کرینگے | تو دل سے اور جان سے قطع نظر کرینگے
عمر یکہ شام کی ہے رو رو سحر کرینگے | اسطرح زندگی ہم کب تک بسر کرینگے
جل جل کے عاقبت ہم اُس در کی خاک ہونگے | نالے ہیں دل کے آخر کچھ تو اثر کرینگے
یہ ناتوان ہی ہوگا آخر حریف میدان | ہر سمت غور سے گر قاتل نظر کرینگے
زندان سے اُڑ چلینگے وحشی نسیم پر ہم | پرواز جی مین ہے اب بے بال و پر کرینگے
پھرتے ہین بھٹکے بھٹکے بیداد باغبان سے | اسطرح ہم چمن مین کب تک بسر کرینگے
گر ہے یہی محبت اک روز رفتہ رفتہ | ہم فائدے میں دل کے جانکا ضرر کرینگے
ہم گر نہ ہون نہ ہووین شہرہ تو اپنا ہوگا | تیری گلی مین مرکر ہم اپنا گھر کرینگے
پرواز سے کبوتر اب رہ گیا ہے تھک کر | بیک خیال ہی کو اب نامہ بر کرینگے

122

اہل ہوس نے چھینا وہ دل لگی کا شیوہ
لے عاشق معزز اب ہم کیا ہنر کرینگے

15

بہت بھٹکتے پہرے کوئے دلربا کے لئے | غبار اپنا مگر رزق تھا صبا کے لئے
جو شکوے دل مین تھے میرے وہ شکر ہین لب پر | مین پردہ دار ہون ظالم تری جفا کے لئے
جو یہی مشورہ دلکا نگاہ سے ہے تو اب | ہماری جان ہی نشان ناوک قضا کے لئے
غبار بھی نگیا اُڑکے اُسکے دامن تک | دعا ہی بد ہی نکلتی ہے اب صبا کے لئے
گئے وہ دن کہ وہ بیتاب ہوکے آتے تھے | رسائی اب ہے کہان آہ نارسا کے لئے

دلیر پھرتے ہین کوچہ مین اُسکے صبح و مسا — عدو کی جان ہوئی ہم دلکے مدعا کے لئے
غم رقیب کو کہاؤن یہ کب ہوا مجھسے — ہی اس سے زہر ہی بہتر مری غذا کے لئے
کچھ ایسے انکھونسے ٹپکے سرشک خون ہین — چمن مین گل نے قدم میرے پاس آکے لئے
کچھ اپنا کاسۂ سر دوش پر نہین بیکار — نگار رکھا ہی ترے کوچہ کے گدا کے لئے
وہ لوگ خوب ہین جو یان پہ بی تکلف ہین — کہ فرش سبزہ بچھا ہے برہنہ پا کے لئے
چمن مین چاک گریبان پہ ناز تھا گل کو — ہزار زخم مرے دل نے مسکرا کے لئے
کرشمہ غمزہ و انداز و ناز سب ہین ادا — کہانسے لاؤن دل اس لشکر بلا کے لئے
وصال یار میسر نہین اگر ہمدم — علاج مرگ ہے اس درد بے دوا کے لئے
بچے تھے ہجر مین تو وصل مین پڑا مرنا — وہی عذاب رہا جان مبتلا کے لئے

۱۲۳ — بتونسے دلکو لگانا نہ تھا تجھے عاشق
رہا یہ روگ تجھے جیتے جی سدا کے لئے — ۲۰

دل نالان وہ سرگرم فغان ہے — کہ ہر جانب سے شور الامان ہے
مرے اشکونکا وہ دریا روان ہے — کہ بہتا جسکے اوپر آسمان ہے
جو کچھ چاہو اسی دلمین نہان ہے — اس آئینہ مین سیر دو جہان ہے
بتاؤن کیا مری تربت کہان ہے — نشان بے نشانی کا نشان ہے
گرہ کاکل مین یہ اُسکے کہان ہے — ہمارے مرغ دل کا آشیان ہے
جو اُنکا خنجر بران روان ہے — تو اپنے دوش پر سر بھی گران ہے
نیا ہر روز وان جو امتحان ہے — نئی اک روز یان درکار جان ہے
شہنشاہ ہوگئے سر جھکتے ہین جسجا — وہ ختم المرسلین کا آستان ہے
شمیم زلف سے عالم معطر — یہ خوشبو مشک و عنبر مین کہان ہے
ذرا چلنا سنبھلکر چلنے والو — کہ دھوکے دے رہی ریگ روان ہے

یہ ہستی نیستی سے ہے زیادہ / مٹا کس کس کا یاں نام و نشان ہے

نہیں پہلو میں دم لیتا مراد دل / خدا جانے اسے جاتا کہاں ہے

قرار آتا نہیں جو قبر میں بھی + / تو کیا نیچے زمیں کے بھی آسمان ہے

نظر کیطرح وان جاتے ہیں ہر دم / ہمیں کب روک سکتا پاسبان ہے

اٹھایا ناتوانی نے سر ایسا + / کہ دم لینا بھی اب بار گران ہے

فقط اک دل تہا وہ بھی دے چکے ہم / تمہیں درکار کیا اب میری جان ہے

ترے کوچہ میں برپا ہے قیامت / کوئی بیجان ہے کوئی نیمجان ہے

اگر تلچھٹ ہی ہو جائے عنایت / غنیمت ہمکو اے پیر مغان ہے

لڑاتے ہیں زبان انکی زبان سے / ہماری صلح بھی جنگ گران ہے

124 — کہاں سے لائیں عاشق رازدان کو / دل اپنا ہی اب اپنا رازدان ہے — 18

وہ دن گئے کہ تڑپتے تھے مدعا کے لئے / دعائیں مانگتے ہیں اب تو ہم قضا کے لئے

اثر دے ایسا خدا آہ نارسا کے لئے / کہ تا کہ کام کبھی آئے دلربا کے لئے

اثر ہو جب کہ تضرع بھی کچھ تو ہو شامل / زبان پاک بھی لازم ہے کچھ دعا کے لئے

کرو گے قتل جو ناحق تو ہو گے تم بدنام / بہانہ چاہیئے کچھ تو مری سزا کے لئے

مریض عشق سبھی سے رہا ترا ناکام / مرض دوا کے لئے ہے دوا شفا کے لئے

سحر ہے دور ذرا ٹھہرو جی بہل جائے / نہ نام لو ابھی جانے کا تم خدا کے لئے

کبھی تہا غمزہ کبھی عشوہ اور کبھی انداز / وصال کچھ بھی مزے شب منا کے لئے

ہوا جو نذر ستم دل تو کچھ نہیں ہے الم / کہ جان باقی ابھی ہے تری جفا کے لئے

ہزاروں وعدۂ فردا تو گزرے وعدہ خلاف / وہ دن ہے کونسا پھر وعدۂ وفا کے لئے

الٰہی کیونکہ بسر ہوگی پھر شب فرقت / ممانعت ہے ہمیں نالہ و بکا کے لئے

بشر کا حال یہی ہے طلسم دنیا مین ۔ کبھی بقا کے لئے ہے کبھی فنا کے لئے

وصال مین بھی کبھی ہوتے حجاب نہین ۔ کہان تلک ہین جھجکے تری حیا کے لئے

کبھی تو ہوگا تو اپنا یہی رہا ارمان ۔ ہزار صدمے [illegible] ہین تری حیا کے لئے

ہم اس سے بھی رہے محروم عشق مین ورنہ ۔ دعا اثر کے لئے ہے اثر دعا کے لئے

تجھے ہے شغل ستم روز اک نیا ظالم ۔ ہزارون مر گئے ان تری تیغ پر جفا کے لئے

نہین ہے اتنی بھی اب تاب ہمکو جذبۂ دل ۔ کہ انتظار کرین وصل دلربا کے لئے

جو روز ظلم کیا کرتا ہے ستم ایجاد ۔ بنا ہے دل مرا کیا تیری اس جفا کے لئے

جو تمنے کھائی ہے ملنے کی اب قسم عاشق
تو پھر تڑپتے ہو کیون شوخ پر جفا کے لئے

١٢٤ ۔ ١٣

فقط وہ وعدہ قیامت سے جب سوا ہو جائے ۔ خدا ہی جانے کہ کیا ہو اگر وفا ہو جائے

زہے وہ جان کہ جلاد پر فدا ہو جائے ۔ زہے وہ جسم کہ قاتل کا خاک پا ہو جائے

ہزار حیف ہے اس صید کی تباہی پر ۔ کہ نا شناس چمن دام سے رہا ہو جائے

ستم ہے پھر بھی غبار عدو کی آمیزش ۔ ترے ستم سے مری جان گر ہوا ہو جائے

جو اپنی گرم نظر تشنگی مین پڑ جائے ۔ تو قطرہ [illegible] آبلہ ہو جائے

وہ نالہ جو کہ فلک سیر تھا کبھی مشہور ۔ ہزار حیف لبون پر وہ نارسا ہو جائے

نہ کیونکہ سارے اسیرونکو چھوڑ دے صیاد ۔ ترانہ سنج جو مجھسا یونہین رہا ہو جائے

خدا جدا ترے کوچہ کو کیون صبا جائے ۔ ہماری گرد پریشان سے آشنا ہو جائے

نگاہ مہر سے بھی تیری خوف ہے کہ مبادا ۔ نگہ کو اٹھتے ہی کیا جانے کیا سے کیا ہو جائے

مرین ہم اسکے لئے اور ہو قضا کا نام ۔ نہ ہو اجل تو محبت کا حق ادا ہو جائے

خدا کرے شب فرقت مین دم نکل جائے ۔ تمہین ہو ہمسے فراغت ہمین شفا ہو جائے

وبال جان تھا یہ پہلے ہی دل مرا عاشق

سہین دیوانے نے جب سنگ حوادث پر باری
توکیا گھبرائینگے طفلاں کی وہ سنگ باری سے

ہوا ویران کا نشانہ تیر غفلت شعاری سے
ترا کوچہ ہوا آباد میری آہ و زاری سے

بتا زاہد کروں کسطرح توبہ بادہ خواری سے
نہیں پیمان شکن ہونا مجھے ابر بہاری سے

لبوں پر آگیا عاشق کا دم سب بیقراری سے
بڑا لو مہربانی سے بٹھا لو غمگساری سے

نہ کیونکر دل جلے بلبل کا باد نو بہاری سے
مرے یہ مفت میں لوٹے جو گل کی ہمکناری سے

مجھی پر کیا کہیں چھوڑی تو قاتل تیر چٹکی سے
وہیں پہنچیگا پہلو چیر کر دل بیقراری سے

یہ ہے انسان خاکی خاکساری اسکی قسمت ہے
بڑا اکسیر کا ہی دیکھو رتبہ خاکساری سے

ازل سے ہی ملی توقیر ہے اس خاک انسان کو
ملا ایک ہی نہیں بڑھکر ہماری خاکساری سے

مثال شمع اس پردہ نشین کے گھل گئے غم میں
فغاں لب تک آگئی تو روکا آہ و زاری سے

تری خوشبو ہی ایسی جس سے اک عالم معطر ہے
نہ عنبر سے انہی نسبت نہ کچھ مشک تتاری سے

پڑا ہے عکس چہرے کا ترے جو ہو گیا مفتون
وگرنہ کیا فلک کو کام تھا آئینہ داری سے

نہ آئے وہ نہ نیند آئی رہے کیا ہی کشاکش میں
گزاری رات ہے ساری یونہیں انجم شماری سے

نہیں موج طوفان ناخدا سے جو سنبھل جائے
تلاطم ہے سمندر میں ہماری آہ و زاری سے

قیامت تک قیام عمر اسکو اور ہے بے پایان
کہاں ظلمات کو نسبت مری شبہائے تاری سے

لگائی مرہم زنگار کیوں ہو دلکے زخموں پہ
لہو ہے خود بخود جاری ہمارے زخم کاری سے

رکھے دو چار برگ گل جو اپنی دست نازک پر
تو کہتے ہیں نزاکت سے کہ یہ پتھر ہیں بھاری سے

بہار اپنی رخ جانان سرور اپنا مئے الفت
نہ صہبا سے غرض ہمکو نہ کچھ باد بہاری سے

تماشائے جہان ہے اب نقاب چہرہ وا کیجے
مری جاتی ہے خلقت آپکی اس پردہ داری سے

ہماری آہ شعلہ بار نے دی اور ہی رونق
فلک پر ہوگئے افزوں ستارے شعلہ باری سے

تڑپتا لوٹتا ہوں ایک عالم ہے تماشائی
تری کوچہ کی رونق ہے مری فریاد و زاری سے

بھڑکتی آتش غم سے ہمارے سینہ و دل میں
لگا نا چارہ گر زخموں کے ٹانکے ہوشیاری سے

سنا نام سنتے ہیں مگر دیکھی نہیں ہمنے
قلم عاجز ہے کیونکر نہ ہو مضمون نگاری سے

مرے سینہ میں آتش ہے کہ دوزخ الاماں مانگے
جلا دوں اژدر شعلہ فشاں کو شعلہ باری سے

۱۲۷	نہ پوچھو حال مرگ و زیست کا عاشق کے تم اپنے مرے غفلت شعاری سے جیئے امیدواری سے	۲۱

عاشقی پیشہ ہوں اور عشق ہے خلقت میری
حسن خوباں پہ سدا دل سے ہے رغبت میری

دشت و کہسار میں جس دم ہوئی شہرت میری
قیس و فرہاد نے کی آ کے بیعت میری

اتنی یہ شکل ہوئی ہے غم فرقت میری
کہ نہ پہچان سکیگا کوئی صورت میری

دیکھی ہو جو محبت میں کرامت میری
قیس و فرہاد کریں آکے زیارت میری

گرچہ غیروں کی زباں پر ہے شکایت میری
شکر اس بزم میں رہتی ہے حکایت میری

وہ جفا جو ہے تو ہے صبر کی عادت میری
کبھی راحت سے نہ بدلیگی مصیبت میری

آپ اپنی ہی نزاکت پہ نہ ہوویں نازاں
ناتوانی کی نہیں یہاں ہے نہایت میری

رات بھر دل یوں ہیں بیتاب ہے گر اپنا
رہ چکی جان ہے تا صبح سلامت میری

گریہ نے تا بہ فلک اپنے اٹھایا طوفان
بڑھ گئی نوح کے قصہ سے حکایت میری

نہیں گھٹتی نہیں کٹتی یہ کسی طرح سے ہائے
انتہا ہی نہیں رکھتی شب فرقت میری

سرکشی سے ہوا استاد ملایک مردود
خاکساری سے نہ ہو کس لئے عزت میری

یہی بیچارہ تو مونس ہے ہر اک حالت میں
کون کرتا ہے سوا دل کے رفاقت میری

یوں تو کیا آئے عیادت کو بھی آئے نہ کبھی
دل کی دل میں رہی دیدار کی حسرت میری

کرۂ نار بھی جس سے کہ اماں مانگتا ہے
سوزش دل سے ہے وہ نبض میں حدت میری

حضرت عشق نے آتے ہی دیا رنگ بدل
نہ وہ طاقت ہے نہ حالت نہ وہ صورت میری

آپ ہی روئی وہ اور میں نے رلایا سب کو
ہے فزوں شمع سے بھی زاری و رقت میری

عیش غیرون کیطرح مین ہی اڑاؤن کیا کیا — اگر بدل جائے کسی غیر سے صورت میری
منہ دکھائے نہ کبھی آنکھ خورشید فلک — داغ سوزان کی اگر دیکھ لے حدت میری
واعظا تو پھرے اسلام سے تو عشق تیری مین — تیرا وہ دین ہے اور یہ ہے شریعت میری
پھر تو بنجائیگا اک اور فلک زیر فلک — خاک اڑانے یہ اگر آگئی وحشت میری

۱۲۷	پوچھتے کیا ہو پتہ عاشق گمنام کا تم محو دیدار ہون پائیگی نہ تربت میری	۱۲

دامن سے تیرے لگ کے جو چلنا شعار ہے — شاید صبا بھی میرے ہی دلکا غبار ہے
دل ہے اگر بغل مین تو وہ خار خار ہے — اور جان سینہ مین ہی تو وہ زار زار ہے
بوجہ سوئے جیب نہین ربط ہاتھ کو — کچھ سینہ مین کھٹکا ہے کوئی دلمین خار ہے
صیاد کی نگہ مین ہین برگشتگی کے ڈھنگ — تجھسے رہا ہوا کوئی شاید شکار ہے
ساقی تری نگاہ سے یہ رمز آب کھلی — غافل ہی جو جہان مین وہی ہوشیار ہے
اٹھ اٹھ کے ابر آتا ہے کعبہ سے جھوم جھوم — مہمان دیر آج کوئی بادہ خوار ہے
کیا دور ہے کہ چرخ گرے آفتین اٹھین — پامال غیر آج ہمارا غبار ہے
پروانہ سان جلوون تری محفل مین شمع کے — گر اختیار ہے تو یہی اختیار ہے
ہر اک قدم یہ ہوتی ہے پامال صف کی صف — ہنگامہ حشر کا ہے کہ رفتار یار ہے
زخمون پہ زخم اتنے اٹھائے کہ ہمنشین — ہر ایک موئے تن مجھے خنجر کی دھار ہے
کیا جانے کس ادا سے ہے دلکو فریب قتل — مایوس ہوکے بھی وہی امیدوار ہے

۱۲۸	عاشق ہی کردیا ہے میرا نام خلق نے کمبخت عشق کا بھی عجب اعتبار ہے	۱۳

شافع روز جزا بہر شفاعت چاہیے — بہر توحید اک انگشت شہادت چاہیئے
جم کی شوکت اور نہ یان دارا کی حشمت چاہیے — آستان پاک کی ہمکو زیارت چاہیئے

دینی تکلیف انکو کیا پھر شہادت چاہیے
سنگ در انکا اور اپنا سر سلامت چاہیے

اے سپہر مدعی اب غم سے فرصت چاہیے
بجا عسرت کی مقرر ہے کہ یسرت چاہیے

آنکھہ کی پتلی پہ کھینچا مین تری تصویر کو
روبرو آنکھون کے ہردم تری صورت چاہیے

کچھ خلش پیکان کی ہو اور کچھ نمک افشانیان
زخم دل کے واسطے کچھ تو حلاوت چاہیے

ذرہ ذرہ سے ہے یان ہنگامۂ محشر بپا
اسکے کوچہ کے لئے ہردم قیامت چاہیے

ہوش ہے باقی نہ گویائی نہ جنبش ہے اسے
اتنو بیمار محبت کی عیادت چاہیے

سوگئے وہ سنتے ہی سنتے دل مضطر کا حال
میرے غم کی داستان کو اک مدت چاہیے

نذر کر دینگے دل و جان کو وہ آئین تو سہی
کچھ نہ کچھ ناز و کرشمہ کی بھی دعوت چاہیے

پھونک دے دم مین قفس کو یون ہی کب تک آہ
اے فغان چرخ رس ہان کچھ تو ہمت چاہیے

دیکھنا پہنچا غبار اپنا سر افلاک پر
ناتوانی مین بھلا اتنی تو طاقت چاہیے

١٢٩	بہ گیا ہو کر جگر خون اور دل پانی ہوا اپنے عاشق پہ ذرا تو عنایت چاہیے	٢٠

سفینہ عمر روان کا اپنی امید ساحل پہ جا رہا ہے
تلاش مین تیرے مدعا کے دل اپنا غوطہ لگا رہا ہے

ثبات عالم کو کچھ نہین ہے سمجھ تو نادان کیا رہا ہے
ہزار ہا سر کا یہی ہے عالم کہ کوئی جاتا کوئی آ رہا ہے

بھڑک کے شعلہ ہمارے دل کا قفس کو دیکھو جلا رہا ہے
پھرے ہے صیاد ہاتھ ملتا ادھر ادھر سے بجھا رہا ہے

جفا و جور و ستم سے تیرے بتائین کیا ہم مین کیا رہا ہے
کہ سانس لینے کا دم نہین ہے لبون پہ دم اپنا آ رہا ہے

سمجھ نہ باران ابر آنسو ہمارے غم مین بہا رہا ہے
کہان ہے مدفن پتا نشان نہ یہ دود دل اپنا چھا رہا ہے

وہ بزم مین میرے سامنے جو عدو کو ساغر پلا رہا ہے
تو رشک سے کیا غضب بدن مین لہو مرا جوش کھا رہا ہے

تری جوانی و کمر کا ہمکو تصور آیا تو طائر دل
مثال عنقا کے آشیانہ عدم مین جا کر بنا رہا ہے

جفا و بیداد اسکا پیشہ تحمل و صبر اپنا شیوہ
زبان پہ اپنی بجائے شکوہ ہمیشہ یان حمد جا رہا ہے

یہ بار غم وہ بری بلا ہے پہاڑ بھی تو دب ہی جاتا
یہ دل ہمارا ہی ایسا کچھ ہے کہ اسکو سر پر اٹھا رہا ہے

تڑپ تڑپ کر یہ لوٹتا ہے قدم پہ قاتل کے سر ہمارا
یہ بعد کٹنے کے دیکھیے عجب تماشا دکھا رہا ہے

نکالا اُس کھیل یہ نیا ہی عوض ہما کی آئی قسمت
قفس میں صیاد تو جگر پر جو صید کے کوا اُڑا رہا ہے

بنائی جس نے ہی ایسی صورت اُسی سے تصویر کھیچ سکیگی
تری خط و خال دیکھ مانی عجب ہی حیرت میں آ رہا ہے

جہاں میں جتنی مصیبتیں ہیں وہ ساری ہمکو تو آ تھنی ہیں
مگر بشرط امید وصلت کہ درد فرقت ستا رہا ہے

یہ لاغری نے ہمیں چھپایا کہ جس نے دیکھا پتہ نہ پایا
سوا ارمان و یاس و حرمان ہمارے قالب میں کیا رہا ہے

تڑپ تڑپ کر گزاریں راتیں پھڑک پھڑک کر بسر کئے دن
فغاں کو روکا تو جل گیا دل کلیجہ بس منہ کو آ رہا ہے

نہ جام جم کی ہمیں ہے خواہش نہ سلطنت کی ہمیں ہوس ہے
ترے ہی جلوہ کی آرزو ہے کہ تو ہی دل میں سما رہا ہے

تو ہی ہے دل میں تو ہی ہے جاں میں ترا ہی جلوہ ہے دو جہاں میں
تری ہی نیرنگیاں ہیں ساری تو ہی تو سب میں سما رہا ہے

جدا جدا ہی ہر اک کی صورت الگ الگ ہے ہر اک کی رنگت
طرح طرح کی بنائی ہیں گل وہ اپنی صنعت دکھا رہا ہے

وفا کا مطلق نہیں ٹھکانا ہر اک سخن پر ہی روٹھ جانا
طرح طرح سے ہمیں ستانا ہی طریقہ ترا رہا ہے

۱۲۰ | خبر لے اب جلد جا کے ظالم وگرنہ غارت جہاں ہوگا
کہ در پہ تیرے وہ تیرا عاشق عجب قیامت اُٹھا رہا ہے | ۱۱

قطعہ

عجب رفعت ہے تیرے آستاں کی
جھکی گردن جہاں شاہنشہاں کی

ہوس کیجے نہ عمر جاوداں کی
ہے عمر خضر بھی ایسی کہاں کی

کسی خواہش ہے عمر جاوداں کی
کہاں تک ٹھوکریں کھائیں یہاں کی

ملا جب بحر میں قطرہ ہوا بحر
فنا ہونا ہے ہستی جاوداں کی

وہ جلوہ ہی قیامت کا ہے جلوہ
رہی سدھ بدھ نہ تن کی اور نہ جاں کی

خودی کھوئی تو بیخود ہو گئے ہم
ہے غفلت یاں کی ہشیاری اُن کی

ملا اُس رنگ میں جب رنگ اپنا
حقیقت کھل گئی دونو جہاں کی

چھڑا دریا مرے اشکوں کا ایسا
کہ کشتی حیات اُسمیں رواں کی

نہفتہ راز سب تجھ پر عیاں ہیں
نہیں حاجت ہمارے کچھ بیاں کی

مسلمان ہین آٹھین گے صور سے جب — صدا جب تک نہ سن لین ہم اذان کی

۱۳۱ — نہ چھوڑے کوچۂ جانان کو عاشق / ملے گر سلطنت دو نوجہان کی — ۲۲

طپش سے دل کی جب مینے فغان کی — صدا دوزخ سے آئی الامان کی
عجب گردش ہے یارب آسمان کی — طبیعت پھیر دی اُس بدگمان کی
شب غم کی حقیقت جب بیان کی — توچھاتی ہوگئی شق نوحہ خوان کی
یہی صورت اگر ہے امتحان کی — تو پڑھ لین فاتحہ ہم اپنی جان کی
نشانی مرغ دل کے آشیان کی — بتا دیتا ہون تمکو لامکان کی
گلو پر جب چھری اُسنے روان کی — نہ کچھ ہون ہمنے کی وان اور زبان کی
یہ گلکاری ہے چشم خونفشان کی — زمین کی سرخ اُنکے آستان کی
لیے پھرتی ہے وحشت ہمکو ہر سو — خدا جانے کہ ہے مٹی کہان کی
اگر ہمت کرے کچھ ناتوانی — خبر لائین عدم کے رفتگان کی
کیا پابند ازل سے زلف نے دل — یہ ڈالیں بیڑیان قید گران کی
اُڑاتے ہیں وہ لیے پر کی آڑا کر — زمین کی ہو بتائیں آسمان کی
رہی اُمید و یاس وصل قائم — نہیں سے کی نہیں اُسنے نہ ہان کی
ہمارا دست وحشت چاک پر ہے — اڑینگی دھجیان خوب آسمان کی
بہت سی خاکساری کی اُڑی خاک — بہت سی خاک بہی دشت مین بیان کی
چڑھا اُترا جو منہ پر زلف کے دل — غضب کی بیڑیان ہین دہان کی
مسیحائی مسیحا کی جبھی ہے — خبر لے آنکر در ماندگان کی
پیئن کیونکر نہ ہم پھر زہر کے گھونٹ — قسم کھائی عدو اور اپنی جان کی
یہ عکس مانگ اسکا ہے نمایان — نہ تھی بنیاد پہلے کہکشان کی

بگاڑے کھیل اور لاکھون بنائے ◆ یہ نیرنگی ہے نیرنگ جہان کی
وہ کہتے ہین کہ کیا سودا ہوا ہے لگائی بہیڑ یہ تمنے کہان کی
ابہی تک چاٹتا ہون ہونٹھ عاشق یہ شیرینی ہے اُس شیرین زبان کی

مقطع اول

۱۳۲

سواے عاشق افسردہ دل کے
کسے خواہش ہے مرگ ناگہان کی

۲۴

چڑہین جنگاریان جبتنی فغان کی بے اختر ہوئی زیب آسمان کی
یہی قالب مین ہی صورت ہے جان کی قفس مین جیسے صید ناتوان کی
مسی پر تہ غضب ہے رنگ پان کی گہٹا مین کیا شفق دیکھو عیان کی
عجب تاثیر ہے سوز فغان کی ◆ جلین شمعین ہماری استخوان کی
اُڑا کر خاک وحشی نے تمہارے بنائے تازہ ڈالی آسمان کی
تصور مین ترے مژگان کی قاتل خلش ہردم ہے سینہ مین سنان کی
گریبان چاک و مژمردہ ہوئے گل چمن مین حیف آمد ہے خزان کی
کہان تک غم سہین صدمے اُٹھائین کچھ آخر انتہا بہی امتحان کی
مقابل دل کو کر کے ہم دکھائین تڑپ ہے برق مین ایسی کمان کی
اُڑا کر لیگئی باد خزان ہائے ◆ نچہوڑی خاک تک مجھ ناتوان کی
رُکا لیلا یہ ناقہ جذب دل سے نہین تقصیر اسمین ساربان کی
نہے جیسا آبلہ سینہ مین دل کا ہے ایسی ہی تو صورت امتحان کی
جلایا سوز دل نے ہے قفس کو صدا گم ہے جو صید ناتوان کی
بہت دور فلک نے رنگ بدلے نہ خو بدلی مگر اُس بدگمان کی
کچھ آخر حد بہی ضبط درد دل کی کرین منت نہ کب تک پاسبان کی
تری رفتار نے برپا کیا حشر کہلین آنکہین عدم کے خفتگان کی

بسر اسطرح کی ہمنے شب ہجر — رکھے فریاد کی گاہے فغان کی
سنایا روبرو اغیار کے خط — یہی تہی رازداری رازدان کی
دیا دل ہمنے جو جان سے سوا ہے — ضرورت کیا ہمارے امتحان کی
کوئی دم اور لے خنجر تلے دم — تجھے بسمل ہے بیتابی کہان کی

قطعہ

الٰہی موت آئے پاسبان کو — کہ کیون بند اُسنے درِ تابدان کی
شعاع مہرسان جاتی نظر ہی — تسلی کچھ تو کر لیتے تھے جان کی
وہ آتش طبع میں ہے میری جسنے — بنائی شعلہ سان صورت زبان کی

۱۳۳ — خریدارو چلو سودا خریدو / سر بازار عاشق نے دوکان کی — ۲۲

آئے دل لیکے چلی جان چلے جانے سے — فائدہ وہ ہوا جانے سے تو یہ آنے سے
مثل گل کھلتے ہین یہ فصل بہار آنے سے — زخم رہ سکتے کہین بند ہین سلوانے سے
قیس و فرہاد ہی سمجھے میرے سمجھانے سے — دشت و کہسار مین پہرتو تہی جو دیوانے سے
جل گیا وہ تو ہوے آپ ہی گھل گھل کے تمام — عشق سیکھے تو کوئی شمع سے پروانے سے
نیش عقرب کیطرح اسکو ہے جنبش ہر دم — کام مژگان کو ہی گھائل ہی کیے جانے سے
پھیر شانہ کو نہ زلفون مین کرائے ظالم رحم — سیکڑون پارۂ دل گرتے ہین سلجھانے سے
کھیچ رہا آنکھ کی پتلی یہ ہے نقشہ تیرا — فائدہ کیا تری تصویر کی کھچوانے سے
چیز کیا ہے یہ زمین ہل گئی افلاک تمام — کھلبلی مچگئی نالونکی مرے جانے سے
بیحجاب اور وں سے اور ہمسے حیا کا پردہ — شرم آتی ہے ہمین اس تری شرمانے سے
وہ نہین آیا تو بھی نہین آتی اے موت — رک گئی تو بہی ہے کیا اسکی کہی جانے سے
شاخ پر گل کیطرح کیا ہی کھلا ساغر مے — کھلتے کیا گیا نہین گل فصل بہار آنے سے

قطعہ

ہینستے کھیلون یہ ہوے آج کسی کے مفتون — شیخ جی جھومتے آتے ہو جو مستانے سے

کل تو سمجھا رہے تھے حضرت ناصح ہمکو
رنگ زرد آہ بلب گریہ کنان نعرہ زنان
منع کرتے تھے بیان کرکے عذاب دوزخ
آج خرقہ ہے نہ دستار نہ تسبیح بدست
ہر زبان ہاے صنم ہاے صنم کا نعرہ
مینے پوچھا کہ کہان جاتے ہین حضرت تو کہا
اور جو پوچھا کہ مرض آپکا جاے کیونکر
سو وہ ممکن نہین ہرگز کہ میسر ہووے
کاش اسیطرح سے ہو گو نہ تسلی دل کو

آج اُسے دیکھہ کے خود بن گئے دیوانے سے
خاک اُڑاتے جو چلے آتے ہین ویرانے سے
بادہ نوشی سے اور اُس شوخ کے گھر جانے سے
مدرسہ کلیسا چلے آتے ہین میخانے سے
شرم آتی نہین ہرگز انہین شرمانے سے
زندہ ہوتے ہین جہان مردے بھی ٹکرانے سے
تو کھا شربت دیدار کے پلوانے سے
کاش موت آئے ہمین روز کے غم کہانے سے
چین شاید کہ ملے خاک مین ملجانے سے

۱۳۴

قایم آلنار ہو پارہ تو ہے وہ اکسیر
نام عاشق کا ہوا عشق مین مرجانے سے

۱۳

پژمردہ ہو رہی ہے وہ صورت نہین رہی
یکسان کبھی زمانہ کی حالت نہین رہی
اہل وفا سے ضعف مین ہون منفعل کہ ہاے
دست جنون نے ایک بھی چھوڑا نہ تار جیب
کرتا نہین ہے قتل اور اسیر ستم ظریف
تنگ آگیا ہون گردش افلاک سے بہت
احسان ہی مرگ کا کہ سب امراض کھو دیئے
دل خون ہوا جگر بھی جلا تن بھی گھل گیا
ساقی خم شراب لگا دے دہن سے تو
سینہ مین مشتعل ہے وہ داغ دل حزین

کیونکر یقین ہو غیر سے صحبت نہین رہی
عسرت بھی کیون رہیگی جو عشرت نہین رہی
جور صنم اُٹھانے کی طاقت نہین رہی
اچھا ہوا رفو کی ضرورت نہین رہی
کہتا ہے ہمکو ظلم کی عادت نہین رہی
جز مرگ اور اب کوئی حسرت نہین رہی
درمان کا غم دوا کی ضرورت نہین رہی
اب کوئی زیست کی صورت نہین رہی
اب جرعہ جرعہ پینے کی عادت نہین رہی
جس سے کہ آفتاب کو نسبت نہین رہی

دلمین ریا و مکر بظاہر ہے اتقا
غم آشنائے دل ہے تو دل ہے رفیق غم

ان زاہدون سے ہمکو عقیدت نہین رہی
غمخوار اور ندیم کی حاجت نہین رہی

۱۳۵

نامہ کے ساتھ ساتھ چلی جان بیقرار
عاشق کو نامہ بر کی ضرورت نہین رہی

۱۰

تیرا قامت نہین قیامت ہے
منعکس جیسی عکس صورت ہے
تجھسے جتنی ہمین محبت ہے
کیا قیامت کی ہمکو دہشت ہے
دل میں کچھ ہے زبان پر کچھ ہے
باتون باتون مین ہو بگڑ جاتے
ایک عالم کو کرتی ہے پامال
کفر و اسلام کی نہین ہے خبر
کیون نہ ممنون ہون نمکدان کے

سرو کو جسکے آگے خجلت ہے
آئینہ رونمائے حیرت ہے
آتی ہی لینے سے عداوت ہے
مصطفے جب شفیع امت ہے
ایسی الفت سے ہمکو نفرت ہے
کیا بری آپکی بھی عادت ہے
تیری رفتار ہی قیامت ہے
بندہ تو بندۂ محبت ہے
خوب لذت دہ جراحت ہے

۱۳۶

اب تو عاشق خدا خدا کیجے
بس کوئی دم کی ہمکو فرصت ہے

۱۴

لازم ہے کہ شکوہ کرون تقدیر سے پہلے
گلچین ہے تو میرے ہی گلزار سخن کا
یہ شوق شہادت ہے جدھر شست وہ باندھے
جینے کی یہی شکل ہے تو آئے نہ جب تک
وان اسنے ارادہ کیا یان شوق سے اپنا
کیا جانے وفا پر ہے بھروسا مری کتنا

تعزیر وہ کیون دیتے ہین تقصیر سے پہلے
کب پھول تھے جھڑتے تری تقریر سے پہلے
پہنچے گا میرا دل ہی وہان تیر سے پہلے
بہلا مین دل اتنی تری تصویر سے پہلے
سر اڑ ہی گیا ضربت شمشیر سے پہلے
کرتے نہین وہ دفن جو تشہیر سے پہلے

جوہر یہ نہین داغ ہین عاشق کے لہو کے
ظاہر تھے کہان یہ تری شمشیر سے پہلے

ہم پھینکتے ہین چیر کے پہلو تجھے دے دل
دیکھین کہ پہنچتا ہی ہے تو تیر سے پہلے

سلجھا لی اگر آپکو منظور ہین زلفین
باندھو دل دیوانہ کو زنجیر سے پہلے

اس بزم مین پہنچا بھی تو ناکام رہا مین
جا پہنچے عدو وان مری تقدیر سے پہلے

سرمست مے عشق تھا مین روز ازل سے
گھٹی ملی اس مے کی مجھے شیر سے پہلے

ملتا کف افسوس ہے تو ذبح جو کرکے
بن آئی ادا کیا کوئی نخچیر سے پہلے

تاثیر ہو نامہ مین اگر سرمہ تسخیر
بھر دین جگر کلک مین تحریر سے پہلے

۱۳۷

عاشق ہے ترا نام مری کان مین آواز
آئی دم تولید یہ تکبیر سے پہلے

۱۵

کہان سے آئے ہو تم شرمگین سے
کہ بل نکلا نہین اتبک جبین سے

لگائی اسنے افشان سب جبین سے
ہوئے انجم خجل اس نازنین سے

کرین نالہ دل اندوہگین سے
ملا دین چرخ کو دم مین زمین سے

گئے جس جا پہ ہم محشر اٹھایا
جہان بیٹھے اٹھے فتنے وہین سے

لب شیرین کا دے بوسہ دم مرگ
کہ شیرین ہے بہت یہ انگبین سے

چھوڑائے سے کوئی چھٹتی ہے الفت
کوئی پوچھے ہمارے ہمنشین سے

جو تم دلمین نہ ہو تو ہے یہ ویران
مکان کی زیب و زینت ہے مکین سے

ہمین باغ ارم اسکا ہے کوچہ
ہمین مطلب ہے کیا خلد برین سے

کہین غشبکو رہی ہے بے حجابی
یہ ظاہر ہے نگاہ شرمگین سے

فلک سے ہوتی ہین نازل بلائین
کہ فتنے اٹھتے ہین ہر دم وہین سے

نہ کیجے یون سر محفل کسی سے
اشارے اس نگاہ خشمگین سے

فلک دشمن زمین ہے فتنہ انگیز
ہوئے عاجز بہت چرخ و زمین سے

وہ آپے مین گئے یہان سب وصل ہوگا
یہ ہین باتین دل اندوہگین سے

محمدؐ شافع روز جزا ہین | صدا آتی ہے یہ عرش برین سے

۱۳۸ | سمجھ قاتل کہ یہ ہے خون عاشق
کوئی چھٹتا ہے دھبا آستین سے | ۱۴

تیرا ہی تصور ہو نہ الفت ہو کسی کی | وحدت مین نہین چاہیئے شرکت ہو کسی کی
موت آئے مرے دلمین جو حسرت ہو کسی کی | کافر ہون سوا تیرے جو الفت ہو کسی کی
دل میرا تڑپتا پس مردن ہے تہ خاک | لرزہ مین نہ اس طرح سے تربت ہو کسی کی
ہر صدمہ سے جان لب پہ ہے اور دل بھی ہے مضطر | پُر غم تو نہ ایسی شب فرقت ہو کسی کی
تجھسا تو حسین کوئی زمانے مین نہ ہوگا | دکھلا دو جو یہ شکل یہ صورت ہو کسی کی
توبہ جو کری عشق بتان سے تو دعا ہے | اب دلکو نہ یا رب مرے چاہت ہو کسی کی
دشمن کی خطا پہ بھی تو وہ مجھسے خفا ہین | آئے کی مجھی پہ ہی جو آفت ہو کسی کی
ہر گام پہ فتنے اُٹھین محشر ہو جہان مین | رفتار سے برپا وہ قیامت ہو کسی کی
کس کام کا وہ عشق ہر اک سے ہو جو مائل | کس کام کی الفت کہ جو شرکت ہو کسی کی
برباد کری خاک صبا اور عدو نے | پامال نہ اس طور سے تربت ہو کسی کی
بیکار جگر وہ جو نہ زخمی ہو مژہ سے | کس کام کا دل جس مین نہ حسرت ہو کسی کی
عشاق بہت گزرے ہین دنیا مین ولیکن | دکھلایئے گر مجھسی طبیعت ہو کسی کی
دیدار محمدؐ ہو یا جلوۂ حق ہو+ | دل خوش ہو جو دونون مین زیارت ہو کسی کی

۱۳۹ | جیسا کہ ترا حال محبت مین ہے عاشق
ایسی بھی پراگندہ نہ حالت ہو کسی کی | ۲۲

عشق مجکو ہے زلف دلبر سے | یہ بلا ملتی ہے کوئی سر سے
گر کبھی آئے بھی تو مضطر سے | آ ملتے ہی جاتے ہو مرے گھر سے
عشق مین تیرے او بتو کافر | آدمی بن گئے ہین پتھر سے

خواب مین کسکا یہ تصور ہے | چونک پڑتے ہو کسلیے تم ڈر سے
شکوۂ جور تو ہے تمسے عبث | ہے شکایت ہمین مقدر سے
ایسے کم ظرف ہم نہین ساقی | کہ ہون بیہوش ایک ساغر سے
مژۂ یار ہی کفایت ہے | فصد لیجے نہ نوک نشتر سے
بوئے اغیار ہے کہان اسمین | کیون نہ نفرت ہو میرے بستر سے
کسکی فرقت مین حال آپ یہ ہوا | بُت بنے بیٹھے کیون ہو پتھر سے
دیکھا آئینہ تمنے پھر شاید | کیسے بیٹھے ہوئے ہو ششدر سے
ہے شب وعدہ آج جو ہمدم | پھر رہے کیسے ہم ہین مضطر سے
وہ بھی دن یاد ہون گے تمکو صنم | کہ نکلتے نہ تھے کبھی گھر سے
جاہلون سے ہمین تنفر ہے | ملتے انسان ہین اہل جوہر سے
یہی جوش قلق ہے گر ہمکو | سر بھی گلنار ہوگا پتھر سے
گردش چرخ سے ہوئے پامال | نکلے اُسکے کبھی نہ چکر سے
نگہ یار کا مین ہون کشتہ | غسل دینا تو آب خنجر سے
مژۂ یار کی ہے اسمین کھٹک | خار اچھے ہین نوک نشتر سے
ہمکو شوق شہادت اتنا ہے | خود گلا کاٹ لینگے خنجر سے
دیکھ طوفان ابھی بپا ہوگا | بہتے دریا ہین دیدۂ تر سے
جبکہ حامی ہون احمد مختار | خوف پھر کیا ہو روز محشر سے

حال مضمون لکھا مرے خط مین + باز آیا مین ایسے دفتر سے +

١٤٠ | مُہر جفا وہ بہت ہے اے عاشق
دل لگانا نہ اُس ستمگر سے | ٢٠

کھلے عقدے نہ دل کے مدعا کے | کچھ ایسے پڑ گئے پھندے بلا کے
غضب خوگر ہو تو تم ہو جفا کے | بہت پچتائے ہم دل کو لگا کے

کھلے جو ہر یہ چشم فتنہ زا کے
اڑائے ڈہنگ ہیں سارے قضا کے

منور کر دیا سارے جہان کو
رخ پر نور کا جلوہ دکھا کے

اڑی ہر جا جو اس گیسو کی خوشبو
یہ سارے کام ہیں باد صبا کے

ملو غیرون سے اور ہمسے رکو یون
نہین قابل ہین ہم ایسی حیا کے

کری پیر مغان کی ہمنے بیعت
سر تسلیم کو اپنے جھکا کے

ابہی وہ روٹھہ کر یہان سے گئے پہر
ابہی لائے تھے ہم انکو منا کے

دم آخر سونگھا اپنا پسینہ
نہ دے چھینٹے ہمیں آب بقا کے

کیا شرمندہ مہر و مہ کو تمنے
نقاب چہرہ کو اپنے اٹھا کے

مرض ہے عشق کا یا کوئی آفت
اثر جاتے رہے ہر اک دوا کے

وہ دن بہی یاد ہین تمکو پری رو
کہ لیجاتے تھے گھر ہمکو منا کے

ہوا نالون سے ایسا حشر برپا
رہے دہڑکے نہ کچھ روز جزا کے

بتو اتنا بہی ہمکو مت ستاؤ
کہ آخر ہم بہی ہین بندے خدا کے

تہ و بالا جہان ہو جائے دم مین
اثر دکھلا ہمین گر آہ رسا کے

کیا شکوون کا شکوہ اسنے آخر
فسانہ اسکو آئے کیا سنا کے

لبہائے دلکو ہو کس بانکپن سے
مین قربان جاؤن اس ترچھی ادا کے

نہ سمجھے یہ شب وصلت مین افسوس
رلا دوگے ہمین اکدم ہنسا کے

تن لاغر کا فرقت مین یہ ہے حال
لئے پہرتے ہین اب جہونکے صبا کے

۱۴۱
نہ کی اسیر بہی تو نے قدر عاشق
اٹھائے صدمے تیری ہر جفا کے
۱۲

پہر مجہے یاد وہی زلف دوتا آتی ہے
پہر کوئی سامنے اب تازہ بلا آتی ہے

خواب مین آکے ملین گے یہی ہوتا ہی خیال
نیند آنکھون مین جو فرقت مین ذرا آتی ہے

جانتے ہی تو سوا رکہتے ہیں ہم تجکو عزیز
زلف جاناں کی بو جو تجہمین صبا آتی ہے

ہوتی وہ دلکو خوشی ہے شب وعدہ تجھ
باتونکی تیرے جون ہی مجکو صدا آتی ہے

صحبت غیر مین تو رہتے ہو بیباک مدام
بات کرتے ہوے یان تمکو حیا آتی ہے

شکوہ غم کو سنے جائین کہان تک شب وصل
طے کرو قصہ کہ اب بات سوا آتی ہے

راہ مین دیکھتا ہون شب ہجر مین موت
نہ تو وہ آتے ہین یان اور نہ قضا آتی ہے

کوئی تقصیر بھی ثابت تو کرو گی کہ نہین
یا فقط دینی تمہین ہمکو سزا آتی ہے

نہین معلوم کہ کیا حال ہے اب دل کا مرے
اسکے کوچہ سے تو رونیکی صدا آتی ہے

آج طالع مرے یاور ہوے قسمت چمکی
کہ اجابت کو لئے ساتھ دعا آتی ہے

بعد مرنے کے بھی ہے دلمین اسیکا ہی خیال
مرے مرقد سے بھی دلبر کی صدا آتی ہے

١٤٢	کرتے عاشق پہ وہ ہر روز ہین ایجاد ستم یاد کیا کیا انہیں تازہ جفا آتی ہے	٨

الفت بھی تو اے دل نہ یہ جھٹ پٹ ہو کسی کی
سمجھا ہے کہ گویا کوئی آہٹ ہو کسی کی

سر چھوڑنا آسان ہے فرقت مین ولیکن
ہے پاس یہی شرط نہ چوکھٹ ہو کسی کی

عشاق کی دل زلف مین تیری ہین ہزارون
دکھلا دے جو تیری سی کہین لٹ ہو کسی کی

بھکاتے ہر اک کو ہو نئی طرز جفا ہے
خوش ہوتے ہو اسمین جو کھٹ پٹ ہو کسی کی

جو منہ سے سخن نکلے وہی ہووے تو چین
ہستی تو زمانے مین نہ ہٹ ہو کسی کی

آئینہ کا گمان ہوتا ہے تیری شب وعدہ
تیرا ہی تصور ہے جو کھٹ کھٹ ہو کسی کی

انجام پہ کب دیکھتے نظر ہو دم تقریر
ایسی ہی تو عادت نہ یہ منہ پھٹ ہو کسی کی

١٤٣	وعدہ تو مصمم ہوا اب وصل کا عاشق شایق ہون ملاقات بھی جھٹ پٹ ہو کسی کی	٢١

جو انسے وصل کا وعدہ ہوا ہے
ہمارا دل بہت سنبھلا ہوا ہے

دھوان آہون کا وہ اٹھا ہوا ہے
زمین سے چرخ تک پھیلا ہوا ہے

یہ شعلہ دل سے جو بھڑکا ہوا ہے | فلک کے پار تک پہنچا ہوا ہے
بہت مشکل سے وہ میرا ہوا ہے | ستارا اوج پر چمکا ہوا ہے
تصور بھی مرا عنقا ہوا ہے | کہ پستی سے بہت بالا ہوا ہے
دوئی کا پردہ اب اُٹھا ہوا ہے | دو عالم اپنا سب دیکھا ہوا ہے
جو میرے عشق کا چرچا ہوا ہے | یہ تیرے حسن کا شہرا ہوا ہے
پریشان کسکی خاطر اسقدر ہو | نصیب دشمنان یہ کیا ہوا ہے
ترے تیر نظر کا تھا جو بسمل | تڑپکر وہ ابھی ٹھنڈا ہوا ہے
حلاوت اور مزے آتے ہین کیا کیا | نمک زخمون پہ جو چھڑکا ہوا ہے
عبث تدبیر کرتے چارہ گر ہین | مریض عشق بھی اچھا ہوا ہے
ملے مے اور پھر ساقی کے ہاتھون | دوبالا نشۂ صہبا ہوا ہے
ہماری چشم ہے چشم حقیقت | جو نکلا اشک وہ دریا ہوا ہے
ہوا اعدا سے کب تجکو تنفر | یون ہین سے بار تو جھوٹا ہوا ہے
کہون مین حال دل کیا اس سے ہردم | کہ پہلے ہی وہ سب سمجھا ہوا ہے
بھڑکتی آگ تھی سینہ مین ہردم | کلیجا وصل مین ٹھنڈا ہوا ہے
صدا رونے کی بھی آتی نہین اب | اسیران قفس کو کیا ہوا ہے
عدو پر دل ہے مائل سب غلط ہے | ستمگر وہ بھلا کسکا ہوا ہے
مین اور سودا کرون دل کا عدو سے | تمھین اس سے دیکھا سودا ہوا ہے
جلایا جسقدر تمنے سمجھا یہ | چراغ دل تو یون ٹھنڈا ہوا ہے

۱۴۴ | نظر آتے ہین کیا کیا خواب عاشق
ہمین وصل صنم گویا ہوا ہے | ۱۶

تمہارے وصل کی جو آج مہربان ٹھہری | تو دل کو ہمین ہوا لینے تن مین جان ٹھہری

ہمارے وصل کی تدبیر تو وہان ٹھہری
بھڑکتی دلمین تھی جو آگ وہ یہان ٹھہری

کبھی جگر مین کبھی دلمین یہ سنان ٹھہری
نکل کے سینہ سے دیکھو کہان کہان ٹھہری

بہت ہی ضبط کیا آہ کو کہان ٹھہری
جو نکلی دل سے تو بالاے آسمان ٹھہری

نہ ایکدم ترے انکار سے زبان ٹھہری
ہمارے وصل کی صورت بھی پھر کہان ٹھہری

مین عشق جور کرون گا مرون گا اسکے لیے
نگاہ جا کے کہان تیری بدگمان ٹھہری

وہان ہین بزم مین اعدا یہان ہین سب ناصح
طبیعت اپنی نہ یان ٹھہری اور نہ وان ٹھہری

رکھا مدام زمانے کو تو نے چکر مین
مگر کبھی تری گردش نہ آسمان ٹھہری

یہی تو کان مین اس گل کے ہے خبر دیتی
کچھ اندنون مین صبا اپنی رازدان ٹھہری

نہ دل ہے سینہ مین مضطر نہ جان ہے بے چین
رکھا جو ہاتھ تو دل ٹھہرا میری جان ٹھہری

یہ کسکے واسطے شمشیر تیز کرتے ہو
یہ کسکے قتل کی تدبیر مہربان ٹھہری

ہر ایک جا پہ حقیقت کو اسکی دیکھتے تھے
نگاہ جا کے یہ اب سوے لامکان ٹھہری

نہ بیٹھا مین ہی ترے کوچہ مین ہون کچھ تھک کر
جبین بھی گھسنے کو بالاے آستان ٹھہری

ابھی تو رات بہت سی ہے ابھی سے گھبرا ے
ابھی سے جانے کی کیا دلمین میہمان ٹھہری

امید آنیکی باقی تھی انتظار مین یان
لبون تک آ کے مری جان ناتوان ٹھہری

١٨	ہر ایک پوچھتا عاشق سے ہے بتا تو سہی کہ تیرے قتل کی کیا آخر اے جوان ٹھہری	١٤٥

بوقت ذبح بھی ظالم جفا کی ❖
چھری رک کر گلو پر جو چلا کی

کوئی حد بھی ہے قاتل اس جفا کی ❖
لبون پر جان ہے تیرے مبتلا کی

ترحم سے کسی نے گر دوا کی ❖
قضا بھی میرے بالین پر ہنسا کی

جو کی چاہت تری زلف دوتا کی
بلاے تازہ اک نازل ہوا کی

خدا کے واسطے بس اب تو من جاؤ
بہت ہمنے تمہاری التجا کی

عیادت کو چلا ہے کسکی اے دم
ترے بیمار غم نے تو قضا کی

تری محراب ابرو مین ہی قاتل
نماز عمر بھی ہمنے ادا کی

بتون کے عشق مین ہو جاون سودا
مری تو آبرو لوگون نے گھٹا کی

جسے اللہ رکھے کیا خطر ہے
فلک سے برق گو ہمپر گرا کی

قطعہ
مجھی پر منحصر کچھ یہ نہین ہے
کہ ہے الفت تمہین ہر آشنا کی

نہ آیا فرق جب تک کچھ دلون مین
محبت دو تو جانے سے رہا کی

عدو پر تم ہوے مائل پھرا دل
کہو کسنے بھلا پہلے خطا کی

ہوا اسپر بھی تو اپنا نہ ہرگز
اگرچہ جان تک تجھپر فدا کی

مریض عشق ہون اے چارہ گر مین
نہین حاجت مجھے کچھ بھی دوا کی

نہ ہوگی حسن یوسف کی بھی ایسی
جو ہے شہرت ہمارے دلربا کی

نگاہ قہر وہ پڑتی ہے ہردم
کہ بجلی سی سدا ہمپر گرا کی

نہ کی کچھ قدر تمنے وہ سہے ظالم
صدا آئی فلک سے مرحبا کی

۱۴۶	بتون کی ترک الفت کیجے عاشق کرو بس یاد دل سے اب خدا کی	۲۹

گردش ہے کیسی اسکو برابر لگی ہوئی
الفت یہ کسکی ہے دل مضطر لگی ہوئی
جلدی ہے جانیکی جو ستمگر لگی ہوئی
ہے بھیڑ قتل گہ مین برابر لگی ہوئی
مسجد سے کچھ غرض ہے نہ کچھ دیر و کعبہ سے
پروانہ کا یہ دل ہے جو جلتا ہی شعلہ سان
پڑتی تری نظر ہی اسی پر ہی بزم مین

کیا کوئی کل سی چرخ کے اندر لگی ہوئی
رہتی نہین ہے آنکھہ جو دم بھر لگی ہوئی
حسرت سے آنکھہ ہے تری رخ پر لگی ہوئی
گردن نہ رکھیو تو مری خنجر لگی ہوئی
اپنی نگاہ ہے ترے در پر لگی ہوئی
آتش نہین ہے شمع کے سر پر لگی ہوئی
جس سے نگاہ تیری ہے دلبر لگی ہوئی

گرلے چلے ہو اُسکو تو جائیگی یہی ساتھ
ہے دل کے ساتھ جان برابر لگی ہوئی

مائل کسی پہ ہو گے تو آئیگا کچھ مزا
کیا جانین آپ ہوتی ہے کیونکر لگی ہوئی

وہ دن گئے کہ وصل میسر تھا رات دن
حسرت سے آنکھ ہے فلک پر لگی ہوئی

وہ ہی سنبھل کے پانو ہر اک جا پہ رکھتے ہین
کچھ ہے زمانے مین جنھین ٹھوکر لگی ہوئی

بیتاب مین ادہر ہون تو بے چین وہ ادہر
اُلفت ادہر اُدہر ہے برابر لگی ہوئی

سمجھو شفق نہ اسکو سراسر ہے یہ غلط
ہے دل کی آگ چرخ کے اوپر لگی ہوئی

وحشت کا شکر کرتا ہون پوچھا تو [illegible]
یہہ کیسی خاک ہے ترے سر پر لگی ہوئی

مے ہے نشاطِ عیش وہ آئین تو لطف ہے
پھولوں کی سیج ہی ہے برابر لگی ہوئی

پیکِ خیال کو بھی یہ وسعت ہے کسقدر
تصویر یار دل کے ہے اندر لگی ہوئی

ہنگامہ حشر کا ہے ترے آج کوچہ مین
فریادیون کی بھیڑ ہے در پر لگی ہوئی

وہ خواب مین بھی آکے ملے تو بھی چرخ نے
رہنے دی آنکھ اپنی نہ دم بھر لگی ہوئی

مژگان کی اسکے دل سے خلش جائے کچھ بھی
سوزن کی باڑ ہو سرِ بستر لگی ہوئی

شیرین دہن کا بوسہ لیا تھا شبِ وصال
جب سے یہ چاشنی ہے لبون پر لگی ہوئی

حیرت زدہ کیطرح جو وا رہتی ہے مدام
ہے آنکھ تیری کس سے یہ خنجر لگی ہوئی

الفت کی آگ دیکھتا ہون دلمین و شہر مین
اندر لگی ہوئی کبھی باہر لگی ہوئی

محروم رکھا کسلیے نظارہ سے ہمین
کیون ہے نقاب آپکی رخ پر لگی ہوئی

کچھ اندنون سے حال طبیعت کا اور ہی
آنکھ سو یہ رہتی ہے نہین دم بھر لگی ہوئی

یہ ریزہ ہائے دل مرے جا کر نصب ہوئے
افشان کہان ہے تیری جبین پر لگی ہوئی

کسطرح آسمان معلق ہے اے خدا
کیا جانے کیا ہے شے یہ ہوا پر لگی ہوئی

بندِ قبا وہ وصل مین وا ہوتے کیون نہین
کیسی گرہ ہے وائے مقدر لگی ہوئی

وہ آنے کو ہی اور یہان سامانِ مرگ ہے
ہچکی ہے وقتِ نزع برابر لگی ہوئی

۱۴۷	ہوگا غضب زبان جو عاشق کی کھل گئی رکھتا ہے کب کسی کی سخنور لگی ہوی	۲۰

خود گلا خنجر پہ رکھا چاہیئے +
حسرت دل یون نکالا چاہیئے

آئینہ کردے نہ حیران آپکو
اتنی صورت بھی نہ دیکھا چاہیئے

برق سے بھی ہے تڑپ اسکی فزون
دلکی بیتابی کو دیکھا چاہیئے

خود بخود بیتاب ہوکر آئین گے
وصل کا کچھ لطف آنا چاہیئے

کہتے ہین مجکو تڑپتے دیکھکر
کچھ تو مقتل مین تماشا چاہیئے

قدر اپنی بھی کرے الفت مین کچھ
ہمکو تو معشوق ایسا چاہیئے

خاک ہو جائیگا جلکر چرخ بھی
نالۂ سوزان یہ پہنچا چاہیئے

در بدر پھرنے سے کچھ حاصل نہین
ایک ہی چوکھٹ پہ بیٹھا چاہیئے

حاجت مرہم نہین اے چارہ گر
کچھ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیئے

عشق مین ہم بھی سہین گے اب ستم
تم ستاؤ ہمکو جتنا چاہیئے

کیا کہین احوال الفت غیر کا
اپنے دلمین آپ سمجھا چاہیئے

ہین لب شیرین پہ ہم تیرے فدا
زہر بھی ہمکو تو میٹھا چاہیئے

جذبۂ دل وہ چلا ہمراہ غیر
اپنی جانب اسکو کھینچا چاہیئے

دیکھنا ہے گر تڑپنے کا مزا
قتل کر بسمل کو دیکھا چاہیئے

دل بھی حاضر ہے جگر بھی جان بھی
جو کہ ہو درکار لینا چاہیئے

خوب ہین روشن اگر آنکھین ہون چار
بے مثل اندھے کو پھر کیا چاہیئے

کیجیے برباد یون دشمن کا گھر +
چشم سے دریا بہانا چاہیئے

ہجر مین پاس جہان اب ہے ضرور
نالۂ دل اپنا روکا چاہیئے

بات کا کچھ تو مری دیجے جواب
کچھ تسلی کچھ دلاسا چاہیئے

۱۷	دیدهٔ عرفان کو عاشق وا کرو صنعتون کو اُسکی دیکھا چاہیے	۱۴۸

دل لگا مین جو کسی سے تو چھوڑائی نہ بنے
وہ کرے ظلم تو بے اُسکے اُٹھائے نہ بنے

اُسکے کوچہ مین رہے نقشِ قدم ہی بنکر
گر قدم وان سے اُٹھامین تو اُٹھائے نہ بنے

دلکو وحشت ہو جنون مین تو یہ سودا ہی ہو بس
خاک صحرا کی بجز سر پہ اُڑائے نہ بنے

ترکِ اُلفت کرون کسطرح سے ناصح بتلا
دل سے گر اُسکو بُھلاون تو بُھلائے نہ بنے

رشکِ اغیار ہے ایسا کہ اگر وہ آئے
تو اُٹھائے نہ بنے اور بٹھائے نہ بنے

دل لگی غیر سے ہے دل ہی وہین رہتا ہے
ہے نہین ایسا کہ گھر مین وہ بُلائے نہ بنے

بگڑے وہ غیر کی صحبت مین خجل ہو ہردم
اپنے چہرہ کو بناوے تو بنائے نہ بنے

حال تقدیر سے ہے ایسا کہ مِٹائے نہ مِٹے
گر کوئی اُسکو بنائے تو بنائے نہ بنے

تند خو وہ کہ مناؤن تو منائے نہ منے
اُسکو سینے سے لگاؤن تو لگائے نہ بنے

دامِ کاکل کو اگر دیکھ لے اُسکے زاہد
ہے یقین یہ کہ بجز دل کے پھنسائے نہ بنے

ساتھ وہ غیر کو لائے تو ہے خاطر اُسکی
بزم مین اپنے بجز پاس بٹھائے نہ بنے

تشنہ لب وہ ہین اگر زہر ہی دیوے ساقی
مُنہ سے گر جام لگالین تو چھوڑائے نہ بنے

خواب مین وصل کا وہ لطف کہان ہے حاصل
دل ہو بیتاب ہمین اُنکو سُلائے نہ بنے

تُند خو ایسا بگڑ جاتا ہر اک بات پہ ہے
سخت مشکل ہے بغیر اُسکے منائے نہ بنے

گر کرے سخت جفا وہ تو سہین اُلفت مین
کوہ غم دل پہ بجز اپنے اُٹھائے نہ بنے

مست لگا ہاتھ کہے دل کہ وہ نازک ہے بہت
وہ اگر خواب مین ہووے تو جگائے نہ بنے

۱۷	ایسے عاشق کی ہی اُلفت پہ ہے حسرت ہردم کہ ہنسائے نہ بنے اور رُلائے نہ بنے	۱۴۹

شب مہ رخ سے نقاب اپنی اُٹھالی تو مزا ہے
وہ شمع کو پروانہ بنالے تو مزا ہے

پروانہ صفت خود کو جلالے تو مزا ہے
اس خاک کو اکسیر بنالے تو مزا ہے

اس پردۂ غفلت کو اٹھالے تو مزا ہے
اس رنگ میں رنگ اپنا ملالے تو مزا ہے

اس کھیل کے قربان کہ مثل گل بازی
ہاتھوں سے مرے دلکو اچھالے تو مزا ہے

پھر رشک سے اغیار بھی کیا کیا نہ جلین گے
وہ بزم میں اپنی جو بلالے تو مزا ہے

انسان کو لازم ہے کہ انجام سمجھ لے
پھر بات کو منہ سے جو نکالے تو مزا ہے

ہے اسکو بقا سب کو فنا نام ہے رہتا
ہو پاس جو کچھ کھالے کھلالے تو مزا ہے

دلبر سے الفت بھی جہان میں ہے عجائب
دنیا میں جو کچھ پیلے پلالے تو مزا ہے

بیتاب ہوا جلوۂ رخ دیکھ کے اسکا
ہاتھوں سے مرے دلکو سنبھالے تو مزا ہے

فرقت میں برا حال ہے اور زیست بھی مشکل
اللہ ہمین اس سے بچالے تو مزا ہے

ہے اسمین خلش اور کھٹک اسکی مژہ کی
دل سے مرے پیکان نکالے تو مزا ہے

پھر شور قیامت بھی زمانے میں ہو برپا
ٹھوکر سے وہ مردونکو جلالے تو مزا ہے

وہ نشہ میں دشنام بھی اب دیتا ہی کیا کیا
محفل سے عدو کو وہ نکالے تو مزا ہے

ارمان ہے یہی نالہ کی تاثیر سے اب تو
گر طالع خفتہ کو جگالے تو مزا ہے

آئینۂ دل صاف کرے پہلے تو انسان
پھر دل کی کدورت کو مٹالے تو مزا ہے

اے جذبۂ الفت وہ مٹا کر سر محفل
سینے سے ہمین اپنے لگالے تو مزا ہے

۱۵۰

بجتا ہے زمانہ ہے فن عشق میں عاشق
اپنا سا اسے بھی جو بنالے تو مزا ہے

۱۹

بکھری ہے وہ زلف جو رخ پر تو مزا ہے
عالم ہو جو خوشبو سے معطر تو مزا ہے

خود آئے منانے کو وہ دلبر تو مزا ہے
چمکے یہ ہمارا بھی مقدر تو مزا ہے

پھنس جائے ترا دل بھی ستمگر تو مزا ہے
سہنے میں پڑے تجھکو بھی ستم گر تو مزا ہے

دیں داد غزل سنکے سخنور تو مزا ہے
ہر شعر ہو ہر ایک سے بڑھ کر تو مزا ہے

تا تیر محبت کا بھی لطف ہو حاصل
اے دل ترا اس دل میں جو ہو گھر تو مزا ہے

کس کلمہ کی الفت ہے جو کہنے کی فقط ہو
مانند نگین نقش ہو دل پر تو مزا ہے

اے کاش مری طرح کسی پر ہو تو عاشق
ڈھونڈا کرے پھر اسکو جو گھر گھر تو مزا ہے

عقبیٰ میں بھی ہو رشک عدو لے کے کیا
دے اسکو مجھے داور محشر تو مزا ہے

گو لاکھ اذیت سہیں نظارہ تو کرین
آنکھ کے گلو پر چلے خنجر تو مزا ہے

اے جذبۂ دل یون تو کئی بار وہ آیا
اب آئے کسی طرح مکرر تو مزا ہے

ملنا تری محبت میں جفا کا ہوا خوگر
ایجاد ستم ہووے ستمگر تو مزا ہے

دے کر ... اعدا کو کبھی
کہتا ہوں وہ مری طرح جگر تو مزا ہے

یارب ... کے سر ... نہ کھنچیں
یکساں محبت میں ہے پتھر تو مزا ہے

پھر اور ... کی الفت کو ...
اعدا کا بھی سر ہو تہ خنجر تو مزا ہے

دامن کو بھی جھٹکے تو نہ چھوٹے کبھی ہرگز
گر خاک ہی پہنچے مری اڑکر تو مزا ہے

یاں عیش کے سامان تو ہیں سارے ہی مہیا
آجائے کسی طرح سے دلبر تو مزا ہے

اک تازہ فلک اور زمین کا ہو نمودار
اس دود جگر کا بنے چکر تو مزا ہے

تیرا ہی تعشق ہے فدا ہی ہوں تجھی پر
بیٹھا رہوں میں تیرے ہی در پر تو مزا ہے

۱۵۱	دنیا کی ہیں ... میں در کار ہے عاشق دیں ساغر مے ساقی کوثر تو مزا ہے	۱۳

ہے خوف زدہ نالوں سے اغیار مزا ہے
کیا کیا ہیں اڑے در و دیوار مزا ہے

تو مجھ پہ جو مائل ہو تو دلدار مزا ہے
حسرت سے تجھے دیکھیں جو اغیار مزا ہے

یاں شوق وصال اور فزوں ...
کیا دینا شب وصل میں انکار مزا ہے

ہے نالہ کشاں کوئی تو کوئی ہے ...
تو دیکھے تو کیسا پس دیوار مزا ہے

اس لطف شہادت میں زباں ہے قربان
حاصل ہوا وہ کچھ تہ تلوار مزا ہے

دل دیتے ہین اور جان یہ اٹھاتے ہین مصیبت
کچھ ایسا محبت مین یہ غمخوار مزا ہے

دیکھی نہ کبھی یہ مہ انور مین تجلی
دیتا جو ترا جلوۂ دیدار مزا ہے

یہ جذبۂ دل مین مرے تاثیر ہو یارب
وہ اپنی محبت کرے اظہار مزا ہے

وحشت مین ہے یون دشت نوردی کا تو کچھ لطف
ہر آبلۂ پا مین ہو گر خار مزا ہے

اے ناوک مژگان ہوا دل تو مشبک
برچھی یہ جگر کے بھی ہو گر پار مزا ہے

پھر حشر مین بھی دیکھنے کی ہمکو ہو امید
دنیا مین خدا کا جو ہو دیدار مزا ہے

ہر روز محبت مین کرے وہ ستم ایجاد
گر روز نیا دے مجھے آزار مزا ہے

۱۵۲

ہر ایک کو الفت مین پریشان ہی دیکھا
اس عشق مین کیا عاشق بیمار مزا ہے

۲۱

رہتی ہے سدا زلف چلیپا مرے آگے
ہردم ہے یہان سیر کلیسا مرے آگے

ہردم ہے خیال رخ زیبا مرے آگے
رہتا ہے تجلی کا تماشا مرے آگے

اسطرح تصور کسے لایا مرے آگے
ہے سامنے بیٹھا ہوا گویا مرے آگے

کیا تاب عدو کی کہ ہو گویا مرے آگے
کب عشق کا کر سکتا ہے دعوا مرے آگے

ہر طرح سے دیکھا ہے طلسمات جہان کو
اک خواب ہے نظرون مین دنیا مرے آگے

ہو جاتی ہے اُس سے بھی مرے دلکو تسلی
کرتا ہے کوئی ذکر جو تیرا مرے آگے

کتنا ہی چلون تیز خرامی سے عدم کو
رہتی ہے مگر میری تمنا مرے آگے

کیا جانے ہوئے کیونکہ وہ مشہور مسیحا
زندہ نہ کیا کوئی بھی کشتا مرے آگے

ہمدم مین کہون کیا جو اُس شوخ نے لکھا
قسمت کا جو لکھا تھا وہ آیا مرے آگے

جب جانین وفاداری کو ہم تیری ستمگر
ہو بعد بھی ایسا کہ ہے جیسا مرے آگے

پھر مین بھی شب وصل مین چھیڑونگا تمہین خوب
اب ذکر عدو کیجئے اچھا مرے آگے

بیکار ہین سب ہجر مین اس بن مجھے ساقی
کیون رکھتے ہو یہ ساغر و مینا مرے آگے

لیلی سے غرض مجکو نہ شیرین سے ہے مطلب
ہون جیسے فدا ذکر ہوا اسکا مرے آگے

کس کا ہے تصور تمہین کس سوچ مین تم ہو
کیون حال ہوا غیر تمہارا مرے آگے

تہا حال برا جان حزین لب پہ ہے اسکے
بیمار ترا خاک تہا اچھا مرے آگے

گر حال عدو کہئے تو ہو سامنے اسکے
یان ذکر اگر ہو تو ہو میرا مرے آگے

نابود ہوا کوئی تو پیدا ہوا کوئی
دنیا کا ہے یہ خوب تماشا مرے آگے

جب جانین تمہین ہم کہ مسیحائے جہان ہو
بیمار محبت جو ہوا اچھا مرے آگے

دم تیرا جو ہر دم یون ہی جاتا ہے اور آتا
ہے کھیل عجائب یہ ہوا کا مرے آگے

نالونسے غرض مجکو تو اب ہے شب فرقت
گو لاکھ طرح حشر ہو برپا مرے آگے

١٥٣ — افسوس ہے عشق مین ناکام ہی عاشق
نکلی نہ کبھی میری تمنا مرے آگے — ٢٠

عصیان کا خوف کیا کہ وہ بندہ نواز ہے
دست کرم بھی اسکا بہت ہی دراز ہے

شعلہ رخون کے یہ ہے اثر دل لگانے مین
دل ہوتا مثل شمع پگل کر گداز ہے

حیران کیا ہون آئینہ رو تجکو دیکھکر
مین حیرتی ہون اسکا جو آئینہ ساز ہے

گویا حسین جہان مین نہین تمسا دوسرا
اتنے سے حسن پر تمہین کتنا ہی ناز ہے

کیا خوف ہے جو نامۂ اعمال ہے سیاہ
ہر دم نظر ہے اسپہ کہ وہ بے نیاز ہے

ہوتا ہون آپ حال پہ مین اپنے نکتہ چین
تا بخشدے مجھے کہ وہ نکتہ نواز ہے

وقت سحر ہے بار خدایا قبول کر
دست دعا بھی خود مرا ہوتا دراز ہے

فکر معاش ہی ہمین ہر دم ہے یان عبث
دیگا ہر ایک طرح کہ وہ کارساز ہے

جو محو ذات ہوگئے مست الست مین
انکو معاف روزہ و حج و نماز ہے

ہے اوج یان کسیکو تو پامال ہے کوئی
دنیا کا کچھ عجب نشیب و فراز ہے

تقریر مین بھی اسکے تو اعجاز ہے نیا
باتون سے دلکو کرتا ہر اک کے گداز ہے

تو الفت عدو کو بہی ہمسے چھپائے لاکہہ
پوشیدہ کو لنا تیرا اب تجہسے راز ہے

یہ عشق وہ بلا ہے کہ کچہ سوجہتا نہین
رہتا کسی طرح کا نہین امتیاز ہے

اُس بت کو دیکہکر ہوا زاہد بے خبر
بالائے طاق رکہا وضو اور نماز ہے

مکر و فریب کی تو نہین اُسکے کچہ خبر
پر اتنا جانتے ہین کہ وہ حیلہ ساز ہے

جیتے رہینگے اُس مین حقیقت کی کیا تلک
ہان عمر خضر سے شب ہجران دراز ہے

مرجائے یا جئے کوئی اُنکو غرض ہے کام
آہون نالون سے دل کہین ہوتا گداز ہے

تم اُسپہ ہو فدا تو مین عاشق ہون آپ پہ
ہان مجہہ مین اور عدو مین یہی امتیاز ہے

بیتاب رہتا پہلو مین دل ہے مثال برق
کس سحر کی بلا کا تمہارا یہ ناز ہے

افسانہ ہجر کا مین کہون کیونکہ آپ سے
فرصت تو قلیل اور یہ فسانہ دراز ہے

۱۵۴ — عاشق عدو کی قبر پہ ہمراہ اُسکے چل
چادر چڑہی ہے پھولون کی ہوئی نماز ہے — ۱۴

ممکن نہین کہ قبر عذاب فشار دے
کشتہ کو اپنے ہاتھ سے گر تو اُتار دے

آرام وصل مین جو یہ لیل و نہار دے
تو چین مجہکو کچہ یہ دل بیقرار دے

آرام بعد مرگ دل بیقرار دے
رہنے تو کوئی دن نشان مزار دے

گریون نہ دے تو ساغر مے سرشار دے
بزم عدو مین کچہ تو ہمین بہی وقار دے

اے دل ہوا فراق کا دن تو بسر مگر
جسطرح گزری ہجر کی شب بہی گزار دے

مژگان سے تو خلش نہین مٹتی ہے دل کی کچہ
تیر نظر بہی کاش جگر مین اُتار دے

سیماب ہے کہ برق ہے پہلو مین اے شرر
ایسا تو دل کسیکو نہ پروردگار دے

دریائے معصیت مین ہون ڈوبا ہوا بہت
یارب تو اپنے فضل سے مجہکو اُبہار دے

گلشن کی کیون ہوس کرین گلرو جہان ہون
لطف چمن یہ جبکہ دل داغدار دے

لطف وصال اس سے فزون ہوتا اور ہے
بوسے بہی ہمکو وصل مین تو بار بار دے

قسمت کی گرانی بہی ہے شکایت بہت بری ہر حال مین ہو شکر جو پروردگار سے

۱۵۵	عاشق بہت تونے عشق مین کہوئی بہت سی عمر تھوڑی سی عمر یاد مین حق کی گزار دے	۱۲

غیر سے ملکر تری توقیر آدہی رہگئی حسن کی شہرت مٹی بے پیر آدہی رہگئی
کیا ادا بن آئی قاتل تیری کشتہ سے جو منہ سے وقت ذبح بہی تکبیر آدہی رہگئی
سخت جانی کا اثر یہ ہے ہماری وقت قتل دیکھہ قاتل برش شمشیر آدہی رہگئی
مانی و بہزاد سے کب ناز اسکا کہچ سکا اسمین وہ شوخی کہان تصویر آدہی رہگئی
سر کے غم مین روتی ہی کہل کہل کے کیتنی بزم مین شمع کی جان خوف سے گلگیر آدہی رہگئی
ٹہر جا قاصد ذرا احوال دل تو سن لے سب حال کب پورا لکہا تقریر آدہی رہگئی
منفعل کیا ہی ہوا قاتل بڑا اچہا جو ہاتھ کٹ کے جسدم گردن نخچیر آدہی رہگئی
خیر اسمین ہو گئی ورنہ نکلتا یہ بہی ساتھ ٹوٹکر دلمین جو نوک تیر آدہی رہگئی
خاک پا سے اسکی تو بینا ہوئے ہین کچہ چشم مٹ گئی اکسیر کی توقیر آدہی رہگئی
جسم کی مانند غم مین یہی تو تحلیل ہو پانو کے دیوانہ کی زنجیر آدہی رہگئی
حسن کی شہرت ہوئی تیری تو مین سوا ہوا تیرے ملنے سے مری توقیر آدہی رہگئی

۱۵۶	ہے تقاضائے اجل اتو طلسم دہر مین سیر کرلی عاشق دلگیر آدہی رہگئی	۲۱

مژدہ وصل سے کب ہم ترے شادان ہونگے دیکہین کبتک وہ وفا وعدہ و پیمان ہونگے
کچہ کبہی شاد بہی ہم گردش دوران ہونگے کار مشکل مرے سب دیکہئے آسان ہونگے
جلکے پروانہ صفت آپ پہ قربان ہونگے شمع سان آپ بہی غم مین مرے گریان ہونگے
سب مہیا یہان پہر عیش کے سامان ہونگے گہر مین جس رات مرے آکے وہ مہمان ہونگے
ہم تصور سے ترے پاس ہی ہونگے ہردم پر نہ ہرگز کبہی شرمندہ دربان ہونگے

سنگ در پر ترے سر پھوڑ کے مر جائینگے | سنگ سا ر یسے نہ منت کش طفلان ہونگے
الفت غیر مین ہے اب تو مکدر جو پھر د | بال زلفون کے ابھی اور پریشان ہونگے
گلشن دہر مین بھی آکے خجل ہمتو ہوئے | کیا خبر تھی ہمین آلودہ عصیان ہونگے
وہ چلے آج ہین گلگشت چمن کو دیکھو | سیکڑون رشک سے گل چاک گریبان ہونگے
عشق مین ہمتو سمجھتے تھے اڑائینگے مزے | کیا خبر تھی کہ شب ہجر مین نالان ہونگے
تو کبھی ہوگا نہ اپنا یہ یقین ہے ہمکو | تجھپہ ہم لاکھ اگر دل سے بھی قربان ہونگے
دلمین آتی نہ خلش ہے نہ وہ پہلی سی خراش | رہگئے ٹوٹ کے کچھ تیر کے پیکان ہونگے
دست وحشت کی بھی دست درازی ہے تو پھر | چاک ہر روز نئے اپنے گریبان ہونگے
دلکو کچھ آیا مزا ایسا خلش سے تیری | تجھپہ ہی اب تو فدا ناوک مژگان ہونگے
آتش عشق بھڑکتی ہے غضب سینہ مین | دل جگر دونون مرے خوب ہی بریان ہونگے
چارہ گر ملنے تو دے دلکو جراحت کا مزا | پھر تو خالی کبھی زخمون پہ نمکدان ہونگے
قیس و فرہاد تبرک اسے سمجھینگے بہت | ٹکڑے وحشت مین جب جیب و گریبان ہونگے
بزم اعدا مین نہین چھوڑون گا جسدم جا کر | وہ خجالت سے بہت سر بگریبان ہونگے
جانتے ہیں کہ مصیبت کا ہے انجام خوشی | صدمہ ہجر سے بھی ہم نہ ہراسان ہونگے
لعل لب کے ہوئے ہم عشق مین اسکے پامال | خاک ہو جائینگے تو خاک شہیدان ہونگے

۱۵۷ | سب سے ہے طرز نرالی یہ تمہاری عاشق
گرچہ عالم مین بہت یون تو سخندان ہونگے | ۱۰

پس مردن جو یون ہین داغ نمایان ہونگے | ہم کفن مین بھی چراغ تہ دامان ہونگے
رہگئے گل یہ کھلاتے ہین [illegible] کیا کیا | شعلہ دل مرے جسدم شرر افشان ہونگے
ترے چھلو نکے بھی گل کھائینگے تن پر اتنے | رفتہ رفتہ یون ہین ہم سرو چراغان ہونگے
سر میخانہ چھوڑائین گی یہ آنکھین بھی تری | انسے مے نوشی کے اب عہد و پیمان ہونگے

سب سے بڑھکر ہے مجھے خواہش دیدار تری
یوں تو لاکھوں ہی بھرے دل میں ہی ارمان ہونگے

دھجیوں کے تو رفو کا ہے جنوں میں کیا ذکر
تار ایک ایک جدا تیرے گریبان ہونگے

دل مضطر کی تڑپ یہ ہی اگر ہے ہر دم
برق کیطرح کبھی یاں تو کبھی واں ہونگے

آتش عشق یہ اشکوں سے فزوں ہوتی ہے
تفتہ دل تفتہ جگر ہمسے بھی انسان ہونگے

کون پھر ناز اٹھائے گا تمہارے ہر دم
ذبح ہی کرکے ہمیں آپ پشیمان ہونگے

۱۵۸

یاس و حرمان و غم و درد و الم لے عاشق
جبکہ دنیا سے چلیں گے یہی سامان ہونگے

۱۵

جو تم ہو پاس قیامت کا دن بسر ہو جائے
نہ ہو تو شام ہی رخصت کی پھر سحر ہو جائے

جو ہجر میں کوئی نالہ بھی بے اثر ہو جائے
زمانہ پھر تہ و بالا ادھر ادھر ہو جائے

اٹھاتے تیغ کو پھر کیوں ہو دست نازک سے
جدا اشارۂ ابرو سے گر یہ سر ہو جائے

یہ مدعا ہے محبت سے اپنا تو ہمدم
کہ عمر باقی کسی شغل میں بسر ہو جائے

ہمیں تو اس دل نالاں نے کر دیا بدنام
وگرنہ عشق کا یوں شہرہ گھر بگھر ہو جائے

جو یاد میں ترے دنداں کی رو رہے ہیں کبھی
تو اشک آنکھ سے جو ٹپکیں وہ گہر ہو جائے

نہ کھولو بالوں کو لیٹے کہ وقت شام ہے اب
یہ خوف ہے کہ کسیکی نہ کچھ نظر ہو جائے

ہزار صدمے سہوں گا ہزار جور ترے
جو آرزو ہے مرے دل کی وہ اگر ہو جائے

کروں نہ نالے تو کس شغل میں گزاروں رات
مجھے تو فکر یہی ہے کہ بس سحر ہو جائے

تجھے تو دل ہی کے لینے کا ناصحا غم ہے
نہ ترک عشق کریں جان کا ضرر ہو جائے

فراق میں ترے اک عمر سے تڑپتے ہیں
ادھر کو بھی تو ترحم کی اک نظر ہو جائے

جو دل سے نالہ کوئی نکلے حشر برپا ہو
قیامت آئے زمانے میں الحذر ہو جائے

وہ دل میں آکے رہیں آرزو ہے یہ اپنی
کسیطرح سے یہ آباد میرا گھر ہو جائے

کدورت اسکی مٹے گو کرے جلا کر خاک
صفائی اس سے کسیطرح مگر ہو جائے

١٥٩	جو داغ سینۂ عاشق کا عکس جا چمکے تو آفتاب نیا اور چرخ پر ہو جائے	١٧

جو امتحان کی ہمارے وہ گفتگو کرتے
تو پہلو چیر کے ہم دلکو روبرو کرتے

مزے بیان جو شہادت کے ہم کبھو کرتے
عدو بھی پھیرتے خنجر ہی خود گلو کرتے

اڑائے جاتی ہے دامن کی دھجیان وحشت
کہان تلک اسے پھر بخیہ گر رفو کرتے

ہمیں لئے رشک لایا ہمیں بنے ملزم
تجھے نہ نقشۂ لیلا کے روبرو کرتے

نماز پڑھتے جو محراب تیغ ابرو مین
تو آب خنجر قاتل سے ہم وضو کرتے

نہیں ہے سانس ہی لینے کے ضعف سے طاقت
جو نالہ ہی کبھی کرتے تو تا گلو کرتے

مئے وصال سے ہوجاتی گر تری سرشار
شراب ناب کی ہرگز نہ آرزو کرتے

تجھی پہ پڑتی نظر اپنی تو سر محفل
ہزار سامنے میرے جو خوبرو کرتے

تری ہی یاد ہے دلکو تجھی پہ ہم ہیں فدا
کہ بیخودی مین بھی ہر دم ہین تجھی تو کرتے

نہ تشنہ کام ہمیں رکھتا گر تو اے ساقی
تو اسطرح سے نہ ہرگز سبو سبو کرتے

نہ ہوتے زلف پہ مائل نہ ہوتی یہ وحشت
تو اسطرح سے نہ رسوا مجھے عدو کرتے

تڑپ تڑپ کے قفس کو بھی لیکے اڑ جاتی
اسیر جبکہ تڑپکر فغان کبھو کرتے

نہ وصل تھا انہیں منظور قتل ہی کرتے
کہ قصہ تو یہ محبت کا ایک سو کرتے

عدو سے کرتے نگاہ کیون تری جفا کے گلا
جو شکوہ کرتے تو ہم تیرے روبرو کرتے

یہ زاہدوں کی مشیخت ہی ساری کھلجاتی
جو بیخودی میں کبھی ہم بھی ہاؤ ہو کرتے

ہمارا نامۂ اعمال پاک ہو جاتا
جو اپنی اشک ندامت سے شستشو کرتے

١٦٠	ہر ایک کرتا زمانہ میں قدر عاشق ہے تمہیں بھی تھا یہی لازم کہ آبرو کرتے	١٨

جفا لیے بیٹے وفا ہمنے کی خطا ٹھہری
بتون کی رسم یہ الٹی کہیں کی آ ٹھہری

ہمارے عشق کی کہیے کہ کیا سزا ٹھہری
میں کیا بتاؤن جو پوچھے کوئی کہ کیا ٹھہری

ہزار غمزون مین پنہان تری ادا ٹھہری
نگاہ ناز مین آکر تری حیا ٹھہری

تڑپتا دل ہی تو جان بھی یون آ ٹھہری
یہ دل ہے اُس سے جدا اِس سے وہ جدا ٹھہری

تمہاری زلف کا شب بھر رہا تصور جو
نہ پاس آن کے میرے کوئی بلا ٹھہری

فلک کے پار ہوئی حشر ہے دو عالم مین
نہ راہ مین کہیں آہ نارسا ٹھہری

نہ سانس مین ہے بظاہر کسی طرح الجھاؤ
یہ تن مین کیونکہ اٹھی ہے پھر ہوا ٹھہری

ہوا ہے غیر کی صحبت سے سقدر بیباک
زبان تیری کسی جا نہ پر جفا ٹھہری

جہان تلک ہو محبت مین راز ہو پنہان
یہ بات ایسی نہیں ہے کہ برملا ٹھہری

تجھے ہی ڈھونڈتی پھرتی ہے یاد بھی تیری
کبھی نکل گئی دل سے کبھی یہ آ ٹھہری

بہت عزیز مین اس جان کو رکھتا تھا تن مین
گئی یہ وقت پر اپنے نہ کچھ سوا ٹھہری

خدا کے واسطے جلد آکے فیصلا کیجے
یہ انتظار مین کب تک رہے قضا ٹھہری

یہ دل ہے عرش معلے اسے ستاؤ نہیں
یہ دل خدا کا ہی گھر ہے خدا کی جا ٹھہری

لیا جو بوسہ لب ہمنے تو ملے دشنام
پیام وصل کی فرماؤ کیا سزا ٹھہری

ازل مین جبکہ ہر اک امر کی ہوئی تقسیم
تو عاشقون کے لیے غم کی ہے غذا ٹھہری

یہی ادا ہے تو مر جائین گے ابھی پر ہم
تری ادا نہیں ٹھہری مری قضا ٹھہری

کدھر ہی شست ہو خود دلکو ڈھونڈ لیتے ہیں
تمہارے تیر نظر کی یہی ہے جا ٹھہری

١٤	مریض عشق ہے عاشق کا کچھ علاج نہین ہے وصل یار دوا سینہ ہے شفا ٹھہری	١٦١

پھر مرنے کی ہمنے آرزو کی
پھر یاد ہوئی ہے اب کسو کی

وحشت ہو جنون ہو یا کہ سودا
پر خاک اڑا لی ہے عدو کی

اب کیا ہے وہ ہرا جو آئے ہو تم
جان تن سے نکل گئی کبھو کی

خنجر بھی نہیں ہے اسپہ چلتا
سختی ہے غضب مرے گلو کی

اُتنے ہی مر گئے ہو تم تو ہمسے
جتنی کہ تمہاری آرزو کی

رسوا کیا مجکو اپنے گھر گھر
یہ عشق نے میری آبرو کی

خود زخم سے زخم مل گئے ہیں
حاجت نہیں چارہ گر رفو کی

کچھ جان پہ بنی ہماری ایسی
خود قتل کی آس سے آرزو کی

حاصل نہ ہوا وصال تیرا
گو ہمنے بہت ہی جستجو کی

جب تک ہے لگاڑ ہمسے تیرا
ہے بات بنی ہوئی عدو کی

سیدھے نہ ہوے کبھی وہ ہمسے
کی ہمسے جب اُلٹی گفتگو کی

مرجائینگے ہم تو رنج وغم سے
عادت ہے یہی جو کینہ جو کی

ہے مست نگاہ تیری کافی
حاجت مے کی نہ کچھ سبو کی

٩	کیا اُس سے کھو گئے جا کے عاشق سنتا ہی نہیں ہے وہ کسو کی	١٦٢

آرام لینے دیگی نہ میری فغان تجھے
گردش میں رکھی گی یوں ہی آسمان تجھے

اُٹھا اُٹھہ کے دلسے شعلے تو سمجھتے ہیں آپ ہی
کس طرح سے دکھاؤں میں سوز نہان تجھے

جل جائیگا ستا نہ ہمیں اسقدر فلک
کر دینگے خاک نالۂ آتش فشان تجھے

ہر دم نئی جفا ہے نئی طرز کے ستم
ناحق سمجھ رہے تھے ہم آرام جان تجھے

وہ ہی مکان میرا سمجھ لینا چاہئے
دیوار و در دکھائی نہ دیوے جہان تجھے

سیکھا ہے طرز جور یہ آخر کہاں سے تو
ڈھب ظلم کے سکھاتا ہے کیا آسمان تجھے

بے ننگ تو تو ہو گیا الفت میں غیر کی
کچھ بھی خبر بھی کہتا ہے کیا اک جہان تجھے

خاک مزار جبکہ اُڑائی ہوا یقین
اپنا مٹانا تھا یوں ہی نام و نشان تجھے

عاشق ترے کلام میں کیا سوز و در ہے

۱۶۳	کیسی زبان ملی ہے یہ آتش فشان تجھے	۱۹

ہم چلے دنیا سے اس سامان سے
پُر ہے سینہ حسرت وارمان سے

تیغ پھر کھینچی ہے اُسنے میان سے
ہاتھ دھولین پہلے ہی ہم جان سے

قول پر ہمتو رہے قائم مُدام
پھر گئے تم عہد اور پیمان سے

ایک ہی قطرہ تھا دل سو پی لیا
خون ٹپکتا ہے ترے پیکان سے

جان بھی حاضر ہے دل تو دے چکے
کب ہین باہر آپکے فرمان سے

ہین ملایک جسنے حیرت مین سدا
کام بن آئے ہین وہ انسان سے

دم بدم کیون پوچھتے ہو حال دل
کیسے بنجاتے ہو تم انجان سے

منتون سے خود منائین وہ ہمین
کیا تعجب ہے خدا کی شان سے

وصل بھی تیرا ہے اک بار گران
سر اُٹھا سکتے نہین احسان سے

امتحان کے وقت ہم ہین سر بکف
بھاگ جاتے ہین عدو میدان سے

سوزن و پیکان ہین یہ تیزی کہان
سینہ چھلنی ہوگیا مژگان سے

کیا غرض ہم کیون کرین سیر چمن
سینہ بھر اپنا ہے بُستان سے

ناز ہو انداز ہو یا ہو ادا
ٹپکے ہے شوخی تری ہر آن سے

کچھ اسی سے مٹتی ہے دلکی خلش
کم نہین تیری نگہ پیکان سے

آتش فرقت ہے وہ ہردم فزون
اُٹھتے ہین شعلے دل سوزان سے

دشنہ وقت ذبح ہو جائے نہ کُند
تیز کر لو اسکو پہلے سان سے

لذت دشنام ہے ہمدم بلا
التجا کرنی پڑی دربان سے

ہین شفاعت کو شفیع المذنبین
خوف پھر کیا حشر کے میدان سے

۱۶۴	ہمسا عاشق آپنے دیکھا کہین آپ ہی فرمایئے ایمان سے	۱۳

دام کاکل بچھا دیا تو نے
طائر دل پھنسا دیا تو نے

رشک اعدا دلا دیا تو نے
اف رے غیرت جلا دیا تو نے

بادہ ایسا پلا دیا تو نے
عمر بھر کو چھکا دیا تو نے

شمع سان غم گھلا دیا تو نے
نقش ہستی مٹا دیا تو نے

جام وحدت پلا دیا تو نے
کیا کہون کیا دکھا دیا تو نے

نظرون مین تو ہی تو سماتا ہے
مجکو یکتا بنا دیا تو نے

مثل بسمل تڑپ رہا ہون مین
ہاتھ اوچھا لگا دیا تو نے

بیٹھے بٹھلائے عشق یوسف کو
چاہ کنعان جھنکا دیا تو نے

ہنستی اکسیر خاک ہو پامال
اے صبا کیون اڑا دیا تو نے

دل ملا تو بتون کی چاہت کا
عشق پتھر بنا دیا تو نے

غیر کو وصل اور ہمکو فراق
اسکو کیا ہمکو کیا دیا تو نے

آئے تھے وہ تو بخت خفتہ کیون
شام سے ہی سلا دیا تو نے

165	مفت برباد عمر کی عاشق آکے یہان کیا لیا تو نے	12

زنجیر در یار ہلائی نہیں جاتی +
ہے خوف کہ آواز سنائی نہیں جاتی

گردون سے شب وصل بڑہائی نہین جاتی
فرقت کی بھی کیا رات گھٹائی نہین جاتی

جو دل پہ بنی ہے وہ سنائی نہین جاتی
کو کیسی اذیت ہو جتائی نہین جاتی

پڑتی ہے ہمین پر نظر قہر تمہاری
بجلی یہ رقیبون پہ گرائی نہین جاتی

شدت سے ہے اور رنج بھی اعدا کی سبب سے
پر رشک کی تکلیف اٹھائی نہین جاتی

[illegible] کسواسطے ہم راز محبت
مجنون کی طرح خاک اڑائی نہین جاتی

مقتل مین اشارہ پہ ہدف کرتے ہین دلکو
مانند عدو جان چرائی نہین جاتی

لئے بر مین عدو کے بیٹھے زمی تو تیغ ہوے ہو — پھر کیا ہے سبب آنکھ ملائی نہین جاتی
گردن کو جدا کر دے تڑپا ہمین قاتل — کیا ایک اشارے مین اڑائی نہین جاتی
یا ورنہ ہو تو دیکھ لے الفت یہ عدو کی — گردن بھی تیری تیغ جھکائی نہین جاتی
وحشت مین ہوا ضعف غضب ہاتھون ہمکو — اب خاک بھی ہاتھون سے اڑائی نہین جاتی

۱۶۶ — جو بات ہو کہہ دیتے ہین ہم صاف ہی عاشق
غیرون کی طرح بات بنائی نہین جاتی — ۱۵

نہ تنہا شمع پر جلنے کو کچھ پروانہ آتا ہے — کہ تمپر ہی فدا ہونیکو یہ دیوانہ آتا ہے
تسلی دلکو دیتا ہون کہ وہ جانانہ آتا ہے — نہ گھبرا اب شراب ساقی و پیمانہ آتا ہے
کبھی عاشق ہوے بیٹھے سو جینا نہ آتا ہے — نظر بکھر ہوئی ہے جھومتا مستانہ آتا ہے
ٹپکتا خون دل فرقت مین پھر تو ہر پلک سے — ہمارے روبرو آنکھون کے جب پیمانہ آتا ہے
جو سن لیتے ہین ہم قصہ کہین فرہاد و مجنون کا — ہمین بھی یاد کیا کیا اپنا پھر افسانہ آتا ہے
تمہارے دیدۂ میگون کا ہمنے یہ اثر دیکھا — کہ جو اس بزم سے آتا ہے وہ مستانہ آتا ہے
نشے مین تم بہکتے ہو خبر اتنی نہین رکھتے — کہ آتا ہے کوئی اپنا دیا بیگانہ آتا ہے
بہت سلجھاتے زلفونکو ہو شانہ سے صنم یون تو — کسیکا دل بھی الجھا آپکو سلجھانہ آتا ہے
وہ آیا سامنے کوچہ ذرا یاری دے ای ہمت — عدو از ضعف دل اٹھکا تو کب اٹھانہ آتا ہے
ستم دیکھو کہ نالونکو مرے کہتے ہین وہ سنکر — جدا جانے کوچہ مین کیون دیوانہ آتا ہے
عدو بھی ساتھ ہے ستا اب کچھ تو ہی غیرت کر — تجھے بھی جوش کچھ ای ہمت مردانہ آتا ہے
شب فرقت مین آنکھونسے نہین تھمتی ذرا آنسو — کہ فوارہ سے جیسے آب تابانہ آتا ہے
کبھی گریہ کبھی نالہ کبھی فغان کبھی حسرت — شب فرقت مین جسم و دم یادِ وہ جانانہ آتا ہے
کبھی صدمہ جگر پر ہی کبھی دل پر کبھی جان پر — وفا بھی کرتے ہو یا ظلم ہی جانانہ آتا ہے

فغان مین درد ہے اسکے کہین عاشق نہ ہو یارو

۱۶۷ | کہ نالے کرتا راتون کو جو اک پروانہ آتا ہے | ۱۹

پھر گئے اغیار سے ادہر نہ ہوئی — ہمپہ تو مہر کی نظر نہ ہوئی
لاکہہ محشر گزر گئے سر پر — شب ہجران کی پر سحر نہ ہوئی
شعلۂ سوز دل سے ہوکے خجل — شمع روشن مزار پر نہ ہوئی
اسطرح لیگیا مرے دل کو — کہ مجھے مطلقاً خبر نہ ہوئی
لاکہہ چارے کیئے مسیحا نے — پر دوا کوئی کارگر نہ ہوئی
چشم حسرت لڑی رہی شب بہر — در سے اپنے ادہر ادہر نہ ہوئی
چارہ کیا ہو کہ ناتوانی سے — نبض محسوس بیشتر نہ ہوئی
جسطرف اٹہہ گئی الٹ دی صف — اک قیامت ہوئی نظر نہ ہوئی
دشت الفت مین کتنے ہی دوڑے — اسکی وسعت کی کچھ خبر نہ ہوئی
ہم ذرا غرق ہو چکا عالم — اب بہی تسکین چشم تر نہ ہوئی
کون سی تہی سنان مژگان جو — آشنائے دل و جگر نہ ہوئی
نہ ملی مے تو خون دل ہی پیا — کچھ پیے بن میری بسر نہ ہوئی
میرے چاک جگر پہ ہنستا ہے گل — اپنے دامن کی کچھ خبر نہ ہوئی
ہوگی کوئی جہان مین آفت جو — اس دل بیقرار پر نہ ہوئی
اک جہان مین مرا ہوا ماتم — نہ ہوئی تمکو پر خبر نہ ہوئی
کب نہ خون دل آنکہہ سے ٹپکا — خون سے کب آستین تر نہ ہوئی
روز محشر سے بڑہ گئی شب ہجر — نہ ہوئی جلوہ گر سحر نہ ہوئی
آندہیان کیون جہان مین آئین — دیدۂ تر سے خاک تر نہ ہوئی

۱۶۸ | عاشق خستہ ہے وہ گم گشتہ + موت بہی جسکی راہبر نہ ہوئی | ۲۹

آتش غم کو ترپ دل کی غضب بھڑکا ہے ۔ شعلے وہ اٹھتے ہیں جس سے کہ رخ بھی جلجائے ہے
روز یان قاتل پے مشق ستم آجائے ہے ۔ ذبح تو کرتا نہیں بسمل کو تڑپائے ہے
حسرتو نکا خون ہوا ہے دل ہی نکلا جائے ہے ۔ گھٹتی ہیں مایوسیاں اب وہ یہان گھبرائے ہے
دل ہی جب ہوتا ہے مائل عمر جب پہنچائے ہے ۔ یاد بھی اصلی ہمیں تیری پہروں ہی تڑپائے ہے
وصل کی شب بھی ہمین کیا کیا مزہ دکھلائے ہے ۔ شوق بڑھتا جائے ہے جتنا کہ وہ شرمائے ہے
دم بدم شوق شہادت ہمکو ہوتا ہے فزون ۔ کان میں اللہ اکبر کی صدا آجائے ہے
الامان سب مانگتے آہ شرر فشان سے ہمین ۔ آفت سوزش آگ کے شعلے بہت بھڑکائے ہے
بل بے طولانی شب غم کی کہ کم ہوتی نہیں ۔ رات بڑھتی جائے ہے اور جان گھٹتی جائے ہے
حلقہ کاکل سے یہ ہوگا نہیں ہرگز جدا ۔ دل الجھتا جائے ہے جتنا کہ وہ سلجھائے ہے
صدمہ فرقت سے یہ سارا بدن ہی گل گیا ۔ میں ہمیں کھاتا ہون غم کو غم ہی مجکو کھائے ہے
ہیں پہنچنے دیکھنے کوچہ تک اسکے کسطرح ۔ ناتوانی ہر قدم پر ہمکو اب بٹھلائے ہے
انتظار حشر ہی اب تو قیامت ہو گیا ۔ دیکھیے دیدار ہمکو کب خدا دکھلائے ہے
جو بچے اس جہان میں وہ ہی اچھا ہے بشر ۔ آبرو تو عشق میں سب خاک میں ملجائے ہے
ناصحا تقریر سے تیری الجھتا دل ہے اور ۔ یہ نہیں پھندا ہے وہ جسکو کہ تو سلجھائے ہے
تم وہاں بزم عدو میں عیش کرتے ہو مدام ۔ صدمہ فرقت میں یان تو نیند بھی اڑجائے ہے
ابروے خمدار کا کافی اشارہ ہمکو ہے ۔ قتل کرنے کو یہ قاتل تیغ کیون چمکائے ہے
پانو کے ہر آبلہ کو خار سے اب انس ہے ۔ یاد مژگان بھی تری کچھ لطف ہی دکھلائے ہے
ضعف دل نے ہجر میں آخر مجھے گھبرا دیا ۔ اک اٹھاتا ہے مجھے اور دوسرا بٹھلائے ہے
اسقدر رکھتا ہے نخوت سے تنفر روزگار ۔ جو چلا تنکر یہان بستی اسے دکھلائے ہے
لیس شب لیدا سے دل اب تو مرا گھبرا گیا ۔ کیون مجھے کالی بلا منہ آنکر دکھلائے ہے
مے سے توبہ جبتک زاہد اسقدر توکی نہیں ۔ پی ہی لیتے ہیں کبھی جب مفت کی ملجائے ہے

ہے دل نازک یہی الجھا دیکھئے کیسی بنی
آج وہ شانہ سے اپنی زلفکو سلجھائے ہے

ذبح کرتا مجکو ہے اللہ اکبر کہکے وہ
کیونکہ لوٹون پانون پر یہ تو ادب کی جائے ہے

زندگی اتنو تصور سے شب فرقت مین ہے
دلکو تسکین ہوتی ہے جب سامنے آجائے ہے

ہے یقین مجکو وہ یان آتے آتے رک گیا
کیا سبب ہے دل مرا جو خود بخود گھبرائے ہے

بیٹھے سمجھایا دل نقصان ہے دیکھا اور ملا
سحر ہے آنکھون مین اسکی دلبہ کیا بنجائے ہے

راہ الفت مین ہے کہیں ضعف نے اب دیکھیے
منزل مقصود پر کیونکر خدا پہنچائے ہے

وصل مین اسکے کبھی بند قبا کھلتے نہین
خوبی تقدیر سے کیسی گرہ پڑجائے ہے

۱۶۹	محو ہین عشق بتی مین ہم جو عاشق اسلیئے آنکھ کی پتلی نہین یہ عکس نقش پائے ہے	۲۳

کیا کہین ہم آکے یان کیا کر چلے
عمر کا پیمانہ اپنی بھر چلے

جان لبون پر ہے دل مضطر چلے
صدمہ فرقت سے ہم تو مر چلے

آئے تھے کیونکر یہان کیونکر چلے
غم سے پاک آئے تھے غم لیکر چلے

کوچہ جاناں سے آئے تھے ابھی
پھوڑنے اپنا وہین پھر سر چلے

سخت جانی سے اذیت ہے سوا
رگ کے گردن پر ترا خنجر چلے

یہ ترے دیوانہ کا ایسا حال ہے
جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

مرگئے جور بتان سے غم نہین
عاشقون مین نام پیدا کر چلے

اور کو قابو مین ہم کیا لائین گے
بس نہ اپنا اپنے جب دل پر چلے

عاشقونکا یہ بھی اک اعجاز ہے
تیری جانب لاشہ جو بے سر چلے

جان پر اپنی مصیبت آئے گی
آپ تو ہین یا لئیے اپنے گھر چلے

دیکھنا ملک عدم بھی ہے ضرور
سیر دنیا تو بہت کچھ کر چلے

جیتے جی نکلے نہ کوئے یار سے
جانب ملک عدم مر کر چلے

سیر دنیا دیکھکر یہ حال ہے
ہم عدم کو بھی تو اب ششدر چلے

سب سے پہلے مین لگا دون اپنی مہر
قتل کا بنوانے وہ محضر چلے

پھر رہے مژگان کا اشارہ غیر سے
پھر چبھو کر دلمین وہ نشتر چلے

یہ ہوا یا دنگہ مین تیری حال
سیکڑون دل پر مرے خنجر چلے

یان سے جانا کچھ اُسی کا خوب ہے
نامۂ اعمال جو دھو کر چلے

جسم کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کیجیے
قتل کر کے کیون ہمارا سر چلے

کیون نہ قسمت کا ہو شکوہ پھر بھلا
پیش یان کوئی نہ جب جوہر چلے

یہ عدم کا اور یہان کا حال ہے
آئے تھے گریہ کنان مضطر چلے

مانگ کا اُسکی تصور ہی رہا
لاکھہ آرے اپنے گو سر پر چلے

ضعف میں بھی اپنا ہے یہ حوصلہ
بار غم کو سر پہ ہم دھر کر چلے

۱۷۰ — کوچۂ جانان مین عاشق جاتے ہو
جو بغل میں لیکے اب بستر چلے — ۱۷

ساتھ اعدا کو لائے جاتا ہے
رشک سے وہ جلائے جاتا ہے

جسقدر تو ستائے جاتا ہے
دل ہی صدمہ اٹھائے جاتا ہے

یہ گیا وہ گیا دوہائی ہے
دل لئے میرا ہائے جاتا ہے

کاش دیوے کوئی تسلی یہ
نہ مرو اب وہ آئے جاتا ہے

وصل کب دیکھیے میسر ہو
اب تلک تو جھلائے جاتا ہے

ناصحا چھٹتی ہے کوئی لعنت
کیون تو باتین بنائے جاتا ہے

ہے ستم سے غرض کسے ہر روز
تیغ کو آزمائے جاتا ہے

وہ نہ آئین اگر نہین آتے
ذکر تو اُنکا آئے جاتا ہے

بعد مُردن ہے خاک سے نفرت
یون وہ دامن بچائے جاتا ہے

خوف کسکا ہے وہان تجھے قاصد
کیا کوئی تجھکو کھائے جاتا ہے

حوصلہ دیکھو اس مرے دل کا
داغ پر داغ کھائے جاتا ہے

بیحیا غیر ہے جو ملتا ہے +
مُنہ کی ہر روز کھائے جاتا ہے

اُسکی زلفون کا حال ہے ایسا
صید دل کو پھنسائے جاتا ہے

ذکر کرتا ہے اسطرح میرا
مجھکو گویا مٹائے جاتا ہے

اتنی بھی ناصحا نہ کر تقریر +
کیون میرا مغز کھائے جاتا ہے

ہمکو بھی دیکھنا ہے اب یہ ہی
کب تلک وہ ستائے جاتا ہے

۱۷۱	ہے عجب بچ گیا اگر عاشق دم ابھی تک تو آئے جاتا ہے	۷

ہماری حسرتین ایسی ترے تیغ تغافل سے
اُٹھا سکتا قدم ناقہ نہین جسکے بار محمل سے

ہماری سخت جانی وہ ہے جس سے منفعل ہوکر
ٹپکتا خون ہے ہر دم خنجر بیداد قاتل سے

ترے کوچہ کو گر گنج شہیدان کہیے زیبا ہے
پڑے کشتے ہین کتنے اور تڑپتے ہین بسمل سے

دُر مقصود ہاتھ آتا نہین ہے بحر اُلفت مین
مگر مانند موجین سر کو پھوڑین گرچہ ساحل سے

کہا قالوا بلیٰ تھا روح نے روز ازل مین ہی
نکلتی ہے صدا اللہ اکبر کی مرے دل سے

ہوئی بیتاب یہ بھی شیفتہ حُسن زیب محفل پر
ٹپکتے اشک حسرت ہین جو چشم شمع محفل سے

۱۷۲	خلش سے خوب آتے ہین مزے زخمونکے اے عاشق محبت دلکو پیکان سے ہے پیکان کو مرے دل سے	۱۰

بزم عدو مین شب کو نہ لے جان جائیے
بچتائیگا ورنہ کہا مان جائیے +

ہے روز عید دلبر ہے قربان جائیے
عاشق نثار کرنے دل و جان جائیے +

تو ایک بار دیکھ لے جو پڑی رحم آئے
وان پارہ پارہ کرکے گریبان جائیے +

دل کیا کہ جان تک بھی تو حاضر حضور ہے | جو مدعا میں عرض کروں مان جائیے
قربان ہزار جان سے کیونکر نہ اپنے ہوں | کس ناز سے وہ کہتے ہین قربان جائیے
کوئے بتان کو جاتے ہو او دل سدھارئیے | اللہ آپکا ہے نگہبان جائیے
مثل غبار کوچہ سے اُسکے چلے تھے ہم | وحشت پکارے خاک دلجہان جائیے
دکھلا کے داغ دلکے نئے گل کہلائیے | جی چاہتا ہے سوئے گلستان جائیے
جاتے ہین آپ دل ہی لئے جاتے ساتھ ہین | بستی ہماری کرکے نہ ویران جائیے

١٧٣ وہ ہی تو ہے کہ جس سے نہ چھپتا تھا کوئی راز
عاشق کو ہوئیے نہین پہچان جائیے ١٤

اُسپہ قربان ہوا جاتا ہے | دل تو نادان ہوا جاتا ہے
اشک طوفان ہوا جاتا ہے | قطرہ عمان ہوا جاتا ہے
ہون پریشان نہ صبا زلف کے بال | دل پریشان ہوا جاتا ہے
جان پہچان نہین ہے گویا | ایسا انجان ہوا جاتا ہے
اس توقع پہ رسائی کی امید | بار دربان ہوا جاتا ہے
ہے ستم یہ کہ ستم میں بھی ادا | شکوہ احسان ہوا جاتا ہے
تیرے کوچہ میں تڑپتا ہے کوئی | کوئی بیجان ہوا جاتا ہے
خون ہوتا ہے شب ہجر مین دل | خاک ارمان ہوا جاتا ہے
بات کرتا ہون تو کہتے ہین نکل | سُن مرا کان ہوا جاتا ہے
غیر حیوان ہے نصیحت ناحق | کیا وہ انسان ہوا جاتا ہے
چرخ اتنا نہ لگا چکر تو | سر کو دوران ہوا جاتا ہے
اُنکا کیا جاتا ہے جاتے ہین اگر | ملک ویران ہوا جاتا ہے
تیز ہے ہمپہ نگاہ سفاک | غیر بیجان ہوا جاتا ہے

۱۷۴	اثر آہ سے اپنی عاشق صاف میدان ہوا جاتا ہے	۳۴

اپنے دامن سے وہ اڑانے لگے — کاش مٹی مرے ٹھکانے لگے
دام زلفون کا وہ بچھانے لگے — دل عشاق کو پہنسانے لگے
باغ مین جاکے مسکرانے لگے — تازہ گل اور وہ کہلانے لگے
دختر رز کو منہ لگانے لگے — شیخ جی اب تو راگ گانے لگے
رسم اعدا کو وہ گھٹانے لگے — ربط اتنا ہی ہم بڑھانے لگے
جسقدر ہمکو وہ ستانے لگے — ظلم اتنا ہی ہم اٹھانے لگے
محفل غیر سے وہ جانے لگے — مدعاے دل بر آنے لگے
بزم اغیار مین وہ جانے لگے — آتش رشک سے جلانے لگے
دار پر دار وہ لگانے لگے — ہم بہی قسمت کو آزمانے لگے
پہر وہ گیسو ہمین دکہانے لگے — پہر شب ہجر سے ڈرانے لگے
جذب دل ابتو کام آنے لگے — اپنے روٹھے کو وہ منانے لگے
غیر کا نام لیجیو قاصد — نام سے میرے کب وہ آنے لگے
انکو ڈر ہے کہین نہ جی اٹھے — نعش کو ہاتھ کیون لگانے لگے
چینخکر غیر دیکھیے بہاگا — جب وہ خنجر کو آزمانے لگے
ایک جلوہ ہی اسکا دیکھہ کے مے — محتسب ہاتھ سے پلانے لگے
اے صبا خاک ہی وہان پہنچا — کچھ تو محنت مری ٹھکانے لگے
دل جگر کو نوید زخمون کی — اب وہ چتون غضب لگانے لگے
قدرت حق کو دیکھہ لو زاہد — بت بہی باتین مین اب بنانے لگے
اٹھہ گیا پردہ حیا انکا — بے دھڑک اب وہ آنے جانے لگے

غیر سے ملکے پھر ملاپ کہان
ہمسے وہ آنکھ کیون ملانے لگے

خون پی جاؤن محتسب کا مین
بادہ منہ سے اگر چھوڑانے لگے

توسن ناز اور بھی چمکا
انگلی جب انہین گدگدانے لگے

بحر الفت مین لعین ہین غوطہ زن
دُرِ مقصود ہاتھ آنے لگے

دوستی کی جو ہمنے دشمن سے
وہ کہین اور آنے جانے لگے

ہے غزالون نے چوکڑی بھولی
بانسلی کیا وہ پھر بجانے لگے

جل کے دل راکھہ ہو گیا ہے جہان
ہم بھی دھونی وہین رمانے لگے

پھر مٹانے کو من چلا ہی کیا
کیون لگاڑا تھا کیون بنانے لگے

درد دلکو ہنسی مین ٹال گئے
رو دیا مین تو مسکرانے لگے

جب کہا مینے خیر ہے صاحب
منہ لگاڑا کہ منہ بنانے لگے

مال چوری کا گر نہین جوبن
پھر اسے آپ کیون چھپانے لگے

پیشِ دشمن ہین شکل آئینہ
اب ہمین کیون وہ منہ دکھانے لگے

ڈر رہا ہون کہ پھل برا نہ ملے
نخل حسرت مین پھول آنے لگے

بار حسرت نہ اٹھ سکا ہمسے
خالی ہاتھون ہی ہمتو جانے لگے

۱۷۵ — جب کمر خم ہوئی تو اے عاشق
جانبِ قبلہ سر جھکانے لگے — ۲۳

گردشِ چشمِ سیہ سے مرے اوسان گئے
تم ہمین پھیر مین لاؤ گے یہ ہم جان گئے

ناز و انداز و کرشمے کو ترے جان گئے
ہر ادا پر تری سو جان سے قربان گئے

انکی چتون کے اشارے کو ہمین جان گئے
رازدان ایک ہمین تھے ہمین پہچان گئے

حضرتِ دل بھی خدا خیر برا مان گئے
اجڑی بستی کے مرے تھے جو نگہبان گئے

جان لینے کے سب انداز تری جان گئے
مخلصی ہو گئی ہمین غم سے بجز جان گئے

وہ گئے جان گئی عیش کے سامان گئے | چہچہے قہقہے جاتے رہے اوسان گئے
ساتھ ہی آئے تھے اور ساتھ ہی ارمان گئے | ہم رہے یہ رہے جب ہم گئی ارمان گئے
دل عشاق اڑا بیٹھے کبوتر کی طرح | ملتے اب ہین کف افسوس کہ گردان گئے
بزم جانان سے نکالے گئے اعدا صد شکر | شادیانے بجے اچھا ہوا شیطان گئے
درد وہ درد کہ جس درد کا درمان ہی نہین | چارہ گر کے بھی مرے درد سے درمان گئے
جب کہا مینے کہ عدو سے لگاوٹ چھوڑو | للہ الحمد مری غرض کو وہ مان گئے
محفل غیر مین شب سنکے ہمارے نالے | بولے پہچان گئے جان گئے پہچان گئے
مرے نالے وہ قیامت کہ فلک تھرائے | سنکے فرمایا کہ خاموش مرے کان گئے
آئے جو گور غریبان مین وہ پائے آرام | چادر اشک تھی اک پاس سو ہم تان گئے
آئے جس سمت سے وہ ساتھ ہی فتنے آئے | جسطرف کو وہ چلے ساتھ ہی طوفان گئے
ہمین مٹی نے بلایا تو چلے کوچۂ یار | کبھی کانٹون نے پکارا تو بیابان گئے
شکن تکیۂ بالین کی پڑی ہے سلوٹ | داغ بوسہ کا نہین گال پہ ہم جان گئے
آئے جتنے ترے کوچہ مین ملے خاک مین وہ | اور گئے جتنے بہت خاک کو وہ چھان گئے
ہم مٹے ہائے مگر وصل کی حسرت نہ مٹی | دل گیا ہائے مگر دلسے نہ ارمان گئے
دونو ہاتھونکو دھرے بیٹھے ہو کیون سینے پر | تم کوئی چیز چرا لائے ہو ہم جان گئے
جذب مے نے انہین کھینچا طرف میخانہ | شیخ بھی آج تو ہونے کو مسلمان گئے
دیکھکر لغزش رفتار کہا فتنون نے | ہائے کیا چال ہے کیا ڈھال ہے قربان گئے

عشق اور عشق بھی عاشق سا الٰہی توبہ
قیس و فرہاد بھی جس عشق سے چین مان گئے

اے دل یہ بتا دے تجھے اصلی ہے خبر بھی | آتا ہے کبھی نخل تمنا مین ثمر بھی
عاشق سا نہ ہوگا کوئی آزاد بشر بھی | جینے کی خوشی جسکو نہین موت کا ڈر بھی

اے چرخ تجھے اپنی ہے سینے کی خبر بھی
نالے گئے بیکار تو کیا آہ سحر بھی ✤

دل پاس تمہارے ہے نہین مینے چھپایا
لو دیکھہ لو پہلو کے ادہر اور اُدہر بھی ✤

مدت سے پیاسے ہین چھکا دے ہمین ساقی
ہان بادۂ گلرنگ سے ساغر کہین بھی ✤

فردا پس فردا کے نہ اقرار پہ ٹالو
ہے شام ہی فرقت کی یہان اپنی سحر بھی ✤

وان دلمین ارادہ کیا جب قتل کا اُسنے
یان ٹکڑے بدن ہو کے اڑا دوش سے سر بھی ✤

آواز تو آتی ہے نظر کچھ نہین آتا
سُنتے ہین کہ ہے اُنکے دہن اور کمر بھی ✤

پھر جانکے دینے مین ہمین کیا ہے تامل
جب نذر ستم کر چکے دل کیا کہ جگر بھی ✤

جو دلکو تمنا ہے وہی شوق ہے ہمکو
ارمان شہادت جو ادہر ہے وہ اُدہر بھی ✤

ہے اس سے بھی ایزاد اثر آہ مین اپنی
اغیار تو کیا پہونکدے اغیار کا گھر بھی ✤

تاثیر شب ہجر کی تاثیر تو دیکھو
کرتین نہین تاثیر دعا ہائے سحر بھی ✤

وان شوق کہ زخمون پہ نمکدان ہون خالی
یان دل ہی نہین بلکہ ہے مشتاق جگر بھی ✤

اسطور ہی دل سے مرے اُٹھتے ہین شرارے
جسطور کہ پتھر سے نکلتے ہین شرر بھی ✤

زیبایش رخ خط کے نکلنے سے ہوئی اور
یہ کاتب قدرت نے لکھے زیر و زبر بھی ✤

جاتے رہے اقرار پہ گھر اُنکے اور اپنے
کروٹ کیطرح گاہ اُدہر گاہ ادہر بھی ✤

بیعانہ مین دل مول مین سر دیجیے دیتا ہون
ہوتا ہی ہر اک شے مین مفاد اور ضرر بھی ✤

کیا پوچھتے احوال ہو تم ملک عدم کا
اک ہو کا سا عالم ہے نہ دیوار نہ در بھی ✤

بوسہ کے عوض چاہیئے جو لیجیے صاحب
حاضر ہے یہ دل اور جگر بلکہ یہ سر بھی ✤

جب مینے کہا عجز سے آغوش ہے خالی
فرمایا نہ گھبرا تجھے ملجائیگا بر بھی ✤

١٧٧	پریان اُڑین منہ دیکھتا رہجائے اور عاشق لے بار خدا مجکو عطا کرنے تھے پر بھی	١٥

بجلی کیطرح پھرتی ہے ظالم کی نظر بھی
عشاق تڑپتے کچھ ادہر بھی ہین اُدہر بھی

جنبش سے بھی ابرو کے لچکتی ہے کمر بھی
اللہ رے نزاکت نہیں آتی ہے نظر بھی

کہدو شب ہجران سے نہ آئے مرے گھر بھی
کیا مانگتی ہے وہ کوئی قرضہ مرے سر بھی

اللہ رے صفائی جسے تا کا اُسے مارا
کمبخت غضب کا ہے ترا تیر نظر بھی

ہے آج خبر گرم وہ آجائیں تو اچھا
اے جان بلب آمدہ کچھ دیر ٹھہر بھی

بھٹکی ہوئی پھرتی ہیں شب ہجر میں آہیں
وہ مجھسے خفا اُنسے خفا اُنکا اثر بھی

اے دل تو ہی پاس اُنکے ذرا یاد دلاتا
جب سیر کو نکلیں وہ چلے آئیں ادھر بھی

جھومر یہ ترے عقد ثریا کو ہوا رشک
اُڑ دیں تو فدا ہوتے ہیں لعل او گہر بھی

یہ طرفہ ستم ہے کہ دم خواہش درمان
بیمار سے بولے کہیں بھی کہیں مر بھی

وہ دل سے گئے کیا کہ سبھی پھر گئے مجھسے
اب آنکھ دکھاتے ہیں مجھے دیدۂ تر بھی

تھے داغ تو ہجران کے کلیجے پہ ہمارے
عصیان نے کیا گوشۂ دامان کو تر بھی

میں ہوں وہ سیہ بخت کہ آکر مرے گھر میں
منہ شام کے پردے میں چھپاتی ہے سحر بھی

پہنچا یہ وہاں تک کہ ملایک رہے عاجز
پیدا کیا اللہ نے کیا چیز بشر بھی

کیا کھل گئے کچھ راز نہان بزم بتان کے
دربانوں نے جو بند کئے روزن در بھی

۱۷۸	عاشق کی محبت نے غضب دھوم مچائی جو حال ادھر بھی ہے وہی حال اُدھر بھی	۲۱

کل شب وصل نہیں کی تھی مری جان کیسے
آج تم پھر تو کہو میں تو سنوں ہاں کیسے

چین و آرام گیا اور ہیں پریشان کیسے
اُنکو دل دیکے ہوئے ہائے پشیمان کیسے

تھک گئے ہاتھ نکالوں کوئی ارمان کیسے
جوش وحشت میں سیوں چاک گریبان کیسے

آگ سی آگ بھڑکتی ہے مرے سینہ میں
مرے پہلو سے نکالے کوئی پیکان کیسے

شب فرقت میں جھپکتی نہیں اک پل بھی آنکھ
خواب عنقا ہوا پھر خواب پریشان کیسے

اور مغرور ہو یہ شیشۂ دل توڑ دیا
آئینہ اُنکو دکھا کر ہوئے حیران کیسے

مر گیا کون جفاؤن کا اُٹھانے والا ‍ ‍ ‍ ‍ بال کھولے ہوئے پھرتے ہو پریشان کیسے

جسکی رفتار سے یہ چرخ و زمین تھرائے ‍ ‍ ‍ ‍ پائے کوبان نہ ہو پھر سرو گلستان کیسے

کوئی ارمان نہ نکلا نہ ہوا وصل نصیب ‍ ‍ ‍ ‍ ہاتھ خالی ہین چلے بے سر و سامان کیسے

سرد مہری نے کیا تیری تو ٹھنڈا ہمکو ‍ ‍ ‍ ‍ شعلے پھر اُٹھتے ہین دل سے شرر افشان کیسے

غرق عالم یہ بہی طوفان نہین تھمتا ہے ‍ ‍ ‍ ‍ تجکو تسکین ہو پھر دیدۂ گریان کیسے

آمد آمد ہے اُسی گل کی جو گل خندان ہین ‍ ‍ ‍ ‍ ہین نوا سنج چمن مرغ خوش الحان کیسے

ناصحو مینے تو مانا کہ مین اُلفت نہ کرون ‍ ‍ ‍ ‍ یہ تو بتلاؤ کہ مانے دل نادان کیسے

وہ سمجھتا ہے کہ جی جائین گے مرنے والے ‍ ‍ ‍ ‍ پھر وہ آئے طرف گور غریبان کیسے

آرزوئین مری تم پوچھتے کیون آئے ہو ‍ ‍ ‍ ‍ دل ہی باقی نہین پہلو مین تو ارمان کیسے

لے مین آون گا تری گہر مین تصور بنکر ‍ ‍ ‍ ‍ روکتے ہین مجھے دیکھون ترے دربان کیسے

زردی چہرہ بنی صیقل آئینۂ دل ‍ ‍ ‍ ‍ راز اُلفت کا کھواب رہے پنہان کیسے

باغ فردوس مین حورین تو بہت پردہ کہان ‍ ‍ ‍ ‍ چھوڑ دون اُسکے لیئے کوچۂ جانان کیسے

آپکے گال جو کاٹے تو مزا بہی آئے ‍ ‍ ‍ ‍ اب یہ کہیئے کوئی کاٹے شب ہجران کیسے

تپش و درد و گرانجانی و سرگردانی ‍ ‍ ‍ ‍ میرے گہر مین تو سبھی کچھ ہے بیابان کیسے

۱۶۹ ‍ ‍ منہ تو عاشق سے چھپاتے ہو مگر یہ تو کھو ‍ ‍ اُبھرے جوبن کو چھپاؤ گے مری جان کیسے ‍ ‍ ۱۵

یا الٰہی یہ کٹے گی شب ہجران کیسے ‍ ‍ ‍ ‍ ہاتھ آئے وہ مرے فتنۂ دوران کیسے

توسن ناز کو کتنا ہی وہ ٹھکراے مگر ‍ ‍ ‍ ‍ ہون سبک مثل صبا چھوڑ دون گا دامان کیسے

ناتوانی سے ہوئی کتنی مجھے سیر نصیب ‍ ‍ ‍ ‍ ہر قدم پر ہین مرے ساتھ بیابان کیسے

داغ ہائے شب ہجران کو مٹاتا مین اگر ‍ ‍ ‍ ‍ آپ پھر دیکھتے یہ سیر چراغان کیسے

آزما لیجے یہان آئے عدو کو بہی کبہی ‍ ‍ ‍ ‍ بوالہوس کی کٹے دیکھین شب ہجران کیسے

مینے کی عرض کہ مرتے ہین تمہارے غم مین ‍ ‍ ‍ ‍ ہنسکے فرمایا کہ دیکھین تو سہی ہان کیسے

حور و غلمان کو نہین حسن سے تیرے نسبت | پھر مشابہ تری ہو صورت انسان کیسے
دست وحشت کٹنے جاتا ہے جدا اک اک تار | بخیہ گر کوئی سیئے چاک گریبان کیسے
تری محفل سے نکالے تو نکالے کوئی | جز ترے دلسے نکالے کوئی ارمان کیسے
مجھمین بو آتی ہے اُسکی تو ادب سے دیکھو | ہڈیان جو ہے سگ کوچہ جانان کیسے
دل لگاتے کہین ناصح تو خبر ہوتی کچھ | تفتہ دل تفتہ جگر ہوتے ہین انسان کیسے
رخنہ در سے نظر بنکے ہی جاتے ہین وہان | پھر ہمین روک سکے یار کا دربان کیسے
گوئے سبقت تری تعریفونسے مین لیجاؤنگا | چھوٹ جائیگا مرے ہاتھ سے میدان کیسے
گرم بازاری ہے انکی مرے قتل پہ جب | ہم نفس دیکھیے بچتی ہے مری جان کیسے
مین نہ کہتا تھا کہ الجھاؤ نہین دل اسمین | کیون الجھتے ہو سنوارو بال پریشان کیسے

۱۸۰

ناز کیا کرتے ہو ہجو اسپہ اپنی عاشق
ہوگئے اگلے زمانے مین سخندان کیسے

۱۵

وہان جشن ہین ہر زمان کیسے کیسے | مین غم کھا رہا ہون یہان کیسے کیسے
دھرا کوہ غم سر پہ سینہ پہ پتھر | اٹھائے ہین بار گران کیسے کیسے
عوض گل کے صدمے اسیر قفس کو | دکھائے ہین اے باغبان کیسے کیسے
گلی ہے تری عرصہ حشر ظالم | اٹھے فتنہ ناگہان کیسے کیسے
مین اغیار کی طرح اوچھا نہین ہون | چھپائے ہین راز نہان کیسے کیسے
نہ طاقت نہ ہمت نہ جرأت نہ قدرت | گھرا ہے دل ناتوان کیسے کیسے
اگر داغ ہجران نہین ہین بدن پر | کہون اور کیا ہین نشان کیسے کیسے
دم نزع بھی کام آتے نہین ہو | بنے ہو مسیح جہان کیسے کیسے
یہی قبلہ دل یہی کعبہ جان | نہ چوموں ترا آستان کیسے کیسے
اسے بھی تری جستجو روز و شب ہے | یہ کہتا ہے چرخ آسمان کیسے کیسے

حسینونکو آتی ہین چالین غضب کی — مٹائین ہین نام و نشان کیسے کیسے
یہ صورت یہ سیرت یہ غمزہ کرشمہ — بچائین گے ہم اپنی جان کیسے کیسے
وہ ناز کے آئے مین لاغر ہون جاؤن — دہان کیسے کیسے یہان کیسے کیسے
اٹھائے ہین مجنون لے ہمراہ محمل — شتر غمزہ ساربان کیسے کیسے

۱۸۱	پھسل جاتے ہو اچھی صورت یہ عاشق سنبھلتے نہین ہو جوان کیسے کیسے	۱۷

روح قالب مین جب سے آئی ہی — عشق خوبان کو ساتھ لائی ہے
غیر سے آنکھ کیون لڑائی ہی — بس اسی بات پر لڑائی ہے
ہے عدو ساتھ پھر صفائی کہان — اب صفائی کی بھی صفائی ہے
تم ہو اور نغمہ ہائے عشرت خیز — ہم ہین اور نوحہ جدائی ہے
ہم کہان اور وصل یار کہان — کس نے بے پر کی یہ اڑائی ہے
کہلون قاصد سے اے اجل دم لے — ایک بات اور یاد آئی ہے
بادشاہی سے جو کہ بہتر ہے — کیا ہے اُس کوچہ کی گدائی ہے
آئینہ پھر ہوا دو چار کہین — وہ جو مغرور خود نمائی ہے
داغ دل کو عزیز رکھنا تم — عمر بھر کی یہی کمائی ہے
جسطرف کو گزر ہوا اُسکا — دھوم ہے شور ہے دہائی ہے
دلمین کچھ اور بر زبان کچھ اور — زاہدو کیسی پارسائی ہے
مین کہان اور عشق حور کہان — انکو اک چھیڑ ہاتھ آئی ہے
ایک جلوہ ہی دیکھتے جان دی — واہ کیا خوب رونمائی ہے
صاف خنجر کو کر اڑا یا سر — اس صفائی مین یہ صفائی ہے
بعد مدت کے آج بادہ کشو — تھوڑی سی تلچھٹ ہاتھ آئی ہے

آنکھ ملتی نہین ملاتے ہو کیا — آنکھ تمنے کہین ملائی ہے

۱۸۲	بت پرستی کو چھوڑیئے عاشق دیکھیے کیسی جگ ہنسائی ہے	۹

شب وصال ہے باتین کرو صفای کی — صنم سنو نہین تم داستان جدای کی
مین کیون ڈرون اگر آئے حشر آنے دو — قیامت ایک ہے کچی گھڑی جدائی کی
خدا سے کرتے ہین ہمکو فراق کے شکوے — لحد مین ساتھ ہے گھڑی شب جدای کی
رہا نہ طور ... تو سرمہ کیوا سطے تمکو — ضرور ہوگی ضرورت شب جدای کی
قسم تمہاری ہے ہو جائیگا بتو اندھیر — اگر سنائونگا پوتھی شب جدای کی
لبون پہ دم ہے کہین جلد آمسیحا دم — نہین ہے تاب مرے دلکو اب جدای کی
فقیر مست ترے حال وصل کیا جانین — کراوڑھے بیٹھے ہین کملی شب جدای کی
جو ہاتھ تمنے ہی رکھا تو دور پھینکدیا — لگائی ہین وہ کمر مین گھڑی جدای کی

۱۸۳	سیاہ ہین خط قسمت کے حرف سب عاشق گھلی ہوئی ہے سیاہی شب جدائی کی	۱۱

تو وہ بڑا کہ نہین حد تری بڑائی کی — تو وہ خدا کہ نہین انتہا خدائی کی
ہماری اس سے جو صورت ہوی صفای کی — ہجوم غم نے عدو پر بڑی چڑہائی کی
نہ دیکھی بات کوئی ہم نے بے ریائی کی — بہت تھی زاہدونکی دھوم پارسائی کی
ہمارا دل لیا پھر اُسپہ کج ادائی کی — وہ دلربا کی تو نے یہ آشنائی کی
کچھ انتہا نہین ظالم تری برائی کی — عوض وفا کے ہمیشہ ہی بیوفائی کی
جناب حضرت دل تمکو خوب جانتے ہین — جو کچھ کہ ساتھ مرے آپنے بھلائی کی
ملا کے خاک مین کہتے ہو کس صفای سے — صفائی دیکھ لی خواہش تھی جو صفائی کی
ملے بہت سے نہ ایسا ملا جو ہنس سے ملا ہے — بہت سی چھان چکے خاک ہم خدائی کی

پر ونکو نوچ لیا صید عشق کے صیاد نے — رہائی کی بھی تو اچھی مری رہائی کی
گدائے کوچۂ جانان ہون مرتبہ ہے بڑا — کہ میرے نام سے بہاگی بے نوائی کی

۱۸۴	نہ رام بت ہوئے کعبہ ہی کو چلو عاشق بتون کے در پہ عبث تمنے جبہہ سائی کی	۹

نہ آیا تو توقع گئی رہائی کی — نہ آئی موت بھی نزدیک گرچہ آئی کی
نظر لڑی نہ کسی سے تو یان صفائی کی — لڑائی آنکھ کہین اور تو لڑائی کی
یہ کس مسیح کی الفت نے دلربائی کی — کہ پھر گئی مری بالین سے موت آئی کی
کبھی جلا دیا مجکو کبھی ہلاک کیا — کھلے صفائی کی اسنے کھلے لڑائی کی
کبھی نہ چین ملا اور کبھی نہ کچھ آرام — بری گھڑی دل مضطر نے آشنائی کی
ہمین تو عالم ہستی مین اک نکمے ہین — تمہین کمین سب خوبیان خدائی کی
جو پاکباز ہین انکو کچھ اور آنکھین مین — بتون مین دیکھتے ہین شان کبریائی کی
نہ آیا وہ تو رہے انتظار مین تھمکے — ہزار بار اجل گرچہ سر پہ آئی کی

۱۸۵	ملے نہ کیون تمہین شاہونکا مرتبہ عاشق بہت دنون در خواجہ پہ ہے گدائی کی	۱۸

دل جسکو سمجھتے ہو وہ پہلو مین گمان ہے — جو کچھ نظر آتا ہے وہ حسرت کا نشان ہے
بجلی کیطرح دل کبھی یان ہے کبھی وان ہے — گہ میکدہ مین گاہ سوئے کوئے بتان ہے
گو کچھ بھی نہ ہو نام تو آخر بزبان ہے — کہنے کی ہے یہ بات کمر ہے نہ دہان ہے
پھر کسلئے دل آج تو سرگرم فغان ہے — پھر کیا ہوس مرگ ہے جو یاد بتان ہے
گو حسن ترا رشک حسینان جہان ہے — عاشق کو بھی دیکھو کہ نئی رنج کا جوان ہے
وحشت مین وہ پردہ وہ گریبان کہان ہے — ہان راز ترا پردہ نشین دلمین نہان ہے
اس گلشن ہستی پہ نکر ناز تو گلچین — پژمردہ ہین یکروز یہ گل اور خزان ہے

مانند حباب اپنا ہے رہنا کوئی دم کا
کشتی حیات اپنی بہت تیز روان ہے

لب کھولو تو گفتار کی ہو عقدہ کشائی
خاموش ہین گو منہ مین ہماری بہی زبان ہے

اے بادہ کشو چین کرو خوب بن آئی
زاہد بہی ہوا معتقد پیر مغان ہے

اعدا کے تعشق مین سبھی کچھ ہے گمایا
پہلا سا وہ انداز و ادا ناز کہان ہے

جینے سے تو مرنے کو غنیمت ہین سمجھتے
جاتے ہین وہان آئیگا سب اہل جہان ہے

اُس بت کو ہوے دیکھ کے کچھ ایسے ہی بیخود
گو جانتے تھے جانکا تعشق مین زیان ہے

کہتا ہون نہ اپنی نہ مین سُنتا ہون کسی کی
سُننے کو مرے کان ہین کہنے کو زبان ہے

ساقی نہین جب جوش سے دل خون ہوا ہے
شیشے مین بھرا خون ہی یہ بادہ کہان ہے

بولے جو ہمین خاک اُڑاتے ہوئے دیکھا
دل دین تمہین لو آو ادہر آو یہان ہے

گوش شنوا ہون تو سخن کی ہے جبھی قدر
میرے بہی دہان مین وہ زبان سحر بیان ہے

۱۹	کہتے ہین کہ عاشق سے ہی تہی بزم کی رونق اب آہ نہ نالہ نہ بُکا اور نہ فغان ہے	۱۸۶

جھیلی جاتی نہین فرقت کی مصیبت ہمسے
پھر گئے پھر گئی کیون چشم عنایت ہمسے

آپکا قصد محبت ہے اگر غیرون سے بلا
قرض لے لیجیے تھوڑی سی محبت ہمسے

دل تو کیا جان ہی جائے تو یہ جائے لیکن
نہ مٹے گی نہ گھٹے گی کبھی چاہت ہمسے

داغ دینے سے کلیجے پہ ملیگا کیا پھل؟
کیون چھپاتے ہو بھلا چاند سی صورت ہمسے

کچھ بھی پلے نہ پڑا مفت مین ایمان گیا
بات کرتی ہی نہین دیر کی مورت ہمسے

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے اچھا لیلو
شرط یہ ہے کہ نکرنا کبھی حجت ہمسے

ناصحا یار سے ملنے کی منا ہی کیسی
نہ چھٹے گی نہ چھٹے گی کبھی عادت ہمسے

غیر کے نام سے نفرت ہے نہ کیجے صاحب
اُسکی تعریف تو کیا بلکہ شکایت ہمسے

اُنکے آنے کی خبر بزم عدو مین سُنکر
جی مین آتا ہے کہ بدل لے کوئی صورت ہمسے

بے بلائے چلی آئی ہے خدا خیر کرے
دیکھیے کہتی ہے کیا بات قیامت ہمسے

قتل ہم ہوگئے اور خون چھپایا اسکو
اور کیا ہو تری شمشیر کی دعوت ہمسے

نام جنگل مین جنون سے ہے ہمارا روشن
اور بستی مین ہوئی آپکی شہرت ہمسے

عید کا سمجھی ہے دن کرتی ہے جو پیار ہمین
ہوتی کیون ورنہ بغلگیر ہے تربت ہمسے

کیا کہا ساغر و مینا کو جناب زاہد
اسطرف آنکھ ملانا جی حضرت ہمسے

پھیر لیتے ہین جو وہ آنکھین تو غضب ہوتا ہے
بال باندھی ہوئی پھرتی ہے طبیعت ہمسے

اپنی مٹی مین ہے رنج و غم و حرمان کا خمیر
ہم ہین حسرت سے بھرے اور ہے حسرت ہمسے

دام گیسو سے رہا کیجیو جب جی چاہے
پوچھنے آئے ہو کیون قید کی مدت ہمسے

ناتوان دیکھ کے ہمکو شب فرقت عاشق
کشتیان لڑنے لگے ناز و نزاکت ہمسے

١٨٧ | نہین معلوم کہ ہو جاتی ہے کیون گل عاشق
کسلئے جلتی ہے شمع سر تربت ہمسے | ١٨

فتنہ خو لگگئی دل چھین کے جھٹ پٹ ہمسے
اور پھر سامنے آنے مین ہے گھونگھٹ ہمسے

نہ ہٹین گے ہٹانے کی تو کر ہٹ ہمسے
نہ چھٹے گی نہ چھٹے گی تری چوکھٹ ہمسے

خاطر غیر سے رکھتے ہین رکاوٹ ہمسے
ہم گئے پاس تو بولے کہ پرے ہٹ ہمسے

آؤ ملجاؤ گلے اور ہو غٹ پٹ ہمسے
جانے دو جانے دو کیون کرتے ہو جھنجھٹ ہمسے

کہتے ہین منہ کو بنا پھیر کے کروٹ ہمسے
جائیے جائیے کیجے نہ لگاوٹ ہمسے

سوگئے ہمتو ہم آغوش ہو خواب مین وہ
ابتو کرنے لگے کچھ کچھ وہ لگاوٹ ہمسے

مرے نالے شب فرقت مین وہ ہرکارے ہین
کرتے ہین محفل دشمن کی رپورٹ ہمسے

آگیا ابتو وہ ہم مرتے تھے جسکی خاطر
اے اجل سامنے سے جلد پرے ہٹ ہمسے

ایک بوسہ کی طلب مین ہوئی محنت برباد
وصل کی رات ہوئی یار سے کھٹ پٹ ہمسے

چال ہے تیری صبا تو چلے ہمسے آگے
تیز چلتی ہی تو چل دیکھ لیں سرپٹ ہمسے

زلف ناگن کیطرح کاٹ کر جاتی ہی پلٹ
اسطرح غیر کو دیکھا وہ پھر جھٹ ہمسے

دل یہ ہٹتا ہی نہین پہلو سے دلگے اُٹھے
حال کہہ کیونکہ چھپے کوئی پرپوٹ ہمسے

دیکھہ لی انکی بناوٹ نہین تو بگڑے کیون
زاہدا اتنی تو کیجیے نہ بناوٹ ہمسے

کہکشان وار چکا چین جبین پہ فلک
مانگتی کیا ہی یہ پیشانی کی سلوٹ ہمسے

صلح کرلین تہ خنجر کے گلے ملکے یہان
قتل کیوقت نہ رکھیو وہ رکاوٹ ہمسے

ہائے کس ناز سے کہتے ہین شب وصل مین وہ
ہو چکی بات جو ہونی تھی پرے سٹ ہمسے

مدتون پھوڑ چکے سر ہین جبین گھس گھس کے
اسلیے ہے تری چوکھٹ کو لگاوٹ ہمسے

۱۸۸
آہ و نالون کی صدائین جو ہو کرتے عاشق
سیکھہ جائے یہ ترانہ کوئی تر ووٹ ہمسے
۲۵

مر گئے پھر بھی خاک چھانی ہے
بدگمانی سے بدگمانی ہے

گر نہین تیغ آزمانی ہے
دوش پر سر کیا یان گرانی ہے

سیر گلشن بہ یار جانی ہے
اور بلبل کی لن ترانی ہے

خوش بیانی سے خوش بیانی ہے
بات سے یا گہر فشانی ہے

انتظاری مین جان جانی ہے
نامہ بر کی یہی زبانی ہے

گرچہ دنیا مقام فانی ہے
نام رہتا ہی جاودانی ہے

داغ دل ہے بہت عزیز مجھے
یہ کسی دوست کی نشانی ہے

وہ نہ آئے تو ہی آئے مرگ
آخرش ایک روز آنی ہے

جلوۂ رخ دکھا دیا کیجے +
دید سے اپنی زندگانی ہے

وحشت دل ہی دم بدم بڑھتی
ان دنون زور پر جوانی ہے

ناز اسپر نہ کیجیے صاحب
زندگانی یہ آنی جانی ہے

چاہے جسطور آزما دیکھو
میری الفت گر آزمانی ہے

دن تو گزرا تڑپ تڑپ کے تمام — رات اندھیر کی یہ آنی ہے
عاشقی ہو گئی بہت ارزان — حسن خوبان کی پر گرانی ہے
گالیان غیر دین پہ اُنکا مُنہ — آگئی یہ بھی مہربانی ہے
ہاتھ کو کب رسائی محرم تک — اُڑتی چڑیا بھی ہاتھ آنی ہے
دلکا ماتم کہان تلک کیجے — نوحہ خوانی سی نوحہ خوانی ہے
وصل کی بات جب مین کہتا ہون — کہتے ہین قصہ و کہانی ہے
بات بھی بار بار بار ہوئی — اسقدر ضعف و ناتوانی ہے
ناز ہر بات سے ٹپکتا ہے — اُنکی چڑھتی ہوئی جوانی ہے
قطعہ
ساقی مہوش کے ہاتھ سے آج — زاہدونکو بھی مے پلانی ہے
تالہ تقوے دہرا رہے اُنکا — دیکھین پھر کیسی سبحہ خوانی ہے
آگ تھا دل ہوا ہوا جل کر — ڈھونڈھتے کیا ہو خاک پانی ہے
چھپا تو جسطرح ڈھلتی پھرتی ہے — اسطرح عمر کی روانی ہے

۱۵	عشق خوبان نیا نہین عاشق لاگ دل کو بہت پُرانی ہے	۱۸۹

کیا دورِ چرخ نے وہ ستم کہ سبھونکا سینہ فگار ہے
پڑا ایسا تفرقہ کیا کہون کہ نہ جسکا کچھ بھی شمار ہے
کوئی آہ سرد ہی کھینچتا کوئی داغ غم مین ہے مبتلا
کوئی درد دل سے ہے لوٹتا کوئی دورِ چرخ سے زار ہے
یہ اُٹھاتا تھا فتنہ لنگوٹشہ اُنہین اُنکا ساتھ ندینا تھا
کرین کیون شکایت آسمان یہ کیا نہین تو کار ہے
پھرے حاکم اپنے سے کیون بھلا کہ تھے جنکے امن مین بیٹھے تم

یہ بلا ہے بدلا اُسیکا سب کیا حق نے تمکو جو خوار ہے
یہ رعایا پرور و دادگر نہ کبھی ستم پہ انہیں نظر
یہ مدام رکھتے ہین سبکو خوش کہ یہی انہون کا شعار ہے
مگر اتنی بات ہے داجبی کہ سبہون نے کی تہی نہ سرکشی
یہ وبائے عام بری پڑی کہ سبہونکو کردیا خوار ہے
کوئی سوزِ غم سے فغان کرے کوئی زاری اور بکا کرے
کہے خدایا اسکو یہ کیا ہوا کہ یہ کیسا اُجڑا دیار ہے
بسے گرچہ لوگ ہین یان بہت لئے چرچے عیش کے وہ ہین کب
ذرا غور کرکے تو دیکھیئے کہ وہ اب کہان سے بہار ہے
نہ وہ رشکِ گُل ہین نہ غنچہ لب وہ نہ سیمتن ہین نہ گلبدن
کہ جنہون پہ بزمِ نشاط کا ہوا کرتا دار و مدار ہے
نہ وہ بلبل اور نہ وہ گُل رہے نہ وہ ساقی اور نہ وہ مُل رہے
نہ صراحی اور نہ سبو رہی نہ وہ پہلا ہی سا دیار ہے
نہ ترانہ سنجی بلبلان نہ سرود خوانی مطربان
کبھو ایسی دیکھی نہ ہے سنی یہ عجب طرح کی بہار ہے
یہ نہین ہے بادۂ لالہ گون دلِ شیشہ غم سے ہوا ہے خون
جو نہ مانگون جام تو کیا کرون کہ مجھے نشہ کا خمار ہے
تمہین مژدہ پانو کی آبلو نہ برہنہ پائی کا ڈر کرو
کہ ہوگئے تازہ ترانہ نون وہی دشت ہے وہی خار ہے
یہ خدایا کسکی نظر لگی کہ بہار مین یہ خزان ہوئی
یہان باغ تہا یہان غنچہ تہا یہان گُل تہا اب یہان خار ہے

١٩١

وہ نہین ہے عاشق خستہ دل جسے آرزوے بہشت ہو
ترا کوچہ اسکو نعیم ہے کہ عجب ہی اسمین بہار ہے

١٧

جو منظور انہین امتحان اور ہے
تو مجھمین بھی تھوڑی سی جان اور ہے

جنان اور کوی بتان اور ہے
یہان اور کچھ ہے وہان اور ہے

نہین یہ ہمارا امکان اور ہے
فنا و بقا عاشقان اور ہے

سبھی گردش آسمان اور ہے
یہ نیرنگ چشم بتان اور ہے

جو پوچھا کہ کیا امتحان اور ہے
وہ بولے کہ اک وار ہان اور ہے

نہ دم دو دم نزع آجاؤ بھی
کوی دم کا دم مہمان اور ہے

ترے دلمین پائی ہے جسنے جگہ
کوی دل سا بھی رازدان اور ہے

عدو سے جو ہوتی ہین سرگوشیان
یہ در پردہ آزار جان اور ہے

مٹائے سے بھی خاک مٹتا نہین
رہا حسرتون کا نشان اور ہے

سناؤن اگر تاب سننے کی ہو
شب غم کی اک داستان اور ہے

پھرے یون تو اے خضر ہم بھی بہت
تلاش رہ رفتگان اور ہے

یہ ترچھی نگاہین ستم آمیز ہین
نگاہ کرم مہربان اور ہے

یونہین بھٹکے پھرتے ہو اے زاہدو
نہین یہ رہ جاودان اور ہے

سنبھل چرخ فریاد و زاری نہین
اثر ہائے آہ و فغان اور ہے

جدا سر کیا کچھ تو سلکے ہوئے
مگر دل یہ سنگ گران اور ہے

١٩٢

مٹاو خودی کو جو عاشق ہو تم
یہ عشق اور عشق بتان اور ہے

١٢

ابتدا سب کی ہے بسم اللہ سے
عشق کا پہلا سبق ہے آہ سے

دل بنا جو مطلع انوار حق
فیض ہے یہ ورد الا اللہ سے

جبہہ سائی تیرے در کی ہے شہی
فیض سا ہے فیض اس درگاہ سے

خاکسارون کا ترے درگاہ کے
مرتبہ اعلی بہت ہے شاہ سے

بیخودی ایسی کہ سب کچھ ہو عیان
راز اخفا ہو دل آگاہ سے

دے جو بہتر ہو ہمارے واسطے
مانگتے ہم ہین یہی اللہ سے

راہ پہ کمبخت آتا ہی نہین
ناک مین دم ہے دل گمراہ سے

یا الٰہی ہمکو تو محفوظ رکھ
مدعاے دشمن بد خواہ سے

رہگذر پر رہنما ہو داغ دل
شاید آئے کوئی بہولا راہ سے

تلخی ہجران مٹے اور تشنگی
گالیان ہی دین اگر وہ چاہ سے

ٹھوکرون مین دل ہو کیونکر روندتے
کیا پڑا پایا ہے تمنے راہ سے

۱۹۲	عشق لپٹا ہے برا عاشق تمہین سنبھلے رہنا اس غم جانکاہ سے	۲۱

مجھپہ الزام وہ کیا ہین جو لگائے گئے
خواب مین بھی وہ مرے پاس تو آئے نہ گئے

کون ہین وہ جو تری بزم مین آئے نہ گئے
اک سیہ بخت ہمین ہین کہ بلائے نہ گئے

اشک سے خون آنکھہ سے کس رات بہائے نہ گئے
کون سے نالون سے طوفان اٹھائے نہ گئے

ہائے الفت کا برا ہو ستم آنکے ہمسے
داور حشر نے پوچھا تو بتائے نہ گئے

ہم مٹے بھی تو مٹے خاک جو حسرت نہ مٹی
ہم گئے بھی تو گئے کیا جو بلائے نہ گئے

درد کا بھیس بھی بدلا تو ٹھکانہ نہ ملا
ہائے تقدیر کہ پہلو مین بٹھائے نہ گئے

ہم تو سنتے تھے مسیحا ہین مگر روز جزا
اپنے کشتے بھی تو خاک انسے جلائے نہ گئے

وہ گلے ہمسے ملین ایسی تو قسمت کب ہے
ہائے خنجر کے گلے سے بھی لگائے نہ گئے

دل سے دشمن نے گرایا تو گرایا ہمکو
شکر ہے پر تری نظرون سے گرائے نہ گئے

بخیہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجنون
جیب و دامان کو سلایا تو سلائے نہ گئے

آپ جتنے ستم چاہئے کیجے لیکن
پھر نہ کہنا کہ ستم تمسے اٹھائے نہ گئے

دل مضطر نے خجالت ہی دلائی الغنے
راز جاہے تہے چھپا مین پہ چھپائے نہ گئے

اور بھڑکا گئے کمبخت مری جانب سے
مدعی آئے پہ بن آگ لگائے نہ گئے

بزم دشمن مین بہی تھے ابہی اپنے گھر تلک
آگے یون بیٹھے کہ جیسے کہین آئے نہ گئے

خاکساران جہان نقش نگین کی مانند
جس جگہہ بیٹھ گئی پہر وہ اٹھائے نہ گئے

کردیا چور مرا شیشۂ دل اے ساقی
سامنے غیر کے دو گھونٹ پلائے نہ گئے

پھوڑ کر سنگ در یار پہ سر مرنا تہا
ہم ہٹائے سے بہی دربان کے ہٹائے نہ گئے

جسقدر تیرے تغافل کے ہین قاتل کشتی
ایسی سکھہ نیند وہ سوے کہ جگائے نہ گئے

غیر نے چاہا ہنسانا کہ ہنسین وہ اسپر
ہنستو ہستی پہ ہی ہنستے ہین ہنسائے نہ گئے

اتنی رووی کہ ہو رشک سے بادل پانی
شعلۂ ہائے طپش دل پہ بجھائے نہ گئے

۲۱	وہ گرانبار ہوئے ناز اٹھا کر عاشق غیر نے کتنا ہی چاہا پہ اٹھائے نہ گئے	۱۹۳

آنسنے دو آنکھہ سے آنسو ہی بہائے نہ گئے
قبر عاشق کے نشان بہی تو مٹائے نہ گئے

کام بگڑے تو کسیطور بنائے نہ گئے
جو نوشتے تہے مقدر کے مٹائے نہ گئے

چشم بیمار کے بیمار جلائے نہ گئے
منہ تو کیا یار سے دیدے بہی دکہائے نہ گئے

اے نسیم سحری گل بہی کھلائے نہ گئے
پھول دو چار مری قبر پہ لائے نہ گئے

ساتھہ گلرو کو گلستان مین لائے نہ گئے
ہمسے تو دل گل و بلبل کے جلائے نہ گئے

جب ملے خنجر قاتل سے تو ہم تنکے ملے
آج تک ہم سر تسلیم جھکائے نہ گئے

وہ قیامت تھے کہ فتنے تھے الٰہی توبہ
کہ بٹھائے نہ گئے اور اٹھائے نہ گئے

برق کہیئے کہ چھلاوہ جو چمک دکھلا کر
اسطرح آئے کہ آئے ہی اور آئے نہ گئے

تہامے شوق کا پیاسا نہ ہوا اپنا بہلا
ہمکو ساقی نے چھکایا تو چھکائے نہ گئے

پرسش روز جزا سے نہ ڈرے ظلم شعار
ہم کھٹے جائینگے یہ ہی کہ ستائے نہ گئے

مہر تابان کیطرح قبر پہ روشن ہی رہے
ہم چھپے داغ مگر دل کے چھپائے نہ گئے

العطش کہتے ہوئے مرگئے صدہا عاشق
مے کے دو گھونٹ ہی ساقی سے پلائے نہ گئے

ہمتو دنیا سے اٹھے تمکو دعائین دیتے
تمسے پر فاتحہ کو ہاتھ اٹھائے نہ گئے

کونسی شب مرے زخمون پہ نہ چھڑکا نمک
کون دن مرہم زنگار لگائے نہ گئے

اک نظر پڑتے ہی بیہوش ہوئے ہم ایسے
عہد و پیمان بھی نہین یاد دلائے نہ گئے

جان دی دل دیا ایمان دیا اور سب کچھ
نام کو بت ہی تو ہین پھر بھی بنائے نہ گئے

چولی مسکی ہوئی اور بال پریشان کیون ہین
سچ سہی غیر تری بزم مین آئے نہ گئے

آنکے آنے کی خبر تہی تو دل منتظران
کونسا دن ہے سر راہ بچھائے نہ گئے

بجھ گئے ہائے بھڑکتے ہی بھڑکتے ہمتو
کیا چراغ سحری تھی کہ جلائے نہ گئے

ہائے بیداد کہ بسمل کو تڑپتے چھوڑا
ہاتھ کاری کوئی اک دو بھی لگائے نہ گئے

۱۹۴

ہین وہ عاشق کہ جگہ پاکے نہ نکلے دل سے
یاد آئے تو حسینون سے بھلائے نہ گئے

۲۰

اپنی ہستی پہ اعتبار کسے
اور مرنے کا اختیار کسے

ہم اسے چاہین اور یار کسے
کیا کرین دل پہ اختیار کسے

کیسے بھولے ہو ہمکو بھول گئے
گالیان دین تمہین بے شمار کسے

غیر ہے ہم ہین امتحان ہے اور
جرح کرتا ہے متر مسمار کسے

دل جگر جان سر ہین سب حاضر
پہلے کہدو کرین نثار کسے

چاہتا ہون کہ ہجر مین آجائے
پر اجل پر ہے اختیار کسے

نہ وہ دیکھے نہ وہ سنے افسوس
کہین دکھلائین حال زار کسے

مرگئے انتظار مین قاصد
تو سنائے پیام یار کسے

جب نہین ہے سوا ترے عنقا | پھر پکارے گناہگار کسے
مرگئے ہم تو ہائے کہتے ہین | اسکے مرنے کا اعتبار کسے
ہمتو مرجاینگے جو کہتے ہو | پرستاؤگے بار بار کسے
تیری چتون غضب کی ہے پھر آج | پھر کیا ہے نیا شکار کسے
مثل پروانہ شمع رخ پہ جلین | تاب نظارہ و قرار کسے
بال سے بھی کمر ہے نازک تر | پھر دکھائی دے ایسا تار کسے
آج بیڈھب بھڑک رہی ہے تو | پھونکے گی آہ شعلہ بار کسے
جیسا دل ہے رفیق اور مونس | ایسا ملتا ہے غمگسار کسے
حسرتین جاتی ہین فغان کے ساتھ | ورنہ محفل مین انکی بار کسے
سختیان اتنی تو نکرلے قبر | یون تو کرلی نہین فشار کسے
خاک مین حسرتون کے ساتھ ملا | پھر ملیگا مرا مزار کسے

خاک عاشق تجھے بٹھادیگی
ساتھ لیکر چلا غبار کسے

مخمس بر غزل حضرت خواجہ میر درد صاحب مغفور

یہ حسرتین بڑھ ہین کہ کیا بے نشان مجھے | وہ آفتین پڑین کہ کیا نیم جان مجھے
بالا نشینون کا دماغ اب کہان مجھے | روندے ہے نقش پا کیطرح خلق یان مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

گاہے یہ ڈر کہ ہو نہ چمن غارت خزان | گہ خوف یہ کہ آئے نہ صیاد ناگہان
القصہ یان تو صدمہ یہ صدمہ ہے جان ستان | اے گل تو رخت باندھ اٹھاؤن مین آشیان
گلچین تجھے نہ دیکھہ سکے باغبان مجھے

پہلو مین کھل گیا ہے جگر ضبط سے تمام
لیکن زبان ستاتی ہے لے لیکے تیرا نام
اور خون دل ہے سینہ مین یان موجزن مدام
رہتی ہی کوئی بن کئے میرے تئین تمام
جون شمع چھوڑتی ہی نہین یہ زبان مجھے

مثل درخت پائے بجسم ہے غرق گل
غفلت شعار یون نے کیا سخت مضمحل
دل کا ہیکو ہے سینہ پہ گویا دھری ہے سل
پتھر تلے کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل
سنگ گران ہوا ہے یہ خواب گران مجھے

عقدہ وہ کون سا ہے جو مجھسے کھلا نہین
اے ہمنشین حسرتین اس دل مین کیا نہین
اس عمر چند روزہ مین کیا کیا کیا نہین
کچھ اور کنج غم کے سوا سوجھتا نہین
آتا ہے یاد جبکہ وہ کنج وہان مجھے

اے کوشش رفیق نہ حیران ہو چار سو
برگشتگی بخت یہان تک ہے دوبدو
ملنا کہان نصیب کہان کرنی گفتگو
جاتا ہون خوش دماغ جو سنکر اُسے کبھو
بدلی ہے وہین نظرین وہ دیکھا جہان مجھے

روز ازل مین جبکہ بٹا حصہ خلق کا
عاشق کو ساز و برگ فنا کا عطا ہوا
لی عاجزی کسی نے کسی نے بخشم لیا
جاتا ہون بسکہ دم بدم اخاک مین ملا
ہے خضر راہ درد یہ ریگ روان مجھے

رباعیات

۱

راتین ہا یین مگر وہ گیسو نہ ملا
تقدیر سے عاشق نے سبھی کچھ پایا
دن بھی دیکھے مگر وہ خوشرو نہ ملا
لیکن نہ ملا اسے تو اک تو نہ ملا

دیگر

۲

محشر مین پیش رب کون اچھا
عاشق بھی یہان جمیع حسینان کون اچھا

مین حور کے آغوش مین تم غیر کے پاس ۔ دنیا مین تو تم اچھے تھے اب کون اچھا

دیگر

۳

آنکھین کہتی ہین خون رونا اچھا ۔ دامن کو گریبان کو بھگونا اچھا
دل کہتا ہے غم مین جل کے مرنا بہتر ۔ اس ہونے سے دنیا مین نہ ہونا اچھا

دیگر

۴

انکھون نے مرا دیدۂ تر دیکھ لیا ۔ انداز کے تیرون نے جگر دیکھ لیا
کہتی ہے یہ مرگ ناگہانی ہنسکے ۔ اب بچکے کہان جاؤگے گھر دیکھ لیا

دیگر

۵

دنیا مین ہر ایک آدمی کو پایا ۔ تیری ہی تلاش مین سبھی کو پایا
مستی مے عشق ہو کے تجھکو دیکھا ۔ جب آپ سے گزرے تو تجھی کو پایا

دیگر

۶

عاشق کا بتاؤ صبر کرنا کیسا ۔ کوئے تسکین مین پاؤن دھرنا کیسا
دل مرجو گیا تو خیر مرجانے دو ۔ مرنا بھی یہ زندگی ہے مرنا کیسا

دیگر

۷

ہے آگ بھڑک رہی بجھاؤ آکر ۔ اس آتش ہجران سے بچاؤ آکر
بھڑکاتے ہین اغیار ذرا ہوش کرو ۔ کب مینے کہا کہ تم نہ جاؤ آکر

دیگر

۸

تمنے شب فرقت مین سہا کیا عاشق ۔ ہان مین تو سنون تمنے کہا کیا عاشق
دل دیجے بتونکو ہے کس کام کے تم ۔ ایمان گیا تو پھر رہا کیا عاشق

دیگر

۹

کہتے ہین وہ دیکھکر یہ کثرت عاشق ۔ پھرتے ہین یہان ایسے بہتر[۷۲] عاشق

اس کہنے مین تم کہین نہ آنا دیکھو | مشہور ہے تریا کا چرتر عاشق

دیگر

۱۰

اے جان یہ بے سبب کہاں کی کب تک | اغیار کے کہنے سے جدائی کب تک

ہم بھی تو سنین کہ آپ بگڑے کیون ہین | آنکھین تو لڑاؤ یہ لڑائی کب تک

دیگر

۱۱

کیون جاتی ہے یارب مری تدبیر بدل | کیون صول کی دیتے ہین وہ تقریر بدل

ان دونون مین ایک تو مین اچھا پاؤن | یا دل ہی بدل یا مری تقدیر بدل

دیگر

۱۲

تم کہتے ہو آزمائین گے ہم | حاضر ہے یہ سر جھکائین گے ہم

خنجر ہے تمہارا تشنہ خون | خون اپنا اسے چٹائین گے ہم

دیگر

۱۳

سنتا ہون کہ وہ آج ادہر آتے ہین | لینے کو دل و جان و جگر آتے ہین

اللہ مرے خرمن عشرت کو بچائے | وہ ساتھ لئے برق نظر آتے ہین

دیگر

۱۴

حسرت کا برا ہو اسنے کھویا مجکو | ہے خواب مین بھی عالم رویا مجکو

سمجھا کہ تو چاہ زنخدان کو نہ چاہ | کمبخت مرے دل نے ڈبویا مجکو

دیگر

۱۵

دامن کو تہا اشکون سے بھگونا ہمکو | داغون کو کنا ہون کے تہا دہونا ہمکو

سب خشک ہوا مزاجی تری خشک کیلئے | رونے کا بھی پڑ گیا ہے رونا ہمکو

دیگر

۱۶

[illegible] عشق میں جو پھنسا ہوا ہے وہ تباہ | ہیں اشک روان آنکھونسے اور لب آہ

صبا نہ آئی اُدہر سے نہ نامہ بر آیا
جواب خط اُسے سمجھے جو کوئی پر آیا

وہ مجکو دیکھہ کے کہتے ہین تو کدہر آیا
دہڑک گیا مرا جی کیون تو بے خبر آیا

جو آیا بزمِ بتان سے بچشمِ تر آیا
متاع صبر کی گٹھری کو نذر کر آیا

جو بام پر سے وہ مہرو کبھی اُتر آیا
تو گھر مین وہین خورشید اور قمر آیا

جنر ہے گرم عدو کو وہ قتل کر آیا
نوید دل تجھے مطلب تو تیرا بر آیا

نہ چین اس دل مضطر کو رات بہر آیا
اُدہر گیا ترے کوچہ مین یہ اِدہر آیا

تمہارا خال یہ رخسار پر نہین یارب
رہا یہ دل کبھی دلمین کبھی اُدہر آیا

بڑا ہٹیلا ہے اے ناصحو کرین ہم کیا
ہٹائے سے کوئی ہٹتا ہے دل جدہر آیا

عجب ہے گورِ غریبان پہ بیکسی کا اثر
جو گزرا کوئی اُدہر کو وہ نوحہ گر آیا

رقیب ساتھ ہین ہمکو بھی بار ہو کہ نہ ہو
الٰہی خیر کہ نزدیک اُسکا گھر آیا

فغان کا شور ہے عشاق کا غضب اُٹھا
قیامت آئی جدہر سے وہ فتنہ گر آیا

عدو کے ساتھ چلے جاتے ہین فغان پہ مری
یہ کہتے ہین کہ نہ گھبرا ذرا ٹھہر آیا

کشیدہ مجھسے وہ اور غیر کو پلائین مے
خم بدن مین مرا خون جوش کر آیا

مشابہت قد دلدار سے ہو سرو کو کیا
نہ سایہ اسمین نہ پہول اسمین نے ثمر آیا

عبث ہے چارہ گر و اندمال کی تدبیر
گر ایک زخم بہرا دوسرا اُبہر آیا

تلاش مین تری چارون طرف پھرا مین ولے
نگاہ جسطرف اُٹھی تو ہی نظر آیا

۳	یہ کس مسیح کا کشتہ ہے عاشق بدنام کہ جھومتا ہوا خوش خوش بریدہ سر آیا	۲۲

کبھی جو دشتِ الم سے مین اپنے گھر آیا
لکھا جنون نے مرے بے لکھے کدہر آیا

نقاب رخ سے اٹھا کر وہ سیمبر آیا
جہان مین غل ہوا مہر آیا یا قمر آیا

ہزار شکر کہ خط لایا نامہ بر آیا
دعا کے ساتھ مری دیکھہ لو اثر آیا

کھڑے تھے منتظران شب مہ بام پر آیا
سبھونکو چودہوین کا چاند سا نظر آیا

خدا کی شان تو دیکھو وہ میرے گھر آیا | شگوفہ تازہ کھلا آہ مین ثمر آیا
ڈپٹے کے جوش جنون نے کہا کہ ہین کیا | کبھی جو وادی غربت مین یاد گھر آیا
وہ بیکسی ہے مین روتا تھا میری زاری پہ | کلیجہ تھام لیا انکا دل بھی بھر آیا
پیام مرگ سنایا کہ وہ نہ آئین گے | قضا کو ساتھ لئے ہائے نامہ بر آیا
نہ ہوش ہی مجھے تن کا نہ جان کا ہی خیال | ازل سے مین تیری الفت مین بیخبر آیا
تمہین مین اپنا ہی کلمہ پڑھا کے چھوڑ دنگا | بتو ڈرو کہ مری آہ مین اثر آیا
جنون نے اسکو بھی مجنون بنا کے چھوڑ دیا | جو سینے چاک گریبان کو بخیہ گر آیا
ہمین نصیب ہے راحت ملی نہ ایک گھڑی | ہوا جو درد جگر کم تو درد سر آیا
یہان سے مین بھی گیا تو بھی اعتبار نہین | وہان سے غیر بھی آیا تو معتبر آیا
چلے پھپولے نہ پھوڑو ہین آبلے چھلتے | خدا کے واسطے جانے دو زخم بھر آیا
مجھے تو گالیان سننے کا شوق ایسا ہے | کہ انکے سامنے دشمن سے چھیڑ کر آیا
کھلی جو آنکھ لحد مین تو مینے گھبرا کر | کہا فرشتو نے بتلاؤ مین کدھر آیا
چلے جو ہو کے وہ رخصت تو آگ لگ اٹھی | ہوائے گرم کا جھونکا دم سحر آیا
خراش دل ہے ہمیشہ ہرا رہا یہ تو | ہزار بار ہوا کیا جو زخم بھر آیا
جو پند کرتے تھے ناصح سنا کے اسکا حال | انہین بھی دیکھ لو اپنا ہی سا مین کر آیا
وہ کہہ رہے ہین کہ مٹی میں ہم ملا دینگے | یہان سے جانے نہ پائیگا جو ادھر آیا
تو وہ کہ جلوہ ترا اک محیط عالم ہے | مین وہ کہ دیکھا جدھر تو ہی تو نظر آیا

۴ نہ چھوڑا ساتھ مرا بیکسی مین بھی عاشق
شب فراق رہی ساتھ مین جدھر آیا ۱۴

جسطرح آئے شکل صبا کو نہین دیکھا | یو ہین کمر ماہ لقا کو نہین دیکھا
بیمار نے ہرگز ہی دوا کو نہین دیکھا | دیکھا تو قضا کو یہ شفا کو نہین دیکھا

جس نے کہ تری زلف رسا کو نہین دیکھا ۔ لٹکی ہوئی اس کالی بلا کو نہین دیکھا
کب ہمنے ترے ناز و ادا کو نہین دیکھا ۔ لیکن جو نہ دیکھا تو وفا کو نہین دیکھا
امکان مین نہتا جو اسے امکان مین پایا ۔ پھر کیونکہ کہین ہمنے خدا کو نہین دیکھا
بخشش پہ نظر کبھی نہ تعذیر ہی کہو ۔ اللہ نے بس ہمسے خطا کو نہین دیکھا
مہندی تو لگاتے ہو مگر تمنے ابہی تک ۔ نیرنگی خون شہدا کو نہین دیکھا
مین ماتم دلمین جو نہ روؤن تو کرون کیا ۔ سنتے تو کسی اہل عزا کو نہین دیکھا
تم چین سے بیٹھے ہو جو ہمکو عدو مین ۔ شاید کسی بیکس کی دعا کو نہین دیکھا
مکھڑے پہ اگر لاکھ نقابین ہون ہمارے ۔ چھپتی ہوئی پر رخ کی ضیا کو نہین دیکھا
یہ پردہ نشینی کا عجب ڈھنگ ہے جسنے ۔ پردہ مین کبھی انکے سیا کو نہین دیکھا
ہان پوچھئے رندون سے پتہ کچھ تو بتائین ۔ زاہد نے کبھی راہ بقا کو نہین دیکھا
پامال ہوئی تو بھی قدم اسنے نہ رکھا ۔ ہم مٹ گئے لیکن کف پا کو نہین دیکھا

۲۰	عاشق نظر آیا نہ کبھی یار کا جوبن کھلتے ہوئے اس بند قبا کو نہین دیکھا	۵

تو اے دل نالہ پیہم نہ کرنا ۔ جہان کو درہم و برہم نہ کرنا
تم اپنے چشم کو پر نم نہ کرنا ۔ کہین یہ غرق آب عالم نہ کرنا
نشانی ہے یہ عشق بیوفا کی ۔ الہی درد دل کو کم نہ کرنا
تہ و بالا جہان ہو جائیگا پھر ۔ ہماری قبر پر ماتم نہ کرنا
نہ وہ ہوگا نہ مین پھر فائدہ کیا ۔ عدو کو اور مجھکو باہم نہ کرنا
ہماری زیست بھی تنگ توشہ ہے ۔ سحر کو چرخ بیش و کم نہ کرنا
سبھی کہتے ہین تمکو سنگدل ہی ۔ بتو گر رام ہو تو رم نہ کرنا
بہت شہرت ہے مٹ جائیگی انکی ۔ مقابل دلکے جام جم نہ کرنا

ستم جتنے کرو اُٹھتے سہین گے
تلطف اور کرم کو کم نکرنا

نقاب رخ نہ محفل مین اُٹھانا
ہمین عالم سے بے عالم نکرنا

بکھیرو زلف کو رخ پر نہ پیارے
یہ دن اور رات مین باہم نکرنا

عدو ہے بالیقین اک حرف علت
حذف کرنا بجود مدغم نکرنا

لگانے زخم پر پھاے تو بولے
کبھی تاثیر اے مرہم نکرنا

تڑپنا لوٹنا اور بلبلانا
ارے بسمل تماشہ کم نکرنا

مرے مہرو کو یارو بعد مردن
شریک حلقۂ ماتم نکرنا

ہمین تم مرتے دم صورت دکھانا
مگر یاسین پڑھکر دم نکرنا

بچھانا جال تو سیدھی طرح سے
کمر صیاد لیکن خم نکرنا

لبالب بھر مرا جام تمنا
مے الفت کو ساقی کم نکرنا

چڑھی تو زہرہ سقف آسمان پر
سر بیمار پر دم دہم نکرنا

۶ — ۱۶

جو عاشق تم رضینا بار ضا ہو
خوشی پر ناز غم کا غم نکرنا

گو دھیان ترا دل سے خدایا نہین جاتا
پر وہم و تصور سے بھی جایا نہین جاتا

دل کاکل پر خم سے بچایا نہین جاتا
اُلجھا ہے وہ پھندو نمین چھڑایا نہین جاتا

تو بت ہے تجھے دل شکنی ہو گی روا کچھ
اللہ کا گھر ہے سے تو ڈھایا نہین جاتا

سینے کے قسم تک کی قسم ہو گئی ہمکو
تنہائی مین کچھ کہا مین تو کہایا نہین جاتا

ہو آتے ہین بیداری مین سو بار وہان ہم
یان خواب مین بھی ایسے آیا نہین جاتا

کہدو تو قیامت کو اُٹھا لین ابھی سر پر
حسرت کا مگر بار اُٹھایا نہین جاتا

ہے ہے شب وصلت مین بھی ناکام رہے ہم
نازک ہین کہ نہین ہاتھ لگایا نہین جاتا

سو بار چھڑکتے ہین نمک زخم جگر پر
پھاہا کوئی مرہم کا لگایا نہین جاتا

ہنستوں کو تو سو بار رلاتے ہوئے دیکھا
روتوں کو پر اک بار ہنسایا نہین جاتا

کن پانو سے جاتے ہو بھلا بزم عدو مین
یان عذر نزاکت ہے جو آیا نہین جاتا

وہ مست ہی تو ہین بت ہی رہی کچھ بھی نہ بولے
ہے روز جزا آج بچایا نہین جاتا

آنکھون پہ بٹھا کر تمہین لیجائینگے گہر ہم
گر گام نزاکت سے اٹھایا نہین جاتا

مانند نگین نام ترا دل پہ ہے کندہ
غفلت مین بھی ہمسے تو بھلایا نہین جاتا

آنکھون نے بہائے ہین بہت اشک کے دریا
پر آتش ہجران کو بجھایا نہین جاتا

ہمکو بھی بٹھا لو تو غضب کیا ہو پیارے
گر بزم سے اعدا کو اٹھایا نہین جاتا

اعدا جو مٹاتے ہین وہ مٹ جائینگے خود ہی
عاشق کا مگر نام مٹایا نہین جاتا

۷ ردیف راے مہملہ ۲۰

پڑہیے بسم اللہ ہر اک کام پر
پہنچے اسلوبی سے تا انجام پر

یون فدا ہین ساقی گلفام پر
تا کہ ہم یاد آئین دور جام پر

گل فدا ہوتا ہے تیرے نام پر
سرو صدقے قامت و اندام پر

پھر تو پہنچین چرخ نیلی فام پر
پر نکل آئین اگر اندام پر

جو نظر رکھتے نہین انجام پر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ ہر گام پر

کفر توڑین بت کو بلوائین الٰہی
ہم رہین ثابت قدم اسلام پر

رحمت باری نے عصیان دھودیے
جب محاسب آیا میرے نام پر

رات دن گردش پہ گردش ہے اسے
کیا بنی ہے چرخ نیلی فام پر

تھوڑی سی تلچھٹ کی خاطر ساقیا
صدقے ہم ہوتے ہین تیرے جام پر

نام تک سے ہے مرے نفرت انہین
مر مٹے ہم ہائے جنکے نام پر

اور کچھ خواہش تو کی اب دیکھیے
کیا سزا ملتی ہے اس الزام پر

خاک میری کیا اڑاتی ہے انہین
گالیان اچھی سہی پر اے صنم
لکھ چکا عشق حقیقی پہلے ہی +
زلف مین دل ہے نہ جھٹکے دیجیے
بن بلائے پہلے آتے تھے اور اب
جان جاتی ہے چلے بھی آئیے
ہین فدا دونون تماشا دیکھیے +
جان و دل صدقے تری صلوات کے

جو نہین جانتے وہ اذن عام پر
جان دی کون لتنے ہے انعام پر
عشق کی جاگیر میرے نام پر
سختیان اتنی اسیر دام پر
حجتین لاکھون مرے پیغام پر
منحصر رکھیئے نہ صبح و شام پر
ہمتو اُپر وہ عدو کے نام پر
لاکھ تسلیم اک ترے دشنام پر

۱۹	ہے دل ناکارہ وہ عاشق مرا مفت لیتا ہے کوئی نئے دام پر	۸

آفرین ہے جذب دل کے کام پر
سر قلم ہو جب وہان پیغام پر
شاد ہو جو موت کے پیغام پر
دل سے عاشق ہین مے گلفام پر
غیر کو ذلت میرے اقدام پر
رنگ لایا خون شہید ناز کا +
جانگر ساقی نے تشنہ لب ہمین
بے نقاب آئے جو وقت شام وہ
فتنے اٹھتے ہین قیامت ہے بپا
ہے عدو بیقدر اور ہم قدر دان
اک ہمین کیا سب ترے عاشق ہوئے

وہ پکارین چڑھکے ہمکو بام پر
کون ہان کرتا ہی پھر اس کام پر
اسکا ہے آغاز ہی انجام پر
نام یون لکھا ہے اپنا جام پر
رکھدیا مینے گلا صمصام پر
سرخی بادہ کہان ہے جام پر
وقف کر دی مے ہمارے نام پر
غل ہوا یہ چاند اترا بام پر
ہر قدم پر اور ترے ہر گام پر
پھول برساتے تری دشنام پر
حور عارض پر پری اندام پر

محفل جاناں سے اٹھ جائیں عدو　　پڑھتے ہین لاحول آنکے نام پر
زنگ کلفت اڑ گیا سر کٹتے ہی　　بار ڈولی چڑھ گئی صمصام پر
بچ گئے ہم اور مزے لوٹا کیے　　دیتے ہین دشنام وہ دشنام پر
ہین کھٹکتے خار کس کس لطف سے　　پھوٹتے ہین آبلے ہر گام پر
میرے دلکے آبلے کو دیکھ لے　　جم ہے کیون مغرور اپنے جام پر
لکھتے ہین وہ میرا لکھا دیکھئے　　غیر کے الزام میرے نام پر
تیری شہرت عشق سے میرے ہوئی　　ہین ہوا بدنام تیرے نام پر

٩　　ہاتھ تو ٹوٹین گر چھوا بھی ہو انہین
تہمتین اور عاشق ناکام پر　　٢٦

ذرا زلف ہین شانہ کیجے سنبھلکر　　نہ ٹوٹے مرا شیشۂ دل پھسلکر
نکلتے ہین اشک آنکھ سے یون ابلکر　　کہ فوارے سے جیسے پانی اچھلکر
گیا تیر پہلو سے جسدم نکلکر　　گیا دل بھی ساتھ اسکے اپنا مچلکر
نہ اتنا تو ہمسے فلک دیکھ بلکر　　تو آہون سے رہجائیگا ورنہ جلکر
ہوئے خون دل اور جگر ہین نکلکر　　نہین اشک آنکھونسے آئے ہین ڈھلکر
کہان جاتے ہو حضرت دل مچلکر　　ہمین ساتھ لو سیر کر آئین چلکر
اڑائے مزے ہمنے بھی کیسے کیسے　　گئے ہم جو شب اپنی صورت بدلکر
گرہ پر گرہ پڑ گئین ہین الجھی　　مرا عقدہ مشکل ہے اسکو تو حل کر
گئے ہم جو گلگشت کو ساتھ انکے　　گئے غیر کی مونگ چھاتی پہ دلکر
جو سوتے ہو کروٹ بدلکر تو پیارے　　نہ سونا نظر اور دلکو [illegible] لکر
ذرا ٹھہر جا سانس لے اے اجل تو　　بہت دور سے آئی ہے راہ چلکر
وہ قامت غضب ہی قیامت ہے آفت　　جو دیکھے قیامت تو چھپ جائے ٹلکر

گیا دل بہی اور جان بہی اور جگر بہی
گئے پر نہ افسوس ارمان نکلکر

دم ذبح قاتل کے قدمون پہ بسمل
یہ کس کس طرح لوٹتا ہے مچلکر

بدلتے ہو ہمان بدلکر نظر کو
مکرتے ہو کیون ہمسے دلکو بدلکر

پسینے کی بو خوش ہے مشکِ ختن سے
کرین عطر کو کیا بدن پر وہ ملکر

سنبھالو یہ اندہیر دن مین نہ ڈالو
نہ آئے کہیں رخ پہ یہ زلف ڈہلکر

مرا دل جو تڑپا تو کاکل یہ بولی
مرے دام سے جائے گا کیا نکلکر

بگھڑتی ہے اب شیخ صاحب کی شیخی
کہان ہمسے جاتے ہین وہ چال چلکر

حنا یہ نہین رنگ لائے گا کیا کیا
لہو ہے مرا دیکھہ تلوون سے ملکر

مین ارمان کو بیٹھون کہ حسرت کو رووٗن
نہین جائے ٹلکر نہین جاتے ٹلکر

اڑاتے ہین پر نوچکر طائرِ دل
ہوا اُمڈ تون مین تہا گردان پلکر

تماشے تجھے بہی دکہا دیگا قاتل
یہ کشتہ گیا لوٹ بہی گر مچلکر

مرے گا قیامت تلک پھر نہ ہرگز
وہ یون دفن کرتے نہین ساتھ چلکر

شبِ غم فلک تک گیا اور آیا
مرا دل جگر کر تڑپکر اُچھلکر

اسی راہ مین تو مٹے قیس و وامق
یہان یا نور رہیئے گا عاشق سنبھلکر

۱۰ ردیف نون ۲۴

اختر نہین فلک پہ یہ شعلے فغان کے ہین
اور مہر و ماہ عکس ہی داغ نہان کے ہین

عاشق بلا سبب نہین کوئی بتان کے ہین
کچھ کچھ سراغ یاسے ملے رفتگان کے ہین

وہ بار بار فکر مین جو امتحان کے ہین
اب ہوگیا یقین کہ در پے وہ جان کے ہین

جھالر مین در تمہارے نہین سائبان کے ہین
سارے کرشمے دیدۂ گوہر فشان کے ہین

ہین بادہ نوش پی نہ مئے ارغوان کی ہین
وہ پی چکے ہین مے کہ نشے جاودان کے ہین

اک آیا اک گیا یہی نقشے جہان کی ہین
پیر جائے تسب وہین ہین کہ اصلی جہان کے ہین

غم کا ہے کچھ الم ہے خوشی کی نہ کچھ خوشی
ہمراہ آئے جائینگے یہ ساتھ جان کے ہین

پھر کیا نظر مین آئے ہمارے یہ دہر دون
عالم بہت سے دیکھے بہار و خزان کے ہین

چکّر مین آسمان نہین رہتا بلا سبب
یہ بھی کرشمے گردش چشم بتان کے ہین

اچھا نہین برا ہی پڑ ذکر مے تو ہے
واعظ بھی معتقد ہوئے پیر مغان کے ہین

پیشانی گھس گئی سجدے سے تم نے سیاہ کی
یان لوح دل پہ نقش اُسی آستان کے ہین

حرف دوئی مٹا گئے ہوئے محو ذات ہم
پھر اک نگہ مین جلوے تو دو لو جہان کے ہین

گُل اور رنگ و بو سے جدا کیونکہ ہو سکین
گو خار ہین پہ ہم بھی اُسی بوستان کے ہین

سُلجھانے سے دل اور اُلجھتا ہے ناصحا
پھندے غضب بلا کی یہ زلف بتان کے ہین

گر دیکھنی ہے سرو چراغان کی سیر تو
روشن پہ نیخ نشانے مرے استخوان کے ہین

چوسی زبان تھی یار نے گا ہے جو خواب مین
خوش ذائقے جبھی سے ہماری زبان کے ہین

مین اور راز ہائے شب وصل کا بیان
افشا کئے ہوئے یہ کسی رازدان کے ہین

ٹلتے نہین رقیب کبھی تیری بزم سے
گویا کہ میر فرش بنے اس مکان کے ہین

جاری صدائے کلمہ ہر اک مو تن سے ہے
اور کان منتظر مرے ہر دم اذان کے ہین

ہٹتے ہے ڈرو خدا سے نہ ذکر عدو کرو
روز وصال مین بھی یہ جھگڑے کہان کے ہین

ہے جب مزا کہ غیر کا بھی امتحان ہو ساتھ
درپے وہ کیون ہمارے فقط امتحان کے ہین

قطعہ

عاشق کی تیری عشق سے شہرت ہے ہر قدم
ہر کوچہ و دیار مین ذکر اُس جوان کے ہین

ہو جائے مغفرت تو ہون دریائے غم سے پار
بہتے سفینے اپنی جو عمر روان کے ہین

بر لا مراد بخشش عاصی کی اے خدا
آخر گدا تو ہم بھی تری آستان کے ہین

۱۱ سیر کو ساتھ مرے جب وہ چلے جاتے ہین
۲۴ آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین

چارہ گر زخم مرے دلکے کھلے جاتے ہین
وہ خراش جگری ہی کہ چھلے جاتے ہین

جب نحوست کے یہ ایام چلے جاتے ہین
خود بخود عقدۂ سربستہ کھلے جاتے ہین

فرقت پردہ نشین ہین جو جلے جاتے ہین
آگ دیتی ہی یہ غضب ہے کہ گلے جاتے ہین

پھر بہار آئی ہی پھر گل ہی کھلے جاتے ہین
پر اسیران قفس کے بہی گھلے جاتے ہین

حشر کے روز بہی ہے حسرت دیدار رہی
ہم ابہی تک کف افسوس ملے جاتے ہین

کسکے جذب دل بیتاب نے کہنچا یارب
بال کھولے وہ پریشان جو چلے جاتے ہین

تیر انداز کو تم دلمین ترازو نکرو
ٹہرو ٹہرو ابھی ہم آپ تلے جاتے ہین

ناتوان ہین نہ لگا ہو نسے اتارو ہمکو
ہمتو سایہ کیطرح آپ ڈہلے جاتے ہین

چھوڑتے دامن اغیار ہین کب ہاتھو نسے
ساتھ ہی آتی ہین اور ساتھ ہی چلے جاتے ہین

در و دیوار لرزتے نہین نالون سے فقط
کنگرے عرش کی بہی یہو ہلے جاتے ہین

ظاہرا یار کے دربان نے جورو کا بہی دیا
عالم خواب مین ہم روز ملے جاتے ہین

مژدہ اے بادہ کشان شاد ہوای مغبچگان
نغمے جو سنیچا نو نسے در بند کھلے جاتے ہین

عیش و غم دونونکا اک دور تسلسل سمجھو
یہ یون ہین آتی ہین اور یون ہین چلے جاتے ہین

یہ زمین اور فلک یا پٹے ہین دو چکی کے
بیچ مین آ سکے جو ٹلے وہ دلے جاتے ہین

واہ وا فصل بہاری تری آمد کی بہار
پھول و پھل خود ہی بھلے اور پھلے جاتے ہین

دنکو دن عید کا اور رات کو ہی شب قدر
آج ہو عاشق و معشوق ملے جاتے ہین

زخم دلکو مرے سیتے تو ہولے چارہ گرو
دیکھتے ہم بہی ہین کیونکر یہ سلے جاتے ہین

غیر پر ہو خفگی تو بہی ہمین پر ہو عتاب
بیگنا ہی پہ بہی ہم مفت ڈلے جاتے ہین

اے اجل تو ہی کہین آ جو وہ آتی ہین اب
جان کی ساتھ ہی دکھ درد چلے جاتے ہین

سرد مہری نے تمہاری وہ کیا ہی ٹھنڈا
برف کیطرح پگلتے ہین گھلے جاتے ہین

کیون نہ مجموعۂ خاطر ہو پریشان اپنا
عطر ہر روز وہ غیرونکو ملے جاتے ہین

بعد مردن بہی وہی جوش جنون باقی ہی | زیر تربت بہی مرے ہاتھ ہلے جاتے ہین

١١ سامنے غیر کے پیار اسکو ہین کرتے عاشق
مونگ چھاتی پہ یہ دشمن کے دلے جاتے ہین ١٦

دل کی لگی کو آہ بجھاؤن کہان کہان | اسکی تلاش مین کہو جاؤن کہان کہان
زلف سیاہ کہتی ہے چھاؤن کہان کہان | حیران ہی رخ چراغ دکہاؤن کہان کہان
پاے خیال کو مین تھکاؤن کہان کہان | پھرتا پھرون مین ٹھوکرین کہاؤن کہان کہان
آنکھو پہ سر پہ سینہ پہ پہلو مین دوش پر | وہ آئین بھی تو انکو بٹہاؤن کہان کہان
جان آگئی عذاب مین جاے یہ بہار مین | اس دل لگی آگ کو مین بجہاؤن کہان کہان
سر کاٹ لو کہ خانہ بدوشی مٹے کہین + | مین ناتوان ہون بار اٹہاؤن کہان کہان
آنکھون مین ہو سماے ہوے دل مین مر رہے | اسکے سوا تمہین مین بتاؤن کہان کہان
گرمی حسن کہتی ہے گیسو و خال سے | اے ہندو مین تمکو جلاؤن کہان کہان
ہے ایک سمت مسجد و بتخانہ یکطرف | اے دل بتا کہ سر کو جھکاؤن کہان کہان
فرہاد کے مزار پہ یا گور قیس پر | مرگ عدو لے پھول چڑہاؤن کہان کہان
اک آنکھ سے ہے خون وان دوسری سے اشک | کشتی عمر کو مین بہاؤن کہان کہان
رویا مین بہی گیا تو بنا ہے وہ بہی گہر | مین خفتہ بخت ڈہونڈنے جاؤن کہان کہان
تیر نظر سے ہر رگ و پے ہو گئی ہے ریش | مرہم بتاییے مین لگاؤن کہان کہان
پا چیان نصیب ہوئین دست شوق کو | اب گدگدی سی ہے کہ دباؤن کہان کہان
فتنے قدم قدم پہ ہین محشر ہے گام گام | انکو بٹہاؤن سکو اٹھاؤن کہان کہان

١٢ عاشق نہین ہے صلح کی ٹھہرے تو خوب ہے
مین کہنہ عشق آنکھ لڑاؤن کہان کہان ١٣

جان لینی ہی جان لیتے ہین + | نام کو امتحان لیتے ہین +

انکے انجان جان لیتے ہین ۔ اپنا بیگانہ جان لیتے ہین
عشق پردہ نشین مین شرم سے ہم ۔ چادر اشک تان لیتے ہین
ہم بھی دھونی وہین رماتے ہین ۔ جس جگہ وہ مکان لیتے ہین
انکا ہی مال ہے ہمارا کیا ۔ لینے دو گروہ جان لیتے ہین
نہین تڑپاتے وقت قتل ہمین ۔ اتنا کہنا تو مان لیتے ہین
کوئی ٹکڑہ نہ ہووے پیکان کا ۔ خاک بھی میری چھان لیتے ہین
قلقل شیشہ کی طرح میکش ۔ ہچکیان جان جان لیتے ہین
رہروان عدم ٹھہر جاؤ ۔ دم ذرا ناتوان لیتے ہین
ہون تجسس مین تاکہ خاک بسر ۔ یون بدل وہ مکان لیتے ہین
ہے نظر انکی جنتری کے مثال ۔ کھینچ میری زبان لیتے ہین

۱۳ ۔ ہجر مین دود آہ سے عاشق
گھیر سارا جہان لیتے ہین ۔ ۵۵

وہ دل کیا کہ جس دلمین رقت نہین ۔ وہ کیا آنکھ جسمین بصارت نہین
نصیحت کی ناصح ضرورت نہین ۔ ہو جسکے دوا دہ علالت نہین
محبت مین مطبوع شرکت نہین ۔ کہ کثرت مین کچھ لطف وحدت نہین
کوئی فائدہ بخش شربت نہین ۔ سوا تلخ کامی کے صحت نہین
عدو سے ہے اور ہمسے الفت نہین ۔ تو پہلی سی یان ہی طبیعت نہین
جو عشرت سے بدلے مصیبت نہین ۔ ہو جس بعد وصلت وہ فرقت نہین
دم نزع پڑھتے جو سورت نہین ۔ دکھاتے کیون اپنی صورت نہین
وہ کس دن اٹھاتے قیامت نہین ۔ وہ کس رات لاتے ہین آفت نہین
اٹھاتے نہ پھر چارہ گر ہاتھ کو ۔ اگر نبض مین پاتے حدت نہین

تو ہی چاہیئے ہے تو ہی چاہیئے — سوا تیرے ملنے کی حسرت نہین
بجز شکر شکوہ نہین بر زبان — شکایت کی بہی یان شکایت نہین
ٹھہرا ہے شباب اور دو چار دن — تجھے چاہیئے اتنی عجلت نہین
بُرے کہنے والے ہی ہونگے بُرے — کچھ اپنی تو ایسی جبلت نہین
فسانون کا بہی ہوتا افسانہ بہیر — سُنی میرے غم کی حکایت نہین
تمناؤن کا خون ہوا وہ کہ اب — رہی حسرتون کی بہی حسرت نہین

قطعه

کہا مینے اک روز گھبرا کے یون — جو دیکھا اُنہین مجھسے رغبت نہین
عدو سے ہی رہتی ہین سرگوشیان — نکلتی کوئی اچھی صورت نہین
عدو کی تو اک بات بھی بات ہے — اور اپنی حقیقت حقیقت نہین
عدو کا ہی سنتے ہین افسانہ وہ — مین اپنی کہون اجازت نہین
کیا درد فرقت نے وہ ناتوان — کہ کروٹ بدلنے کی طاقت نہین
کہا مینے تنگ آکے ہو بیوفا — کوئی تمسا اب بیمروت نہین
مرے عشق مین ہم تمہارے مگر — تمہین رحم و پاس رفاقت نہین
بُھلا یا گئے سارے عہد وفا — تمہین کچھ خیال مودت نہین
تھے اپنے ہی جب ہمسے تہا ربط و ضبط — وہ پہلی سی اب شرم و غیرت نہین
نہ وہ ناز و غمزہ نہ وہ شوخیان — وہ انداز اور وہ نزاکت نہین
نہ وہ ڈورے اب چشم میگون مین ہین — وہ پہلا سا حُسن اور ملاحت نہین
نہ وہ پیچ پہلے سے کاکل مین ہین — اگر ہین تو کچھ ویسی نکہت نہین
نہ زلف پریشان پریشان ہے اب — کوئی پہلی سی تم مین خصلت نہین
ذرا مُنہ تو آئینہ مین دیکھیئے — وہ صورت وہ رنگت و طلعت نہین
ہوئے خشمگین اور دیا یہ جواب — ہمین ایسا سُننے کی عادت نہین

جو چھیڑا ہمین تو بھی ہو ہوشیار   زبان مین ہماری ہی لکنت نہین
کئے جتنے شکوے ہین سارے غلط   تجھے درحقیقت محبت نہین
یہ بے باکیان اور یہ گستاخیان   تجھے حیف کچھ بھی تو غیرت نہین
ہماری ہوئین کیسی رسوائیان   ہوئی ہمکو کیا کیا ندامت نہین
تجھے مکتفی تھا ہمارا خیال   مگر ہائے تمکو قناعت نہین
جو کہتا ہے ہم مر چکے آپ پر   تری آج تک دیکھی تربت نہین
کہان ہم کہان غیر سے اختلاط   اٹھا ہمپہ بہتان و تہمت نہین
گریبان مین منہ ڈالکر دیکھئے   وہ تم بھی تو حضرت سلامت نہین
تری حلقہ چشم کو کیا ہوا   وہ کیون گرد ہالہ کی صورت نہین
تری زردی رخ کہان اڑ گئی   لب شوق مین کیون یبوست نہین
برستی نہین کیون تری چشم تر   زمانے کو کیا مینہ کی حاجت نہین
نہین کھینچتا نالہ و آہ تو   کشاکش کی کیون تجھمین ہمت نہین
نہ جیب و گریبان کی وہ دھجیان   وہ سینہ پہ ہے داغ حسرت نہین
نہین پاتے ہم تجھمین وہ شوق و ذوق   تپ غم مین کیون ویسی شدت نہین
کہان ہے وہ پہلا سا جذب دل   ہمین کھینچے یہ انہمین قدرت نہین
انہیں عادتون سے تنفر ہوا   وگرنہ ہمین کیا محبت نہین
وفائین تری کیا نہین جانتے   وہ کی کونسی تونے خدمت نہین
اٹھایا نہیں کونسا بار غم   پڑی تجھپہ کیا کیا مصیبت نہین
اگر تو سمجھتا نہ اپنا ہمین   سمجھتا اگر مہر و الفت نہین
تو اتنی زبان کھول سکتا نہ تھا   برا کہنے کی ہوتی جرأت نہین
کہا جو کہا اور سنا جو سنا   بس اب دلمین اپنی کدورت نہین

یہ سنکر مرا دل ہوا شاد شاد	وہ کیا تھی جو کی اُنکی منت نہین
وہ بولے بصد فرحت و انبساط	خوشامد کی ہمکو ضرورت نہین
گلہ گر سنا ہمنے اپنا کہین +	تو پھر کوئی ملنے کی صورت نہین

دوہرہ ۱۳	ہوا وصل معشوق عاشق نصیب رقیبون کی میری سی قسمت نہین	۹

ہر کچھ کہون سب کچھ سہون وہ یہ کہے مین یون کہون
یا ان سے ٹلون مین ہی چلون وہ یہ کہے مین یون کہون
تو میرے کوچہ سے نکل آجا ابھی فوراً اجل
ہے میرا منصوبہ ہی یون وہ یہ کہے مین یون کہون
عطر اور کے ملتا ہون مین بس رشک سے جلتا ہون مین
بے کچھ کہے کیونکر رہون وہ یہ کہے مین یون کہون
کھائی ہے ملنے کی قسم ملجائیگا مجکو بھی سم
بے وصل جانان کیون جیون وہ یہ کہے مین یون کہون
وہ جب کہے چل دور ہو مین بھی کہون مغرور ہو
کیون ایسی جھنجھٹ مین پھنسون وہ یہ کہے مین یون کہون
آغوش مین ہے غیر اب مل لینگے واپس خیر اب
اُسکو جلاؤن خود جلون وہ یہ کہے مین یون کہون
دلکی طرح آیا نکر غیرون کے گھر جایا نکر +
اپنی کہون اُسکی سنون وہ یہ کہے مین یون کہون
وہ بولین راز افشا ہوا اور مین کہون کس نے کیا
آخر برا ہے چون و چگون وہ یہ کہے مین یون کہون

عاشق سے وہ کہتے ہین جل مین خون کرتا ہون بحل
کس شمع کا پروانہ ہون وہ یہ کھے مین یون کہون

۱۹	ردیف یائے تحتانی	۱۴

ہوگیا جو کوئی محو ذات ہے
اسکا کیا کہنا ہے اور کیا بات ہے

گرچہ بہتر موسم برسات ہے
پر مے و ساقی ہو جب کچھ بات ہے

بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
اک خدائے لم یزل کی ذات ہے

دولت دین جسکو حاصل ہوگئی
پھر وہ دنیا پر لگاتا لات ہے

اسکا عقدہ ہی نہین کھلتا ہے کچھ
چیستان ہے یا تمہاری بات ہے

جسپہ قربان ہون ہزارون روز عید
وہ تمہارے وصل کی اک رات ہے

ہمسے روٹھو اور مناؤ غیر کو
یہ کوئی حضرت سلامت بات ہے

کانپ جاتے ہین زمین اور آسمان
ہجر مین وہ کثرت آفات ہے

منہ کی کھا کر باز آتا ہی نہین
کیا عدو کم ظرف اور کم ذات ہے

یان تو بنجاتی ہے اپنی جان پر
دل لگا لینا انکو آن اک بات ہے

قطعہ

دیکھین کس کس کو شہادت ہو نصیب
قتل گہ مین آج موجودات ہے

چلکے عاشق آزما تقدیر کو
کثرت عشاق و مخلوقات ہے

بیٹھے ہے زاہد تماشا دیکھ لے
کیا یہ ایسی ویسی کچھ سوغات ہے

پھر نگہ ترچھی ہوئی صیاد کی
پھر مرے دل پھانسنے کی گھات ہے

کیجیے اقرار پورا تو کہا
یاد کسکو مدتون کی بات ہے

تا نہ لگجائے نظر عشاق کی
دیجیے بوسہ حسن کی خیرات ہے

کسنے دیکھا ہے کہان اسکے دہن
یہ فقط کہنے ہی کی اک بات ہے

وان بھی شطرنج یا م دام قضا | سنکے بولے واہ واہ کیا بات ہے

قدر عاشق کی کوئی کرتا نہین
قدر کے لائق وہی ہیہات ہے

تاریخ وفات حسرت آیات دختر و نواسی مصنف از صدمہ افتاد سقف

فلک نے دکھایا یہ رنج و تعب | بشر کیا ملایک بہی غمگین ہین سب
فلک کیون دکھایا یہ روز سیاہ | نہین کھلتا اس بات کا کچھ سبب
عفیفہ مری دختر نو جوان | سعادت کے تھے جسمین اوصاف سب
مہی کی تہی انیس ۱۹ رمضان کی سات | کہ دنکے عوض ہوگئی تیرہ شب
شمیم حوادث نے اکدم مین آہ | بجھایا چراغ جوانی عجب
مری قرۃ العین و لخت جگر | مجھے اپنی صورت دکھائیگی کب
گئین تم تو آرام سے خلد کو | یہان رنج و غم سے ہوئین جان بلب
لیا ایک دختر کو بہی اپنے ساتھ | بڑہایا مرا اور رنج و تعب
نہ ان سات بچون کا آیا خیال | کہ تڑپین گے بلکین گے یہ روز و شب
عطا صبر کر اور بچون کو پال | خدایا کوئی کردے ایسا سبب

تفکر مین عاشق تہا تاریخ کے
ندا آئی اسکو الم ہے غضب
۱۸ ۶ ۸۸

ایضاً تاریخ وفات دختر

ناجرزادہ

جب گری سقف مری دختر پر | اور دبا ساتھ اک اسکا د بچا
سال عاشق نے کہا پیٹ کے سر | کیا ہوا شور قیامت برپا
۵ ھ ب ۱۲

تقریظ نتیجہ فکر آسمان پیوند فاضل نبیل شاعر جلیل جناب سید محمد حسین صاحب المتخلص بہ بسمل خیرآبادی وکیل معتمد ریاست ٹونک متعینہ رزیڈنسی راجپوتانہ مقام کوہ آبو

بادہ نوشان مست نظر آج اپنے دریاے بیخودی کی موجوں مین کدھر بہہ گئے کہ میخانہ شوق کے دروازے بند ہیں اور خوردہ فروشان لخت جگر آج کہاں رہگئے کہ گوش مشتاق صداے دردانگیز کے آرزومند ہین زخم دل کے پھائے تلاش کرنیوالے کیا ہو گئے کہ (یاربھیج یاربھیج) کی ندا مین نہیں آتیں نالہ جانکاہ دل و جگر پاش پاش کرنے والے کیا سکھہ نیند سو گئے کہ ہاے سیج (ہائے سیج) کی آوازین کلیجہ نہیں ہلاتین یہہ تنگ تنگ گلیان کہ جو زبردستی عاشق و معشوق کو گلے ملادیتی تہین آغوش تمنا خالی کئے ہوئے کیون خاک اڑا رہی ہین۔ اور یہہ اونچے اونچے بالاخانونکی منتظر جالیان کہ جو دم نظارۂ خوبان بیساختہ مسکرا دیتی تہین کسلیئے دیدۂ روزن سے اشک حسرت بہا رہی ہین۔ اے تختہ بند دوکانو تمہین قسم ہے اپنے بنانے والونکی سچ بتانا آج تمہارا حال کیا ہوا کہ تمہارے سینون پر قفل ناکامی کا یہہ بڑا داغ پڑا ہوا ہے اور اے چھوٹے بڑے مکانو تمہین سوگند ہے اپنے چراغ جلانیوالونکی جھوٹ نہ کہنا آج تمہارے بسنے والے کہاں چلدیئے کہ ہر دیوار چپ ہے۔ ہر در سونچ مین ہے گویا ایک سے ایک لڑا ہوا ہے ❊

جب کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو مین اضطراب دل کو رہنما کر کے آگے بڑہا۔ بڑہتے بڑہتے ایک بلندی پر جو چڑہا تو دیکہا کیا ہون کہ گلرخان سیمتن کا ہجوم ہے۔ گروہ عاشقان مین نالہ و فریاد کی دہوم ہے ایکطرف شاخ نخل ماتم کی بانسلیان بجانے والے گا رہے ہین کہ۔ ع آج بازار مین موتی ہین برسنے والے دوسری جانب سے پریچہرون کے پازیبون کے سریلے گھنگرو۔ ہان مین ہان ملا رہے ہین کہ ع لوٹ لین دولت بیدار ترسنے والے یہہ سنکر مین نے بھی درہم داغ کی تھیلی بغل سے نکالی۔ سر شوریدہ کی ڈہلی ہوئی ٹوپی سنبھالی اور چاک دامن کیطرح چل نکلا۔ قریب جو پہنچا تو دیکہا۔ کہ ایک کتاب جسکے پہلے ورق پر (اسرار عاشق) لکھا ہوا ہے۔ کتب فروش عشق کی دوکان پر رکھی ہوئی ہے۔ اور ایک عالم ہے کہ اُسکے دلربا نظارہ سے آنکھون سکھہ کلیجے ٹھنڈک پہنچا رہا ہے مینے بہی

اپنا دست شوق بڑہایا۔ اور اُسے اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ ہمارے دلنواز مخدوم حضرت منشی **محمد اقبال حسین** صاحب عشق کہلایا ہے یہ انہیں کی عاشقانہ صداؤں نے معشوقوں کو دیوانہ بنایا ہے۔ جو مصرع ہے تیر دلدوز ہے۔ جو نالہ موزوں ہے جانسوز ہے۔ دیوانوں کی اومنگیں اسکی شوخیوں پر فدا۔ شوخ رفتاروں کی مستانہ رفتاریں اُنکی بول چال پر تصدق ہوں تو بجا۔ نامحاورات پیاری بندشیں ایسی کہ اگر جعد مشکیں دیکھے تو بل نکل جائیں عمدہ فقرات انوکھی زبان ایسی کہ سحبان سخن گوائی کی بھولے تیز گفتاریاں کام نہ آئیں۔ جو تخیلوں کے مضامین ہیں وہ گدگداہٹ کہ زخم جگر تک ہنستے ہیں۔ معاملہ بندی وہ غضب دیکھنے والوں کے گھر بستے ہیں۔ ایمان کی یہ ہے کہ ہر شعر بیمثال ہے۔ دیوان کا ہیکو حسن و عشق کی ٹکسال ہے جو عبارت فارسی ہے گویا عروس سخن کے نازک ہاتھ کی آرسی ہے۔ جسقدر مضمون اُردو ہے آئینہ شاعری کی آبرو ہے جو نظم ہے۔ رونق ہر بزم ہے۔ جو نثر ہے۔ اُسکا نہ پایاں ہے نہ حصر ہے۔ اور مزہ یہہ کہ عاشق مزاج دیکھیں تو جانیں کہ ہمارا ہی حال ہے معشوقان طناز سمجھیں کہ نہیں نہیں اسمیں تو ہماری بول چال ہے مسلمان دیکھیں تو جانیں کہ صحیفہ دین ہے۔ ہندو انکو اپنی رام کہانی کا پورا یقین ہے۔ یہ حضرت عاشق ہی کا کام ہے۔ کہ سب طرح کی مے ہے اور ایک جام ہے۔ بس اسی پر اختتام ہے۔ لیجیے رخصتی سلام ہے

تقریظ دیوان اسرار عاشق ریختہ فکر آسمان پیما نظیری نظیر جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب بیخود جود ملشل افسر دربار ریاست سروہی

خدنگ محبت کے گھائل کہاں ہین ادا ہائے دلکش کے بیدل کہاں ہین	بہار مضامین کے مائل کہاں ہین سخن ہائے شیرین کے بسمل کہاں ہین

ذرا ادہر آئیں اور دیکھیں۔ کہ پہر سلسلہ جنوں کو تحریک ہے۔ حُسن کا عشق اور عشق کا حُسن شریک ہے داغہائے کہن ہرے ہونے والے ہین۔ چاک نے دامن تک پانو نکالے ہیں۔ ہاتہو نے گریباں کی دہجیاں

وہ بانی آگ سلگ رہی ہے۔ جو آنکھ ہے پُر آب ہے۔ جو دل ہے بیتاب ہے۔ ناز و نیاز کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ تبسّم لربا کی بجلیاں انکا ہونکو تلملا رہی ہیں۔ طنز و تشنیع کے تیروں کی بوچھاڑ ہے۔ شرم و عتاب کی گراوٹوں کی بھرمار ہے۔ عروس کلام بناؤ پر ہے۔ شاہد معنی چاؤ پر ہے۔ اگر بیان فراق سے کلیجے جلتے ہیں۔ تو ذکر وصل سے غنچۂ دل کھلتے ہیں۔ ادھر عاشق ناشاد کی بیتابی پر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ادھر کسی برق مجسم کی حسن تمکین آزما کا تصور فسردہ دلوں کو گدگداتا ہے۔ الختصر غضب کا سامنا ہے۔ قیامت برپا ہے (غالب سخن بناہ) ــہ پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق ✤ سامانِ صد ہزار نمکداں کیے ہوئے صاحبو اگر سمجھ گئے تو ہرزہ سرائی معاف۔ ورنہ صاف صاف سنیئے۔ کہ اقلیم سخن کے بادشاہ۔ مالک زمان قدیم معتز بناہ مہر و کرم میں واثق۔ ولا و وفا میں صادق۔ مخدومی منشی **محمد اقبال حسین صاحب** **عاشق** دہلوی وکیل ریاست بیکانیر مقیم کوہ آبو۔ کا دیوان سحر نشان چھپکر شایع ہوتا ہے اور انکی زبان دانی و شیوا بیانی کا آوازہ مدعیان سخن کے غرور کی آبرو کھوتا ہے ــہ

ہے وہ دلکش سخن کہ حسرت عاشق کہیے ✤ حاصل مملکتِ حسن طبیعت کہیے ✤ جلوۂ حسن خداداد مضامین کہیے غمزۂ شاہد زیبائے طلاقت کہیے ✤ خندۂ طوطی گلزار معانی کہیے ✤ نالۂ بلبل بستان متانت کہیے ✤ موتیا ہزمۂ سحر بیانی کہیے ✤ کیوں گل سر سبد جودت فکرت کہیے ✤ شہر کو طرۂ دستار بلاغت کہیے ✤ نظم کو غازۂ رخسار فصاحت کہیے۔

دیوان عاشقانہ صدوں کا وہ رنگ کہ سنتے والوں کے دل تا شبلائیں معشوقانہ اداؤں کا وہ ڈھنگ کہ ... ... بیٹھ جائیں۔ فراق کا ملال شادی وصال۔ عاشقوں کی وفا معشوقوں کی جفا ... ... معشوق کو تنہا پاکر اضطراب۔ پردہ گیان پردہ در کا انکار و اجتناب۔ دلداگان ... ... شوخ چشم کی دزدیدہ نگاہی۔ بسمل خنجر استغنا کی جانفشانی معشوقہ شیریں ادا کی بدگمانی۔ سخنہ مسفران خود کے خیالات خام۔ کہیں آغتہ بر کار رونا۔ تدبیر الزام عشق بے سروپا کی ... حسن طلاقت آزما کی ... ترانی۔ عاشق دیوانہ دل مآل اندیش کی مدہوشیان معشوقہ لاابالی خرام رنگین حرکات کی گرمجوشیان ناتوان شبان تفرقۂ دست کی دراندازیاں تعزیر کی ابد گنگی

تدبیر کی ناسازیاں۔ غرض دیوان کیا ہے ایک آئینہ خانہ ہے جسمیں عاشق و معشوق انکے باہمی معاملات
کی ہو بہو تصویریں نظر آتی ہیں۔

سوچتا ہوں کہ وہ معشوق کیا ہوگا جسکی ہمکلامی و ہم نشینی یا جسکی تصوّر کی رنگینی نے
عاشق پر اس درجہ رنگ اثر ڈالا کہ ہر لفظ نگاہ ناز کیطرح دل میں اُترا جاتا ہے۔ اور ہر مصرعہ قامت
موزوں کی یاد دلاتا ہے۔ ولنعم ما قیل ؎ تیرے جلوہ کا تو کیا کہنا مگر اے دیکھنے والیکو دیکھا چاہئے
الٰہی یہ حضرت عاشق کو سوجھی کیا کہ عشق و محبت کا کارنامہ حسن و ادا کا گنجینہ یعنے اپنا دیوان
فصاحت عنوان عام و خاص نگاہوں کا منظر بنا دیا۔ اور اتنا نہ سوچا کہ چونچلے کے رنگ ڈھنگ پیاری
پیاری باتیں۔ مزے مزے کی وارداتیں۔ رنگین محاورات۔ عاشق و معشوق کے نازک تعلقات شوخ
تقریریں۔ بیگانہ تحریریں۔ چلبلے مضامین۔ انوکھی نوک جھوک۔ نرالی چھیڑ چھاڑ۔ اور ان سب کے
علاوہ تذکرہ حسن عافیت سوز وہ کہ سننے والوں کے جی لوٹ جائیں۔ بیان فراق خانہ برانداز ایسا
کہ مدعیان الفت کے چھکے چھوٹ جائیں۔

دستور ہے کہ ایسی باتوں کو سب چھپاتے ہیں جبھی تو زبان خیال تک نہیں لاتے میں اور تمہیں
کہ مبادا کسی ایسے ویسے کے کانوں میں بھنک پڑ جاوے اور پھسل پڑے تو صدمہ قالب سے جان پر
آبنے۔ جنہیں بخود ساز صد ہزار شیوہ۔ حسن پرست۔ پریشان نظر۔ آزادرو۔ عافیت دشمن ننگ و
نام سوز۔ جو ہر وقت مرنے پر کمر کسے جان دینے پر بیکس رہتا ہے اپنی صورت کا نام سنا اور مر مٹا کسی کی کج
ادا و رسم تاکی اور گیا گزرا۔ اگر وہ ہی دیوان کو دیکھ لیگا تو کیا جانے اسپر کیا گزر گئی اور ہمکو کیا لینے کے
دینے پڑینگے۔ کیونکہ ؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد * بسا کیں دولت از گفتار خیزد *

نہیں نہیں حضرت عاشق سا عقیل و تجربہ کار اور اتنی نہ سوچتا مگر ہاے ؎
کون پوچھے کل کوئی کیا تھا اور ان کیا بنی ایسی کہ ایسا ہوگیا ہے اور سچ کی تو یہ ہے کہ ؎
گرمی حسن سے ممکن ہے کہ بے پردہ نہو حضرت عشق سے ہونی ہے کہ رسوا نکرے؟ ہمکو دونوں سے پالا پڑا ہے ہم پر
دونوں کا سایہ ہوا ہے حسن و عشق دونوں نے ہماری خاک اڑائی ہے۔ دونوں نے ستم ڈھایا ہے۔ دونوں بدمستی چھپائی کر

دونوں ہیں نہ آندھے ہیں۔ دونوں قیامت کے گولے ہیں۔ انکی بلا کو فکر آغاز نہ پروائے انجام۔ پھر اب کسکا
قصور اور کس پر الزام۔ خود مجھی کو دیکھو کہ مجھے اس پارہ میں ان جھنجھٹ سے کیا کام۔ سو ہاں سے تقریظ
فرمائش اور میں وہ آشفتہ سر سودائی ہوں تمیز باختہ عشق خانہ برانداز ع آسمان کو زمین سر کو پانو لکھتا ہوں
مع ہذا آبرو ستد راہ رسم و رواج دشمن حیا و شرم مانع۔ ہوش و حواس راہزن سمجھ بوجھ کی الٹا
عقل فضول کی پھٹکار حمیت کی روک ٹوک غیرت کی دور باش فسردہ خاطری کی چشمک نے
ہو کھلا دیا اسلئے میں بیخودانہ تقریظ کو اس فقرہ پر ختم کرتا ہوں کہ اے آشنا سایان سخن کا خدا نگہبان
محبت کے نیم بسملوں کو اللہ کی امان۔ اللہ بس باقی ہوس وہو المستعان وعلیہ التکلان فقط

تقریظ رشحۂ خامۂ ناثر بے مثال شاعر نازک خیال افتخار الشعرا سید افتخار حسین صاحب متخلص بہ مضطر نائب قائمقام وکیل ریاست ٹونک برادر عزیز حضرت بسمل

رنگ لایا ہے مرا حال دگرگوں ہوکر
دیکھنے آتی ہے لیلے مجھے مجنوں ہوکر

زمانہ کی نیرنگیاں روزگار کی خانہ جنگیاں فلک کی کجبازیاں۔ گردش دوراں کی فتنہ پردازیاں
دنوں کے پھیر۔ راتوں کے اندھیر کچھ نہ پوچھئے ہماری نازک حالتوں کو دیکھئے کہ نہ دل
ہے نہ دماغ ہے۔ دولتِ عیش مفلس کے گھر کا چراغ ہے ہاتھوں کو گریبان سے لاگ ہے۔ عروس
طبیعت کا رنگ بیرنگی سہاگ ہے پاؤں بیاباں طلبی کو آمادہ ورق شکیبائی بالکل سادہ۔ ہر اسپ لوا
بن کے طور۔ ہم یہاں مگر حضرت دل یا قیس بے خبر کہیں کہ جب سے اپنا دیس چھوڑا پردیس میں استہان ہے ہر بیت
اپنا چال چلن ہے دانا کا دھیان ہے۔ گروہ کا نام پوچھو تو سن ہے فقیروں کا یہی حال ہے یہی دھن ہے
جب سے عشق کا سنیچر سر پر سوار ہے منگل بدھ ہے بدھ اتوار ہے نہ کچھ سوچ ہے نہ بچار ہے
کوچوں کوچوں میں صدا ہے۔ گلیوں گلیوں یہی پکار ہے۔ کہ

(پیاری جان کا بھلا)

اگر کبھی اپنے سر کیشن کی دھن میں بین بجاتے گوکل میں جا نکلے۔ تو کسی نے برہمن جانکر شگون بچار نے کو بلا لیا رکسی بیے پریم کے پنتھ کا جوگی سمجھکر چرن پوجنے کو پکار لیا۔ دھیر ہوئی تو چلے گئے جیت میں آئی تو ان سنی کر دی۔ کبھی اپنے منتر جپ کنہیا کا سوانگ آگیا تو کلیجہ تھا کر چلا اٹھے مضطر

ادھر ہچولیاں ہیں نوجوانی کا زمانہ ہے	ادھر دو چھولیاں ہیں اور برائی کا بانا ہے

اگر آج تک فراق یار میں پلک سے پلک لگی ہو تو آنکھوں کے آگے آئے۔ کانوں نے اگر نغمہ شادی سنا ہو تو خدا غم دکھائے۔ لب شیریں کے تصور میں اگر تلخ کامی کا ساتھ چھوڑا ہو تو جوانی محنت کوہکن کی طرح رائیگاں ہو جائے۔ لیلی منش کی یاد سے منہ موڑا ہو تو روز قیامت خدا گروہ مجنوں میں اٹھائے۔ کل بکھرے ہوئے بالوں کے خیال سے دم جو الجھا تو میں اپنی مجذوبانہ حالتوں کے بگولوں میں اڑتا پڑتا ایک اجڑے ہوئے باغ کے دروازہ پر پہنچا دیکھا تو بیدری نگہبان ہے۔ ویرانی در و دیوار پر سو جاں سے قربان ہے میں سوچتا تھا کہ اس جدول گلستان کی گلابی خاک کیا سرمہ شفق بنکر چشم فلک میں سما گئی کہ صحن چمن کا رنگ پھیکا ہے۔ اور اس بیاری بارہ دری کے بجھے ہوئے چراغوں کی روشنی کیا لوذ میں جا ملی کہ طاقوں کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا ہے۔ نسیم سحر کی چال پہ کیا جھاڑو پھر گئی کہ منتظر روشوں پر رات سے بکھرے ہوئے پھولوں کی پنکھڑیاں چننے کو نہیں آئی۔ ہمارے راحت پسند کے کان کیا پھوٹ گئے ہیں کہ غنچوں کے چٹکنے کی آوازیں نہیں سنیں۔ اور چادر برگ شبنم نہیں اٹھائی۔ مہندی مٹی کی آڑ میں گھری ہے۔ پھیلی ہوئی بیل کو کیا ہو گیا کہ پتوں میں منہ چھپا سوئی پڑی ہے کیا بلبلوں نے گونگے کا گڑ کھا لیا کہ نہیں بولتیں۔ کیا قمریوں کے گلے میں خدائی پھندا پڑ گیا ہے کہ منہ نہیں کھولتیں۔ لہلہاتا ہوا سبزہ جو اپنی امنگوں میں آپ جھوم رہا تھا۔ زمین پر کیوں لوٹ رہا ہے کیا کسی نے کچھ کہا ہے۔ کچھ کہا ہو تو زبان نکلوا لوں۔ سنبل اپنے بال پریشان کئے آنسو بھری آنکھوں سے کیا کسی نے چھیڑا ہے چھیڑا ہو تو ہاتھ کٹوا ڈالوں۔ کانٹے اپنی سوکھی ہوئی زبان دکھا کر

حوضِ چمن سے پانی مانگتے ہیں تو لبِ حوض سے صدا آتی ہے کہ اودیں نہیں کیا پتھر پڑ گئے۔ درختانِ
خزاں دیدہ شاخوں کی دستِ دعا پھیلائے اپنی گزری ہوئی جوانی مانگتے ہیں تو موسم جواب دیتا ہے
کہ سنو سنو کوس بھی نہیں کیا زمانے کے چال چلن بگڑ گئے۔ میں بھی یہی کہتا اور مثلِ آبِ رواں بہتا
ایک گوشۂ باغ میں جو پہنچا تو دیکھا کہ ایک بلبلِ غمگین منہ جھولائے۔ پر پھولائے۔ سرشکِ حسرت چشمِ نم
سے بہاتا ہے اور اپنی بولی میں یہ گاتا ہے (مصنطر) شاخونکو کاٹ چھانٹ کے گل توڑ تاڑ کے +
گلچین نے رکھدیا ہے گلستاں اوجاڑ کے + یہ سنکر اور فکر ہوئی کہ الٰہی کونسا بیدرد گلچین تھا کہ
جس نے یہ گل کترے۔ اور کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ مت بیرے۔ ہائے اُس قدِ آدم گھاس کے تیز گو کھرؤں کے
کھری گھاؤ اِن پیاری پیاری کیاریوں کے کلیجے میں کیسے تیک رہے ہوں گے اور کوئی کیا جانے
ایسے رہتے اُس سوکھی ہوئی نہر کو مچھلی کی طرح تڑپتا چھوڑ کر بہتا پانی کہاں چلا گیا۔ خدا جانے۔
جب نہ رہا گیا۔ اور مجکو میرے جلد باز قلق نے بہت مجبور کردیا تو آگے بڑھکر اُس گرفتارِ دامِ غم بلبل
سراپا الم سے پوچھا کہ اے آٹھ آٹھ آنسو رونے والے۔ اور اے فراقِ گل میں بیتاب ہونے والے تجھے قسم ہے
اُنہیں ٹوٹے ہوے پھولوں کی کہ جنکا تو عاشقِ زار ہے۔ اور تجھے سوگند اپنے اُسی اُجڑے ہوے چمن کی
کہ جسکا تو خدمت گزار ہے سچ بتا کہ اس ہرے بھرے باغ کی اُٹھتی کوپلوں کے جوبن کی بہاریں کسنے
لوٹیں۔ اور بیٹھتے قلموں کی جڑیں کس ستمگر جفا پیشہ کے ہاتھوں سے ٹوٹیں۔ اُس نے بہزارِ گلا بیت
بصد گرمیٔ دل ایک آہ بھر کر کہا کہ ایک چمن آرائے الفاظ و معانی فارسِ مضمار نکتہ دانی۔ سروِ حدیقۂ
ستم۔ بانیٔ جفائے اتم۔ عاشق مزاج معشوق صفت۔ قہر پیشہ وفا صورت جنہیں زمانہ حضرتِ عاشق
حضرتِ عاشق کہکر پکارتا ہے مدتِ دراز سے کرتی کمان کی ہر کسطرح یہاں سیر کو آتے ہیں
اور اپنے دامنِ آرزو کو پھیلا کر بے کسی سے پوچھے جتنے پھول جی چاہتا ہے توڑ لے جاتے ہیں یہاں تک کہ
آج وہ پھول بھی کہ جو ہمنے اپنی نسلیوں کے لئے فصلِ خزاں میں کام آنے کو اپنے آشیانوں میں چھپا رکھے
تھے چھینکر ہمارا بسا بسایا گھر برباد کر گئے۔ اب صبا کی زبانی سنا گیا ہے کہ اُنھوں نے ہماری بستی کے پاس
ایک باغ جدا لگایا ہے اتنا سنتے ہی کان کھڑے ہو گئے کہ ہو نہو یہ تخلص ہمارے مخدوم و مکرم جناب منشی

محمد اقبال حسین صاحب منّا وکیل بیکانیر کا ہے چلیں دیکھیں تو سہی سچ بات ہے کہ ڈہاک کے تین ہی پات ہیں
یہ کہکر کمر ہمت باندہ لی اور چل نکلے ناگہاں یہ صدا آئی۔ ع

میخانے کی دہن باندہ کے جاتے تو ہو مضطر	وہاں شیشہ و مینا ہی ہے ساغر ہی ہے مے ہی
جاتے ہی اگر ہو تو سمجھ بوجھ کے جاؤ	تم دیکھ تو لو خیر سے کچھ پلے میں ہے بھی

ہمنے وفور شوق میں ایک نہ سنی یہ چلا اور وہ چل حضرت عاشق کیخدمت میں جا پہنچے۔ رازِ دل پوچھا تو ادہر ادہر کی باتوں میں ٹالنے لگے۔ کچھ دیکھنے لگے کچھ بھالنے لگے مگر وہ خاموش لب کہ جو آپس میں ملے ہوے کچھ صلاح کر رہے تھے چٹ مسکرا دیئے۔ پھر تو ہم جان ہی گئے کہ ہاں قول مکمل ٹھیک ہے ادہر سے آرزو کا اظہار ہے کہ نئے نئے چمن کی ہوا کھاؤں۔ اُدہر سے عجیب پیارا حسنِ انکسار ہے کہ اپنی بھی ہیں کیا جو دکہاؤں۔ غرض بمشکل تمنا پوری ہوئی ایک کتاب سامنے آئی۔ دیکہا تو حضرت عاشق نے ستم توڑا ہے۔ جو لفظ ہے عروسِ معانی کا جوڑا ہے۔ دیوان نہیں در حقیقت یہ وہی پورا باغ ہے کہ جو ویران ہو گیا۔ اوراق نہیں یہ کسی دلدادۂ زلف سیاہ کا مجموعۂ خاطر ہے کہ جو پریشاں ہو گیا۔ اللہ اللہ موتی پرولئے ہیں۔ عاشقانِ بامذاق کے لئے گویا بس کو ہیں کہ انکو کہیئے مضامین کا خزانہ ہے = اچھوتے اشعار کا آشیانہ ہے۔ نکیلی اداؤں کا حال دل و جگر سے پوچھیے پیارے شاہدِ سخن کا دن دونا رات چوگنا جمال قلبِ مضطر سے پوچھیے۔ جہاں اندوہِ فراق کی کہانی ہے پتھر بھی کلیجہ تھام کر کراہتا ہے۔ جس جگہ وصل کا افسانہ ہے کچھ اور ہی جی چاہتا ہے۔ درد کا مزہ۔ آہ سرد کا تذکرہ۔ شکلوں کی روانی لطفِ زندگانی جنونکا تقاضا۔ حسرتِ مردہ کا جنازہ۔ آرزونکی دھوم۔ ارمانونکا ہجوم۔ عاشقونکا آسرا۔ معشوقونکا ماجرا۔ عشق کی گرمیاں حسن کے لئے شرمیاں کرشمونکا وفور۔ غمزونکا غرور۔ اداؤں کی ادا۔ ہر ہر سطر میں نخیرہائے قیس کی نمود۔ یہ سب کچھ اسی دیوان میں ہے مضامین پر معانی کے پہلو میں دل دہرنے کی۔ بلکہ تل دہرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ تراکیب نو ایجاد کے دلوں میں ایسی مضبوط گرہ پڑی ہوئی ہے کہ کھلنا تو کیسا ہلائے نہیں ہلتی۔ حروفِ رنگین کے پیارے دائروں کو حسینانِ کمسن اپنی انگلیوں کے چھلے کیوں نہ جانیں۔ کس کی گہڑی ہوئی

نقاط پُر تزئین کیے دربا خانونکو مہ جبینان نازک بدن اپنے گورے گالوں کی زینت کیوں نہ سمجھیں جبین پر سے
ہوئیں اگر مرکز کاف کنایہ ہیں تو کشش شین شعر برہنہ شمشیر ہے اور اگر قامت اطلاعنا رزو سرو بستان
دلبری ہیں تو حلقہ ہائے ہوز طوق گلوے پری ہے۔ دیوان کیا ہے گویا قلوب بیجان عاشقان کی جان ہے
زر جولانی طبع کا محک امتحان ہے اور کیوں نہو کسکی تصنیف ہے۔ تعریف خود محو تعریف ہے اللہ تعالیٰ مالک سخن
کو دارین میں منہ مانگی مرادیں عطا فرمائے الخاتمۃ بالخیر والعاقبۃ بالخیر۔

تقریظ من نتائج فکر بلند شاعر یکتا ناز من جناب حکیم سید محمد حسن خانصاحب متخلص بہ حسن خلف جناب حکیم سید منور علیخان مرحوم آشفتہ تخلص دہلوی

حسن آرام طلب۔ کس نیند سوے ہو۔ اٹھ بیٹھو۔ آنکھیں ملو۔ ہوشیار ہو۔ کمر کسو۔ ہندوستان
کو خیرباد کہو۔ قدم بڑہائے جدہر منہ اٹھے چل نکلو یہاں کی ہوش ربا بلائیں۔ دل و دین غارتگر فتنے
ایسے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑے ہیں کہ دم نہیں لینے دیتے۔ عقل ہے کہ حیران ہے الٰہی کس غضب میں
جان ہے آئے دن بلا تازہ کا سامنا۔ ہر گہڑی آفت نازلہ سے مُنھہ بھیڑ کہاں تک تاب و تواں کو
لاگو۔ ہوش و حواس کے دشمن عرش سے اُترتے ہیں ہم انکی خاطر شہر چھوڑ کر شہر والوں سے مُنہ موڑ
خانماں کھو۔ اپنے بیگانہ کی جانکو رو آرام و آسائش کی فاتحہ پڑہ۔ سبکو لگا ڈر سب سے بگڑ
پہاڑ کے دامنوں میں مُنہ چھپا خرابہ آلود میں پڑے سوتے تھے۔ کوئی نظر فریب صورت دکھلائی دیتی
تھی نہ کسی دلکش آواز کی بھنک کانمیں پڑتی تھی دیدہ و دل کی کس آسودہ خاطری سے بسر ہوتی
تہ اہاہا۔ ہوش و حواس بے کھٹکے ایسے پاؤں پسارے پڑے سوتے تھے کہ او ہو۔ ہو ہو۔ تاب و
تواں فارغ البال صبر و شکیب خوشحال دنیا کے بکھیڑوں سے الگ خدائی کے جھگڑوں سے دور۔ جہاں کے
دہندوں سے چھٹے۔ چپ چاپ۔ گوشہ گیر ہوے۔ تجہ مجہ سے الفاظ کے سوز رات صبح و شام۔ لعنت
بر ہیچ اپنے کام سے کام۔ کیسے معشوق کہاں کے عاشق۔ کسکا تو۔ کیسے ہم۔ نہ جینے کی شادی

نہ ہوے کا غم۔ اگلی پچھلی بلائیں دنیے پیچھا چھوڑائے گزشتہ گلچھٹیو نسے سلجھے سلجھائے۔ آب اطمینان
سے مُنہ دہوئے دہولائے۔ تلخی تعلق کو تھوکے کلی کئے۔ ساغر سرشار آزادگی سے چکھے
چکھائے کیا کہیں کس مزے سے بسر کرتے تھے۔ کیا خبر تھی کہ مولانا اقبال حسین عاشق صاحب
نو اکبر کے تاک میں بیٹھے ہوے دیوانگی او شہیں دل رم خوردہ مذاق کی گیرائیکا جال پھیلارہے
ہیں اللہ اکبر کیا کہا جائے۔ کلام شور انگیز نے دل خستہ کے پرانے زخموں پر نمک پاشی کی کہ لالہ زار کو داغو
ندامت اُٹھانا پڑا اور ولولہ افزا مضامین کے جوش نے وہ قیامت بپا کی کہ شورش طبیعت نے بڈھونکو
جوان بنا دیا ماشاء اللہ سلاست زبان سے روانی دریا پانی پانی ہے واہ کیا شادابی الفاظ ہے
کیا رنگین مضامین ہے کیا بہار معانی ہے۔ کانونکو سماع محاورات میں صلائے نظم تازہ مبارک
اور آنکھونکو گل چینی اس بہار موزونی کی نوید ارزانی آب یاری قبول طبائع اہل نظر سے اس
گلزار فکر کی شادابی جاوید کے لئے دعا کرتا ہوں اور بہزار کشمکش بار تعمیل ارشاد تحریر تقریظ
سے سبکدوش ہو کر سلام رخصتی عرض کرتا ہوں والسلام۔

تقریظ نتیجہ فکر صائب جناب حکیم حامد حسین خانصاحب حامد خلف جناب حکیم سید محمد حسن خانصاحب حسن

وقف خارش جو کف پائے تماشائی ہے
کیا کہیں باغ میں پھر فصل بہار آئی ہے

اے شیفتگان حسن معانی و اے تماشائیان گلکدہ سخندانی اے مشکین مشامان نافہ نکتہ پروری و اے
تفرجیان بہارستان سخنوری اے نظر دوختگان مجالی معشوقہ فصاحت و بلاغت۔ و اے
بنقد جان خریداران متاع سلاست و طلاقت نوید تماشائے روح پرور مبارک کہ سفینہ معنی
نواز نظر افروز نتیجہ طبع وقاد ناظم لائق شاعر فائق مولانا محمد اقبال حسین صاحب المتخلص بہ عاشق کہ جسکا

حرف نضارت بخش دیدۂ نظارگیاں اور مصرع مصرع ناخنا یہ دل ذہن مشتاقان ہے ہر بیت طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر آمادۂ جلوہ گری ہے واہ واہ ماشاء اللہ کیا روانی طبیعت ہے کیا لطف خیز مضامین ہیں کیا ولولہ انگیز خیالات ہیں۔ کیا مستانہ بیانی ہے۔ کیا معانی ہے۔ کیا صاف صاف بول چال ہے کیا سیدھا سادھا روزمرہ ہے۔ تماشائی حیرت میں ہیں کہ الٰہی یہ دیوان ہے یا گلدستہ جسمیں چمن فکر کے وہ وہ خوش رنگ پھول رشتۂ موزون سے باندھے ہیں کہ بہار انکی چشم دل میں کھبی جاتی ہے یا نسخۂ سحر سامری کا مثنیٰ ہے جسکی جادو کلامی ہوش و حواس کھوئے دل و دین چھینے لیتی ہے۔ المختصر۔ اس دیوان لطافت سامان کی تعریف و توصیف میری علو تقریر و تحریر سے خارج ہے۔ سخن آفرین اس کلام کو خاص و عام کا مقبول اور مشہور نزدیک و دور اولی الابصار کا مانوس و منظور فرماوے۔ **قطعہ**

معشوق آنکھوں والے یہ دیوان دیکھکر ۔۔۔ دردِ زبان کہتے ہیں عاشق کے نام کو

حامد کہاں ہیں ایسے سخنور جہان میں ۔۔۔ اللہ رکھے ایسے کلیم اور کلام کو

آمین ۔۔۔ تمام

ایضاً قطعہ تاریخ از حضرت حامد

فرد باطل سے جسکے ہے سحر سامری ۔۔۔ حضرت عاشق ہیں ایسے شاعر سحر البیان

آپ نے دیوان کیا لکھا کہ گویا بخشدی ۔۔۔ قالب بے جان فن نظم میں روح رواں

کیا فصاحت کیا بلاغت کیا طلاقت ہے کہ ہم ۔۔۔ کس روانی کا بیاں ہے کس حلاوت کی زبان

پرتو خورشید ہر مطلع سے اس دیوان کے آج ۔۔۔ مشرقستان ہے سواد تیرۂ ہندوستان

پایۂ نظم آپکا اللہ اکبر کیا کہوں ۔۔۔ اس زمانہ کے ہیں بیشک آپ فخر شاعران

لفظ و معنی ہیں وہ شاداب معطر جنسے ہی ۔۔۔ صفحہ صفحہ مایۂ رشک گلستان بوستان

فکر سے تاریخ کے حامد چھٹے صد شکر ہم ۔۔۔ کیسے جھٹ پٹ چھپ گئی دیوان دوستانہ ارمغان

۱۸ ۶ ۸۹

ہ تاریخ طبع اسرار عاشق ریختہ کلک جواہر سلک شاعر باکمال
مولانا مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی -
ناری پانی پتی مقیم دہلی شاگرد رشید حضرت استاد غالب دہلوی

د آزادہ عاشق کہ نیست
وہموارہ از حسن خلق
ر وپیوستہ ز افسون نطق
رد از جبہہ اش ابنساط
ل گہ سر کہ برابر وان
ست کافسون مہر و وفاش
ش میپوند نا آشنا +
ہ عاشق چہ افسوں دمید
تہ ہیہات دادم ز دست
انم از طبع دیوان سخن
روزہا کز صروف زماں
سخن مے نیرزد بجو
بر عاشق و عزم او
بیگانہ و آشنا
ن آخر دو عاشق کہ ہست
طبع آراستند
ا نبود از زشتے در جہاں

در اقران مرا ورا النظیر و قرین
پے صید آزادگاں در کمیں
کشند از آشیاں باز و شیر از عرین
اگر مہربان ست و گر خشمگیں
نہ یا بیش افتادہ چیں بر جبیں
ربودہ ست صبرم ز جان حزیں
کہ بودہ ست فارغ ز مہر و ز کیں
کہ در باخت خود را بمہرش چنیں
سخن ز آسمان بود و رفت از زمیں
کہ شد جلوہ فرما بنوعے گزیں
سخن شد مہان و سخنور مہیں
بحسن ار بود غیرت حور عیں
کہ در دور ناسازگارے چنیں
فشاندہ ست گنجینہ از آستیں
صنمخانہ طرفہ گفتنے ز چیں
شنیدند از ہر کنار آفریں
ز شادی نگنجید در پوستیں

چو حالی ہے جست تاریخ طبع
مضحخانۂ عاشق آمد سنین ✤

قطعہ تاریخ انتخاب روزگار بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

عجب لطف افزا و فرحت فزا ہے
تم اے داغ یہ اسکی تاریخ لکھدو

بہارِ سخن سے گلستان عاشق
تصانیفِ اقبال دیوان عاشق

قطعہ تاریخ طبع ناثر عدیم المثال شاعر باکمال مضحک عبوس بدل مانوس جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالقادر صاحب قدسی اڈیٹر و پروپرائیٹر اخبار صحیفہ قدسی دہلی

یہ دیوان ہے کہ رشک بوستان ہے
کہیں شوق شکست عہد و پیمان
کہیں ہے وصل سے انکار معشوق
کہیں ہے قصۂ زلف دراز آہ
کہیں مسدود ہے باب محبت
کہیں ہے ظلمت ہجران کا سودا
کہیں ہے دلبر دل کی خوش بیانی

کھلا ہے اسمیں اک گلزار عاشق
کہیں وا نرگس بیمار عاشق
کہیں لبریز شوق اقرار عاشق
کہیں لکھو لا گیا طومار عاشق
کہیں ہے افتتاح کار عاشق
کہیں کچھ گرم ہے بازار عاشق
کہیں کاہش فزا گفتار عاشق

جفا سے ہی کہیں اعراض و اکراہ	وفا پر ہے کہیں اسرار عاشق
یہی دیوان ہے مژگان پر درد	یہی ہے قرۃ الابصار عاشق
ہیں اقبال حسین ایسے خوش اقبال	کہ اب جاتا رہا ادبار عاشق
وہ خود جب سے ہوئے عاشق تخلص	رہا ویسا نہ حال زار عاشق

ہوا قدسی یہ سال طبع دیوان
ہے سحر انگیز اب اسرار عاشق
۱۳ ھ ۷

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع ذکی محمد اکرام اللہ صاحب المتخلص بہ اکرام

چھاپا گیا ہے نادر یہ دیوان عاشق	بلاغت فصاحت ہے اسکی صریح
پئے طبع تاریخ اکرام اسکی	یہ لکھو کہ دیوان بلیغ و فصیح

۱۳ ھ ۷

مادہ تاریخی درزبرو بینات من نتائج فکر سلیم عزیزم مرزا بسم اللہ بیگ صاحب بسمل دہلوی

سن تیرہ سو سات ہجرت کے
۱۸ ۶ ۹۰

اس میں خوبی یہ ہے کہ اعداد میں ۱۳۰۹ھ نکلتے ہیں اور عبارت میں ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ من نتیجہ طبع وقاد و ذہن نقاد جناب حکیم محمد عمر صاحب

فصیح ابن جناب حکیم محمد یحییٰ صاحب شاہجہاں آبادی ۔ مقیم و ملازم حال ریاست الور

چہ دلکش نظم عاشق جمع آورد	کہ ہر لفظش فصاحت را نشان است
بدل گفتم زبہر سال تاریخ	فصیحم گفت مرغوب جہان است

۱۲[illegible] ھ

دیگر

زہے نسخہ اشعار شیریں

قطعہ در مدح دیوان اسرار عاشق من تصنیف فکر صاحب جناب سید احمد صاحب عاشق خلف الصدق جناب سید نظام الدین صاحب

نظم عاشق کو دیکھ کہتے ہیں	واہ وا کیا کلام موزوں ہے
لیلئے حرف حرف کا اُسکے	جان و دل سے ہر اک مجنوں ہے
آب و رنگِ گل مضامین پر	عندلیبِ نگاہ مفتوں ہے
دم تحریر وصف گلشن فکر	صفحہ گلرنگ خامہ گلگوں ہے
ہے یہ دیوان کہ بادۂ خم نظم	یا زلالِ سخن کا جیحوں ہے
عاشق اس نظم کا فزوں حد سے	وصف مستغنے ہے مدح مضموں ہے
بس خموش اب کہ آگے لکھنے میں	فکر کا قتل جان کا خون ہے

تمت

غلط نامہ دیوان اسرار عاشق اردو *

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
اول	۱۴	سبحان الذی اسرا بعبدہٖ	سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ	۱	۱۶	روز جرا	روز جزا

* دیکھو دیباچہ فارسی ۔۱۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	اول	گرتی ہی	رگرتے تہی	۱۱	۶	ہے ہے بھری	ہے ہے مری
۱۲	۱۶	دکہایا نجائیگا	دِکہایا نجائیگا	۱۳	۵	عاشق کی نعش ذرا	عاشق کی نعش وامق
۱۸	۱۰	انداز سے پرے ہی	انداز سے پرے ہی	۴۲	۱۲	دور سحاب کب	دودِ سحاب کب
۳۳	۱۸	کلک عاجز زبان میں	کلک عاجز زبان میں	۳۱	۱۵	کیوں بام نے	کیوں ماہ نے
۴۱	۲۱	چھائی ہے زردی	چھائی زردی	۴۵	۲	بُرا ہے	برا ہے
۴۷	۵	مجیطی	مجسطی	۴۸	۱۴	چلکے بیغ داغ	جلکے باغِ داغ
۴۸	۱۸	مژہ کو بہی	مژہ کو ہی	۸۳	۲	خارِ دامن	خار دامن کو
۸۶	۱۷	پارہ پارہ کیا	پارہ پارہ ہی کیا	۹۷	۲۰	بہرِ توحید اک	بہر توحید ایک
۱۰۰	۱۰	جو نفشاں کے	خوں فشاں کی	۱۰۰	۱۸	غضب کی پیڑیاں	غضب کی پیڑیاں
۱۰۱	۱۲	گریباں چاک وقرمزہ دستے ہوگل	گریباں چاک بژمرہ دستے ہو گل	۱۰۳	۵	کہ کین شیدہ اسنے ود	کہ کین شیدہ اسنے درمنکی
۱۰۲	۱۳	آپ ہی گہل گہل	آپ بہی گہل گہل	۱۰۶	۸	دکہلا دو جو	دکہلا دے جو
۱۱۲	۱۲	وہ ستم ظالم	وہ ستم ظلم	۱۱۳	۱۲	کچھ جبہی	کچھ جبہی
۱۱۶	۱۵	اے جابۂ	اے جذبۂ	۱۲۶	۱۹	بے تنگ	بے ننگ
۱۲۹	۹	نظر بکھر ہوئی ہے	نظر بکھری ہوئی ہے	۱۳۶	۶	راگ گانے	راگ لانے
۱۳۶	۱۹	غضب لگانے لگے	غضب لڑانے لگے	۱۳۸	۸	اُسنے فرمایا	اُسنکے فرمایا
۱۳۹	۱۹	پریاں آڑیں منہ	پریاں آڑیں تہنہ	۱۴۲	۸	اُنکی مری قتل	اُنکے میرے ہی قتل
۱۴۲	۱۷	گہرا ہے	گرا ہے	۱۴۴	۵	اگر آئے حشر	اگر آجائے حشر
۱۴۴	۱۱	جو ہاتھ ہی ز رکہا۔	جو ہنسی ہاتہ ہی ز رکہا۔	۱۴۵	۶	رائی کی	لڑائی کی
۱۴۷	۸	رہا کیجیو	رہا کیجیو	۱۴۷	۱۳	نہ ہٹیں کے ہٹانیکی	نہ ہٹینگے نہ ہٹانے کی
۱۵۶	۲۱	محشر میں ہیں پ	محشر میں صنم ہے بیٹہیں ب	۱۵۹	۹	پالو نہیں ہیں	پا نہیں ہیں
۱۵۹	۱۶	کہنا جانی	کہنا جانی	۱۶۲	۱۱	دنی سی اک	ادنی سی اک
۱۶۲	۱۳	عدا کا	اعدا کا	۱۶۳	۱۳	تو صادق	تو یہ صادق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۸	جسم کا جانا	جسم کا جلنا	۱۶۵	۴	چہرۂ انوار	چہرۂ انور
۱۶۵	۱۴	لکھے نامہ	لکھیئے نامہ	۱۷۰	۸	گوہر ہوے ہیں بہت جا بجا	گوہر ہوے بہت جا
۱۷۰	۱۵	ابرار	اسرار	۱۷۵	۱۸	صدمہ ہجر میں	صدمۂ ہجر سے مر
۱۸۱	۱۲	جب تلک سردر	جب تلک سرد	۱۸۱	۱۷	گھٹا آئی تہی	گھٹا آتی ہے
۱۸۴	۱۶	وہ حلاوت و لذت	وہ حلاوت لذت	۱۸۵	۱	کھولدے کیفیت	کھولدے سب کیفیت
۱۸۶	۱۷	کہ سلاطین کو خدمت سے	کہ سلاطین کو خدمت سے	۱۸۶	۲۰	وہ بُرائی ہے	و بُرائی ہے
۱۹۷	۲۰	ذرا ٹہر جا سانس لے	ٹہر جا ذرا سانس لے۔	۱۹۸	۸	خانہ یہ نہیں تنگ لا سکتا	نہیں خانہ تنگ لا س
۲۰۳	۱۵	تھے الیسے ہی	تھے ایسے ہی۔	۲۰۵	۷	ہیں بھی جلوں وہ بہی	ہیں بہی جلوں
۲۰۷	۱	بام دام قضا	یاں دام قضا	۲۰۷	۹	شمیم حوادث کی ابکدم	شمیم حوادث
۲۰۷	۱۸	اُسکا و بچا	اُسکا بچا	۲۰۸	۲	المتحلص	المتخلص
۲۰۸	۱۴	ہر در سوبخ	ہر در سوبخ				

غلط نامہ مثنوی اسرار عاشق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۵	کہا سنکر صدقت صدیق نے	صدقت کہا سنکر صدیق نے	۸	۴	یہ خضر ہی اک ساقی با	ہی مرآت یہ
۱۵	۱۲	کسیکو بنایا سراپا خطا	کوئی ناشکیبائی میں مبتلا	۱۶	۱۰	خدا کی ہی مورد قہر	خدا کی بنی مو
۱۷	۱۵	دم واپسیں کی حقیقت	دم واپسیں کی حکایت	۲۰	۳	رہی وہ نہ آنکی تسکین	رہی نہ اصلا ہی
۲۵	۱۶	جو حضرت نے پوچھا کسی سے	جو حضرت نے پوچھا کسی	۲۷	۱	بیاں کر ارہی انکلنت	بیاں کر ارہی
۲۹	۳	وہی شا ملکو دیکھے پھر کربلا	وہی شا ملکو دیکھے پھر کربلا				
۴۰	۱	بڑے چھوٹے ہیں اب سبھی تشنہ لب	نہیں جینے کے سطرح سے یدبا	یہ شعر مکرر لکھا گیا ہے			

تمام شد